دعا عند اهل بیت(جلد دوم)

محمد مہدی آصفی

مترجم: سید ضرغام حیدر نقوی

دعا میں خدا سے کیا مانگنا چا ہئے اور کیا نہیں مانگنا چاہئے

اس مقام پر دعا ء کے سلسلہ میں دو اہم سوال در پیش ہیں:
۱۔ہمیں دعا کر تے وقت خدا سے کن چیزوں کو مانگنا چاہئے ؟
۲۔اور دعا میں خداوندعالم سے کن چیزوں کا سوال نہیں کرنا چاہئے ؟
۱۔دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے ؟
ہم پہلے سوال سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں کہ دعا کرتے وقت اللہ سے کو نسی چیزیں مانگنا سزوار ہے؟
بیشک بندے کا اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا دعا کہلاتا ہے۔
بند ے کی ضرورت اور حاجت کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ خداوندعالم کے غنی سلطان اور کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔
دونوں لامتناہی چیزوں کے جمع ہونے کو دعا کہا جاتا ہے ۔
یعنی بندے کی ضرورت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور خداوندعالم کے غنی اور کریم ہو نے کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کے ملک کے خزانے ختم نہیں ہوتے، اسکی سلطنت اوراس کی طاقت کی کوئی حد نہیں، اس کے جودو کرم کی کوئی انتہا نہیں، اسی طرح بندے کی حاجت وضرورت کمزوری اور کوتا ہی کی کوئی انتہا نہیں ہے ان تمام باتوں کے مد نظر ہم کو یہ سمجھناچاہئے کہ ہم دعا میںخداوندعالم سے کیا طلب کریں ؟

۱۔دعا میں محمد وآل محمد (ص) پر صلوات

دعا میں سب سے اہم نقطہ خداوندعالم کی حمد وثنا کے بعد مسلمانوں کے امور کے اولیاء محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنا ہے ۔
اور اسلامی روایات میں اس صلوات پربہت زیادہ زور دیا گیا ہے جس کا سبب واضح وروشن ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا کو مسلمانوں اور اور ان کے اولیا ء کے درمیان ایک دوسرے سے رابطہ کا وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ ولا ومحبت کی رسی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیں جس کو اللہ نے مسلمانوں کےلئے معصوم قرار دیا ہے صلوات، ان نفسی رابطو ں میں سے سب سے اہم سبب کا نام ہے
بیشک محبت کے حلقے (کڑیاں)اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ملی ہو ئی ہیں اور رسول اللہ اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کی سب سے اہم کڑیا ں ہیں ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اہل بیت علیہم السلام کی محبت رسول اللہ (ص)کی محبت کی کڑی میں

واقع ہے اس محبت کی تا کید اور تعمیق خداوند عالم کی محبت کی تاکید کا جزء ہے نیز خداوند عالم کی محبت کی تعمیق کا جزء ہے یہ معرفت کا ایسا وسیع باب ہے جس کو اس مقام پر تفصیل سے بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس سلسلہ میں ہم کما حقہ گفتگو نہیںکر سکتے ہیں۔شاید خداوند عالم ہم کو کسی اور مقام پر اسلا می ثقافت اور اسلامی امت کی تکوین کے سلسلہ میں اس اہم اور حساس نقطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی تو فیق عنایت فر ما ئے ۔

اس مطلب پر اسلامی روایات میں بہت زور دیا گیا ہے ۔ہم اس مو ضوع سے متعلق بعض روایا ت کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں ۔

اور ان میں سب سے عظیم خدا وند عالم کا یہ فر مان ہے :

<اِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلیَ النَّبِیْ یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْاصَلُّواعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْماً>[1]

“بیشک اللہ اور اس کے ملا ئکہ رسول پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبان ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو ”

حضرت رسول خدا (ص)سے مروی ہے :

<الصلاة عليّ نورعلی الصراط >[2]

“مجھ پر صلوات بھیجنا پل صراط کےلئے نور ہے”

یہ بھی رسول اسلام (ص) کا ہی قول ہے:

<انّ ابخل الناس مَنْ ذُکرت عنده،ولم یصلّ عليّ>[3]

“سب سے بخیل انسان وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے ”

عبد اللہ بن نعیم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جب میں گھر میں داخل ہو تا ہوں تو میں اپنے پاس محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنے کے علاوہ کوئی اور دعا نہیں پاتا تو آپ نے فرمایا :آگاہ ہو جاؤ اس سے افضل اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے ”

حضرت امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے مروی ہے:

<اثقل مایُوزن في المیزان یوم القیامة الصلاة علی محمّد وآل محمّد>

“قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز محمد وآل محمد پر صلوات ہو گی” [4]

حضرت امیر المو منین علیہ السلام نہج البلا غہ میں ارشاد فرما تے ہیں :

<اذاکانَ لکَ اِلیٰ اللہِ سُبْحَانَہُ حَاجَة فَاْبْدَاْ بِمَسْاٴ لَةِ الصَّلَاۃِ عَلیٰ رَسُوْلِہِ ثُمَّ سَلْ حَاجَتُکَ؛فَاِنَّ اللہَ اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یُسْاٴلَ حَاجَتَیْنِ ،فَیَقْضیٰ اِحْدَاھُمَاوَیَمْنَعُ الْاُخْریٰ>[5]

“جب تم خداوندعالم سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے محمد وآل محمد پر صلوات بھیجو اس کے بعد اس سے سوال کرو بیشک خداوندعالم سب سے زیادہ کریم ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ان میں سے ایک کو پورا کردے اور دوسری کو پورا نہ کرے ”

انبیاء ومرسلین اور ان کے اوصیا ء کی دعا ئیں اسی طرح کی دعائیں ہیں ۔

عام طور پر تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے اوصیا ء پر صلوات وسلام وارد ہو تے ہیں یا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں مشخص ومعین اور نام بنام ان پر صلوات وسلام وارد ہوئے ہیں اور ان میں وارد ہو نے والی ایک دعا (عمل ام داؤد)ہے جو رجب کے مہینہ میں ایام بیض کے سلسلہ میں وارد ہو ئی ہے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ۔

محمد وآل محمد (ص)پر صلوات بھیجنے کے چند نمونے

---

[1] سورئہ احزاب آیت/۵۶۔
[2] کنز العمال حدیث / ۲۱۴۹۔
[3] کنز العمال حدیث/ ۲۱۴۴ ۔
[4] بحارالانوار جلد ۷۱ ۔صفحہ/۳۷۴۔
[5] نہج البلاغہ حکمت ۳۶۱۔

صحیفہٴ سجادیہ میں امام زین العابد ین علیہ السلام فرما تے ہیں :
ربِّ صلِّ علی محمّد وآل محمّد،المنتجب،المصطفیٰ المکرّم،المقرّب افضل صلواتک وبارک علیہ اٴتَمّ برکا تک،وترحّم علیہ امتع رحماتک ۔
ربِّ صلِّ علی محمّد وآلہ صلاة زاکیة لاتکون صلاة ازکیٰ منہا و صلِّ علیہ صلاة نامیةلاتکون صلاةانمیٰ منہاوصلِّ علیہ صلاةراضیة لاتکون صلاة فوقہاربِّ صلِّ علی محمّد صلوة تُرضیہ وتزید علی رضاہ وصلِّ علیہ صلاة تُرضیک وتزید علی رضاک وصلِّ علیہ صلاة لانرضیٰ لہ الّابہا ولاتریٰ غیرہ لہااھلا ۔۔۔۔ربِّ صلِّ علیٰ محمّد وآلہ صلاةتنتظم صلوات ملائکتک وانبیائک ورسلک واھل طاعتک >
"خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جو منتخب ،پسندیدہ ،محترم اور مقرب ہیں۔ اپنی بہترین رحمت اور ان پر برکتیں نازل فر ما اپنی تمام ترین برکات ،اور ان پر مہربانی فرما اپنی مفید ترین مہربانی خدایا محمد وآل محمد پر وہ پاکیزہ صلوات نہ ہو اور وہ مسلسل بڑھنے والی رحمت جس سے زیادہ بڑھنے والی کو ئی رحمت نہ ہو ۔ان پروہ پسندیدہ صلوات نازل فرماجس سے بالا تر کو ئی صلوات نہ ہو ۔خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فر ما جس سے انھیں راضی کر دے اور ان کی رضامندی میں اضافہ کر دے اپنے پیغمبر پر وہ صلوات نازل فر ما جو تجھے راضی کر دے اور تیری رضا میں اضافہ کر دے ۔ان پر وہ صلوات نازل فر ما جس کے علا وہ ان کے لئے کسی صلوات سے تو راضی نہ ہو اور اس کا ان کے علاوہ کو ئی اہل نہ سمجھتا ہو ۔۔۔خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فر ما جو تیرے ملا ئکہ ،انبیاء و مر سلین اور اطا عت گذاروں کی صلوات کو سمیٹ لے "

۲۔مومنین کےلئے دعا

خداوندعالم کی حمد وثنااور محمد وآل محمد انبیاء اور ان کے اوصیاء پر درودو سلام بھیجنے کے بعد سب سے اہم چیز مومنین کےلئے دعا کرنا ہے یہ دعا ،دعا کے اہم شعبوں میں سے ہے اس لئے کہ مومنین کے لئے دعا کرنا اس روئے زمین پرہمیشہ پوری تاریخ میں ایک مسلمان کوپوری امت مسلمہ سے جو ڑے رہی ہے جس طرح محمد وآل محمد پر صلوات خداوندعالم کی طرف سے نازل ہو نے والی ولایت کی رسی کے ذریعہ جو ڑے رہی ہے۔
اس رابط کو دعا ایک طرف فردا ور امت کے درمیان جوڑتی ہے اور ان سے رابطہ قائم کرنے والے تمام افراد کے درمیان اس رابطہ کو جوڑتی ہے یہ رابطہ سب سے بہترین وافضل رابطہ ہے اس لئے کہ اس علاقہ وتعلق سے انسان اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہے اور یہ تعلق ولگاؤ اس کو ہمیشہ خدا سے جوڑے رہتا ہے اور وہ خدا کے علاوہ کسی اور کو نہیں پہچانتا اور یہ اللہ کی دعوت پرلبیک کہنا ہے ۔
یہ دعا دو طریقہ سے ہو تی ہے :عام دعا کسی شخص کو معین اور نام لئے بغیر دعا کرنا ۔
دوسرے نام بنام اور مشخص ومعین کرنے کے بعد دعا کرنا ۔
اور ہم انشاء اللہ ان دونوں قسموں کے متعلق بحث کریں گے :

۱۔عام مومنین کےلئے دعا

اس طرح کی دعا کو اللہ دوست رکھتا ہے ، اس کو اسی طرح مستجاب کرتا ہے خدا وند عالم اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ بعض دعاکو قبول کرے اور بعض کورد کردے۔
دعا کا یہ طریقہ عام مومنین کےلئے ہے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور طول تاریخ میں روئے زمین پرامت مسلمہ کے ایک ہونے کی نشاندہی کرتاہے اور ہمارے تعلقات کو اس خاندان سے زیادہ مضبوط ومحکم کرتا ہے ۔
ہماری زندگی میں دعا کے دو کردار ہیں :
پہلا کردار یہ ہے کہ ہم اللہ سے رابطہ قائم کرتے ہیں ۔

دوسرا کردار یہ ہے کہ طول تاریخ میں روئے زمین پر ایمان لانے والی امت مسلمہ سے ہمارا رابطہ ہوتا ہے ۔
دعا کے اس بلیغ طریقہ پر اسلامی روایات میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور یہ وارد ہو ا ہے کہ خدا وند عالم دعا کرنے والے کو اس کی بزم میں حاضر ہونے والے تمام مومنین کی تعداد کے مطابق نیک ثواب دیتا ہے ،اس دعا میں شامل ہونے والے ہر مومن کی اس وقت شفاعت ہوگی جب خدا اپنے نیک بندوں کو گناہگار بندوں کی شفاعت کرنے کی اجازت دے گا ۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ص)نے فرمایا :
<مامن موٴمن دعا للموٴمنین والموٴمنات إلّاردّاللّہ علیہ مثل الذي دعا لھم بہ من کلّ موٴمن وموٴمنة ،مضی مِنْ اوّل الدھراو ھوآت الیٰ یوم القیامة۔
وانّ العبد لیوٴمر بہ الیٰ النار یوم القیامة فیسحب،فیقول الموٴمنون والموٴمنات:یاربّ ھٰذا الذیکان یدعوالنافشفعنافیہ،فیشفعّھم اللّٰہ عزَّوجلَّ، فینجو> (۱)
"جو مو من بھی زندہ مردہ مو منین و مو منات اور مسلمین و مسلمات کےلئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مو من و مو منہ کے بدلے خلقت آدم سے قیامت تک نیکی لکھے گا ۔
بیشک قیامت کے دن ایک انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جا ئیگا تو اس کو کھینچا جا ئیگا اس وقت مو من و مو منات کہیں گے یہ وہی شخص ہے جو ہمارے لئے دعا کرتا تھا لہٰذا ہم کو اس کے سلسلہ میں شفیع قرار دے تو خداوند عالم ا ن کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائیگا "
امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<مَنْ قال کلّ یوم خمسا و عشرین مرة :اللّھم اغفرللموٴمنین والموٴمنات والمسلمین والمسلمات کتب اللہ لہ بعددکل موٴمن وضیٰ وبعددکل موٴمن وموٴمنة بقي الیٰ یوم القیامة حسنة ومحا عنہ سیئة ورفع لہ درجة >(۲)
"جس نے ایک دن میں پچیس مرتبہ <اللّھم اغفرللموٴمنین والموٴمنات والمسلمین والمسلمات> کہا ،تو خدا وند عالم ہرگز شتہ اور قیامت تک آنے والے مومن اور

---

(۱)اصول کا فی /۵۳۵،آمالی طوسی جلد ۲صفحہ ۹۵،وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۱،حدیث /۸۸۸۹۔
(۲)ثواب الاعمال صفحہ ۸۸؛وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۵۱،حدیث ۸۸۹۱۔

مومنہ کی تعداد کے مطابق اس کےلئے حسنات لکھے گا اور اس کی برائیوں کو محو کردے گا اور اس کا درجہ بلند کرے گا "
ابو الحسن حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے :
<مَنْ دعالإخوانہ من الموٴمنین والموٴمنات والمسلمین والمسلمات وکّل اللہ بہ عن کل موٴمن ملکا یدعو لہ>(۱)
"جس نے مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کےلئے دعا کی تو خداوندعالم ہر مومن پر ایک ملک کو معین فرما ئے گا جو اس کےلئے دعا کر ے گا "
ابو الحسن الر ضا علیہ السلام سے مروی ہے :
<مامن موٴمن ید عوللموٴمنین والموٴمنات والمسلمین والمسلمات، الأحیاء منھم والأموات،الّاکتب اللّہُ لہُ بکُلِّ موٴمن وموٴمنة حسنة،منذ بعث اللّٰہ آدم الیٰ ان تقوم الساعة >(۲)
"جو مو من بھی زندہ مردہ مو منین و مو منات اور مسلمین و مسلمات کیلئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مو من اور مو منہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا "
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجدا دسے اور انھوں نے حضرت رسول خدا (ص)سے نقل کیا ہے :<مامن موٴمن اوموٴمنة ،مضیٰ من اوّل الدھر،او ھوآت الیٰ یوم القیامة،الّا وھم شفعاء لمن یقول فی دعائہ:اللّٰھم

اغفرللموٴمنين والموٴمنات، وان العبدليوٴمر بہ الی النار يوم القيامة،فيُسحب فيقول الموٴمنين والموٴمنات:

---

(۱)وسائل الشيعہ جلد ۴ /۱۱۵۲،حديث ۸۸۹۳۔

(۲)وسائل الشيعہ جلد ۴ /۱۱۵۲،حديث /۸۸۹۴۔

ياربَّنا هذاالذي کان يدعولنافشفّعنافيہ فيشفّعهم الله،فينجو> (۱)

"جو مو من مرد يا مو من عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکے ہيں يا قيامت تک آنے والے ہيں وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والے ہيں جو يہ دعا کرے :خدايا مو منين و مو منات کو بخش دے اور قيامت کے دن انسان کو دو زخ ميں ڈالے جانے کا حکم ديا جا ئيگا تو اس وقت مو منين و مو منات کہيں گے پروردگار عالم يہ ہمارے لئے دعا کيا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ ميں ہم کو شفيع قرار دے تو خدا وند عالم ان کو شفيع قرار دے گا جس کے نتيجہ ميں وہ شخص نجات پا جا ئے گا "

ابو الحسن الر ضا عليہ السلام سے مروی ہے:

<مامن موٴمن يدعو للموٴمنين والموٴمنات والمسلمين والمسلمات، الاحياء منهم والاموات،الّا رد اللّہ عليہ من کُلِّ موٴمن وموٴمنة حسنة،منذ بعث اللّہ آدم الیٰ ان تقوم الساعة>(۲)

"جو شخص زندہ مردہ مو منين و مو منات اور مسلمين و مسلمات کےلئے دعا کرتا ہے تو خداوند عالم خداوند عالم اس کيلئے ہر مو من اور مو منہ کے بدلہ خلقت آدم سے قيامت تک ايک نيکی لکھے گا "

حضرت امام جعفر صادق عليہ السلام نے اپنے آبا وٴاجداد سے انهوں نے حضرت رسول خدا (ص)سے نقل کيا ہے :

<مامن عبد دعاء للموٴمنين والموٴمنات الّاردّالله عليہ مثل الذي دعا لهم من کلّ موٴمن وموٴمنة،مضیٰ من اوّل الدهر،او هوآت الیٰ يوم القيامة،وان العبد ليوٴمر بہ الی الناريوم القيامة،فيُسحب فيقول الموٴمنين والموٴمنات:ياربّناهذاالذی

---

(۱)امالی صدوق صفحہ ۲۷۳؛بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۵۔

(۲)ثواب الاعمال صفحہ /۱۴۶،بحا رالانوارجلد ۹۳/صفحہ ۳۹۶۔

کان يدعولنا فشفّعنافيہ فيشفّعهم الله، فينجومن النار>(۱)

"جو مو من مرد يا مو من عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکا ہے يا قيامت تک آنے والا ہے وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والا ہے جو يہ دعا کرے :خدايا مو منين و مو منات کو بخش دے اور قيامت کے دن اس انسان کو دو زخ ميں ڈالے جانے کا حکم ديا جا ئيگا تو اس وقت مو منين و مو منات کہيں گے پروردگار عالم يہ ہمارے لئے دعا کيا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ ميں ہم کو شفيع قرار دے تو خدا وند عالم ان کو شفيع قرار دے گا جس کے نتيجہ ميں وہ شخص نجات پا جا ئے گا "

امام جعفر صادق رسول خدا سے نقل فرماتے ہيں :

<اذا دعا احدکم فليعمَّ فإنّہ اوجب للدعاء >(۲)

"جب دعا مانگو تو سب کيلئے دعا مانگو کيونکہ اس طرح دعا ضرور قبول ہو تی ہے "

ابو عبد الله الصادق عليہ السلام سے مروی ہے :

جب انسان کہتا ہے :<اللّهم إغفرللموٴمنين والموٴمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم وجميع الاموات ردّ الله عليہ بعدد مامضی ومَنْ بقي من کلّ انسان دعوة>(۳)

"پروردگار تمام زندہ مردہ مو منين و مو منات اور مسلمين و مسلمات کو بخش دے تو خداوند عالم اس کے گذشتہ اور آئندہ انسانوں کی تعداد کے برابر نيکی لکھ ديتا ہے "

---

(۱)ثواب الاعمال صفحہ /۱۴۷،بحا رالانوارجلد ۹۳صفحہ/ ۳۸۶۔

(۲)ثواب الا عمال صفحہ / ۱۴۷۔بحار الا نوار جلد ۹۲ صفحہ/ ۳۸۶۔

(۳)فلاح السائل صفحہ /۴۳۔بحار النوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۸۷۔

عمومی دعا کے کچھ نمونے

ہم ذیل میں اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعا ؤں میں عام دعا کے سلسلہ میں کچھ نمونے پیش کرتے ہیں :

<اَللَّهُمَ اغْنِ كُلَّ فَقِيْرٍاَللَّهُمَّ اشْبِعْ كُلَّ جَائِعٍ ،اَللَّهُمَّ اكْسُ كُلَّ عُرْيَانٍ اَللَّهُمَ اقْضِ دَيْنَ مِنْ كُلِّ مَدِيْنٍ اَللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ اَللَّهُمَ رُدَّ كُلَّ غَرِيْبٍ اَللَّهُمَ فُكَّ كُلَّ اَسِيْرٍاَللَّهُمَ اَصْلِحْ كُلِّ فَاسِدٍ مِنْ اُمُوْرِالْمُسْلِمِيْنَ،اَللَّهُمَ اشْفِ كُلَّ مَرِيْضٍ، اَللَّهُمَ سُدَّ فَقَرْنَا بِغِنَاكَ،اَللَّهُمَ غَيِّرْسُوْءَ حَالَنَا بِحُسْنِ حَالِكَ،وَصَلَّ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِہِ الطَّاهِرِيْنَ >

"خدا یا تو ہر فقیر کو غنی بنادے، خدایا تو ہر بھوکے کو سیرکردے، خدایا توہر برہنہ کو لباس پہنا،خدایا تو ہرقرضدار کا قرض ادا کر دے، خدایاہر غمگین کے غم کو دور کر،خدایاہر مسافر کو اس کے وطن پہنچا دے، خدایاہر اسیر کو آزاد کر ،خدایامسلمانوں کے جملہ فاسد امور کی اصلاح فر ما، خدایاہر مریض کو شفا عطا کر، خدایاہمارے فقر کو اپنی مالداری سے درست کردے ،خدایاہماری بد حالی کو خوش حالی سے بدل دے، خدا یا ہمارے قرض کو ادا کر دے اور ہمارے فقر کو مالداری سے تبدیل کر دے اور محمد اور ان کی آل پاک پر صلوات بھیج"

ان ہی نمونوں میں سے ہے :

<اللّهم وتفضّل علی فقراء المؤمنين والمؤمنات بالغنىٰ والثروة،وعلىٰ مرضى المؤمنين والمؤمنات بالشفاء والصحة ،وعلىٰ احياء المؤمنين والمؤمنات باللطف والكرامة وعلىٰ اموات المؤمنين والمؤمنات بالمغفرة والرحمة وعلىٰ مسافرالمؤمنين والمؤمنات بالردّ الیٰ اوطانهم سالمين غانمين برحمتک ياارحم الراحمين وصَلَّ اللّٰہُ عَلٰى سيدنامُحَمَّدٍخاتم النبيين وعترتہ الطَّاهِرِيْنَ >

"خدایامو منین اور مومنات فقراء کو اپنے فضل سے دولت و ثروت عطا کر ، بیمار مو منین او ر مومنات کو شفا و صحت عطا کر ، زندہ مو منین اور مو منات پر لطف و کرم فرما،مردہ مو منین ومو منات پر بخشش و رحمت عطا فرما ،اپنی رحمت سے مسافرمومنین و مومنات کو ان کے وطن میں صحیح و سالم واپس لوٹااور ہما رے سید و سردار محمد خا تم النبیین اور ان کی آل پاک پردرود وسلام ہو"

صحیفہ سجادیہ میں امام زین العا بدین علیہ السلام فرماتے ہیں :

<اللّهم وصلّ علیٰ التابعين منايومنا هذا الىٰ يو م الدين وعلى ازواجهم وعلىٰ ذرِّياتهم وعلىٰ مَنْ اطاعک منهم صلواةً تعصمهم بها من معصيتک وتفسح لهم فی رياض جنتک وتمنعهم بها من كيد الشيطان وتعينهم بها على ماستعانوک عليہ من برّ وتقيهم طوارق الليل والنهار الاّ طارقا يطرق بخيرٍ>

"خدایاان تمام تا بعین پر آج کے دن سے قیامت کے دن تک مسلسل رحمتیں نا زل کر تے رہنااور ان کی ازواج اور اولا د پر بھی بلکہ ان کے تمام اطاعت گذاروں پر بھی وہ صلوات و رحمت جس کے بعد تو انھیں اپنی معصیت سے بچا لے اور ان کےلئے باغات جنت کی وسعت عطا فر ما دے اور انھیں شیطان کے مکر سے بچا لے اور جس نیکی پر امداد مانگیں ان کی امداد کر دے اور رات اور دن کے نا زل ہو نے والے حوادث سے محفوظ بنا دے ۔علاوہ اس حادثہ کے جو خیر کا پیغام لیکر آئے "

سرحدوں کے محا فظوں کے حق میں دعا

اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِہِ،وَحَصِّنْ ثُغُوْرَالْمُسْلِمِيْنَ بِعِزَّتِکَ وَاَيِّدْحُمَاتُهَا بِقُوَّتِکَ وَاَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِکَ اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَكَثِّرْعِدَّتَهُمْ وَاشْحَذْاَسْلِحَتَهُمْ وَاحْرُسْ حَوْزَتَهُمْ وَامْنَعْ حَوْمَتَهُمْ وَاَلِّفْ جَمْعَهُمْ وَدَبِّرْاَمْرَهُمْ وَوَاتِرْ بَيْنَ مِيرَهِمْ وَتَوَحَّدْ بِكِفَايَةِ مُؤْنِهِمْ وَاعْضُدْهُمْ بِالنَّصْرِوَاَعِنْهُمْ بِالصَّبْرِوَالْطُفْ لَهُمْ فِي الْمَكْرِ۔

<اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَعَرِّفْهُمْ مَايَجْهَلُوْنَ وَعَلِّمْهُمْ مَالَايَعْلَمُوْنَ وَ بَصِّرْهُمْ مَالَايُبْصِرُوْنَ >

"خدا یا محمد اور آل محمد پر رحمت نا زل فر ما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سر حدوں کی محا فظت فر ما اور اپنی قوت کے سہارے محا فظین حدود کی تا ئید فر ما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنا دے خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجا ہدوں کی تعداد میں اضافہ فر ما ان کے اسلحوں

کو تیز و تند بنا دے ان کے مر کزی مقا مات کی حفاظت فر ما ،ان کے حدود و اطراف کی حراست فر ما ان کے اجتماع انس و الفت پیدا کر ان کے امور کی تدبیر فر ما ان کی رسد کے و سائل کو متواتر بنا دے اور تو تن تنہا ان کی تمام ضروریات کے لئے کا فی ہو جا اپنی نصرت سے ان کے با زوؤں کو قوی بنا دے اور جو ہر صبر کے ذریعہ ان کی امداد فرما اور باریک تدبیروں کا علم عطا فرما ۔
خدا یا محمد اور آل محمد پر رحمت نا زل فر مااور مسلمانوں کو ان تمام چیزوں سے با خبر کر دے جن سے وہ نا واقف ہیں اور وہ تمام با تیں بتا دے جنھیں نہیں جا نتے ہیں اور وہ سارے منا ظر دکھلا دے جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں ”
صحیفہ سجادیہ میں ایک اور مقام پرامام زین العا بد ین علیہ السلام فرماتے ہیں :
<اللّٰہم وایّمامسلم اھمّہ امرالاسلام واحزنہ تحزب اھل الشرک علیہم فنویٰ غزواً او ھمّ بجہاد فقعد بہ ضعف اوابطات بہ فاقة اواخرّہ عنہ حادث او عرض لہ دون ارادتہ مٰانع فاکتب اسمہ فی العابدین واوجب لہ ثواب المجاھدین واجعلہ فی نظام الشہدآ ء والصالحین >
“خدا یااور جس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہوا ور وہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہوکرجہاد کاارادہ کر ے اور مقابلہ پر آمادہ ہوجائے لیکن کمزوری اسے بٹھا دے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہوجائے اور اس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آجائے تو اس کا نام بھی عبادت گزاروں میں لکھ دینا اور اسے بھی مجاہدین کا ثواب عطا فرمادینا اور شہداء وصالحین کی فہرست میں اس کا نام بھی درج کردینا ”
دعا مجاہدین الرسالیین صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین فرماتے ہیں :
<اَللّٰھُمَّ وَاَیُّمامُسْلِمٍ خَلَفَ غَازِیاً اَوْمُرَابِطاًفِيْ دَارِہِ اَوْتَعَھَّدَخَالِفِیْہِ فِیْ غَیْبَتِہِ اَوْاَعَانَہُ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِہِ،وَاَمَدَّہُ بِعِتَادٍ،اَوْ رَعٰی لَہُ مِنْ وَّرَائِہِ حُرْمَةً فَاٰجِرْلَہُ مِثْلَ اَجْرِہِ وَزْناً بِوَزْنٍ،ومِثْلاًبِمِثْلٍ >
“اور خدایا جو مرد مسلمان کسی غازی یا سرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لے اور اس کے اہل خانہ کی حفاظت کرے یا اپنے مال سے اس کی مدد کرے یا جنگ کے آلات و ابزار سے اس کی کمک کرے یا پس غیبت اس کی حُر مت کا تحفظ کرے تو اسے بھی اسی جیسا اجر عطا کر ناتا کہ دونوں کا وزن ایک جیسا ہو ”

قرآن کریم میں دعا کے تین صیغے

قرآن کریم میں دعا کےلئے تین صیغے آئے ہیں :
۱۔ایک انسان کا خود اپنے لئے دعا کرنا ۔
۲۔کسی دوسرے کےلئے دعا کرنا ۔
۳۔کچھ افراد کا مل جل کر تمام مومنین کےلئے دعا کرنا ۔
دعا کے سلسلہ میں ہم ذیل میں ان تینوں گروہوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں تاکہ مو منین کےلئے دعا کرنے میں ہم قرآن کے اسلوب سے واقف ہو سکیں:

۱۔ اپنے لئے دعا

دعا کا یہ مشہور ومعرف طریقہ ہے ہم قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی زبانی اس طرح دعا کرنے کے بہت سے نمونوں کا مشاہدہ کرتے ہیں یا خدا کے وہ اپنے بندے جن کو اللہ نے اس طرح دعا کرنے کی تعلیم دی ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے :
<رَبِّ قَدآتَیْتَنِی مِنَ الْمُلْکِ وعَلَّمْتَنِی مِنْ تَاوِیْلِ الْاحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیَاوَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِی مُسْلِماً وَاَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِیْنَ>(۱)

“پروردگار تو نے مجھے ملک بھی عطاکیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا تو زمین وآسمان کا پیدا کرنے والاہے اور دنیا وآخرت میں میراوالی اور سرپرست ہے مجھے دنیا سے فرمانبرداربی اٹھانا اور صالحین سے ملحق کردینا ”
<رَبِّ اَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَصِیْراً>(۲)
“اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دیدے جو میری مدد گار ثابت ہو ۔
<رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ>(۳)
“موسیٰ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کردے اور میرا کام میرے لئے آسان کردے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں ”
<رَبِّ لاَتَذَرْنی فَرْداً وَاَنْتَ خَیْرُالْوارِثینَ>(۴)

---

(۱)سورئہ یوسف آیت/۱۰۱۔
(۲)سورئہ اسراء آیت/ ۸۰۔
(۳)سورئہ طہٰ آیت/۲۵۔۲۸۔
(۴)سورئہ انبیاء آیت/۸۹۔

“پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑدینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے۔
<رَبِّ اَنْزِلْنی مُنْزَلاًمُبارَکاً وَاَنْتَ خَیْرُالْمُنْزِلینَ>(۱)
“اور یہ کہنا کہ پوردگار ہم کو بابرکت منزل پر اتارنا کہ توبہترین اتارنے والا ہے ۔
<رَبِّ اَعُوذُبِکَ مِنْ هَمَزاتِ الشَّیاطینِ وَاَعُوذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَحْضُرُونِ>(۲)
“اور کہئے کہ پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے پنا ہ ما نگتا ہوں کہ شیاطین میر ے پاس آجائیں ”
<رَبِّ هَبْ لی حُکْماًوَاَلْحِقْنی بِالصّالِحینَ وَاجْعَلْ لی لِسانَ صِدْقٍ فی الْآخِرِینَ وَاجْعَلْنی مِن وَرَثَةِجَنَّةِالنَّعیمِ>(۳)
“خدا یا مجھے علم وحکمت عطا فرمااور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر قائم رکھ اور مجھے بھی نعمت کے باغ (بہشت)کے وارثوں میں قراردے”

۲۔ دوسروں کےلئے دعا !

دوسرا طریقہ جس کے سلسلہ میں قرآنی نمونے اور شواہد موجود ہیں ۔
خدا فرماتا ہے :<وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُماکَمارَبَّیانی صَغیراً>(۴)
“پرور دگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فر ما جس طرح کے انھوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے ”

---

(۱)سورئہ مومنون آیت/۲۹۔
(۲)سورئہ مومنون آیت/۹۷،۹۸۔
(۳)سورئہ شعراء اآیت/۸۳۔۸۵۔
(۴)سورئہ اسراء آیت/۲۴۔

ملة العرش کی مومنین کے لئے دعا:<رَبَّناوَسِعْتَ کُلَّ شَیٍ ءٍ رَحْمَةً وَعِلْماً فَاغْفِرْلِلَّذینَ تابُواواتَّبَعواسَبیلَکَ وَقِهِمْ عَذابَ الْجَحیمِ رَبَّناوَاَدْخِلْهُمْ جَنّاتِ عَدْنٍ الَّتی وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبائِهِمْ وَاَزْواجِهِمْ وَذُرّیّاتِهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزیزُالْحَکیمُ وَقِهِمَ السَیِّئاتِ وَمَنْ تَقِ السَیِّئاتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رحِمْتَہُ وَذٰلِکَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظیمُ>(۱)
“خدایا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے پر محیط ہے لہٰذا ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے تو بہ کی ہے اور تیرے راستہ کا اتباع کیا ہے اور انھیں جہنم سے بچا لے ،پروردگار انھیں اور انکے باپ دادا ازواج اور اولاد میں سے جو نیک اور صالح افراد ہیں انکو ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل فرما جن کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے

کہ بیشک تو سب پر غالب اور صاحب حکمت ہے ،اور انھیں برائیوں سے محفوظ فرما کہ آج جن لوگوں کو تونے برائیوں سے بچالیا گویا انھیں پر رحم کیا ہے اور یہ بہت بڑی کا میابی ہے ”

۳۔اجتماعی دعا

قرآن کریم کا یہ سب سے مشہور طریقہ ہے اور قرآن کریم کی اکثر دعا ئیں اسی طرح کی ہیں اس سلسلہ میں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے :

<اِھْدِنَاالصِّراطَ الْمُسْتَقیمَ صِرٰاطَ الَّذینَ اَنْعَمْتَ عَلَیھِمْ غیرالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّالِّیْنَ>(۲)

“ہم سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تونے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں ”

---

(١)سورئہ غافر آیت/ ۷۔۹

(۲) سورئہ حمد آیت ۶۔۷۔

<ربَّنَاتَقَبَّلْ مِنَّااِنَّکَ اَنْتَ السَّمیعُ الْعَلیمُ>(١)

“اور دل میں یہ دعا تھی کہ پروردگار ہماری محنت کو قبول فرمالے کہ تو بہترین سننے والا ہے ”

<ربَّنَاء اٰتِنَا فِی الدُّنْیَاحَسَنَةًوَفِی الْآخِرَةِحَسَنَةًوَقِنَاعَذَابَ النَّار>(۲)

“پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو عذاب جہنم سے محفوظ فرما”

<ربَّنَااَفْرِغْ عَلَیْنَاصَبْرًاوَثَبِّتْ اَقْدَامَنَاوَانْصُرْنَاعَلَی الْقَومِ الْکَافِرِینَ>(۳)

“خدایا ہمیں بے پناہ صبر عطا فرما ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں کے مقابلہ میں نصرت عطا فرما”

<ربَّنَالَاتُواٰخِذْنَااِنْ نَسِیْنَااَوْاَخْطَانَارَبَّنَاوَلَاتَحْمِلْ عَلَیْنَااِصْراًکَمَاحَمَلْتَہُ عَلیَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَارَبَّنَاوَلَاتُحَمِّلْنَامَالَاطَاقَةَلَنَابِہِ وَاعْفُ عَنَّاوَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَااَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَاعَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ>(۴)

“پروردگار ہم جو کچھ بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہوجائے اسکا ہم سے مواخذہ نہ کرنا خدایا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا پہلے والی امتوں پر ڈالاگیا ہے پروردگار ہم پر وہ بارنہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہوہمیں معاف کردینا ہمیں بخش دیناہم پر رحم کرنا تو ہمارا مولا اور مالک ہے اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما”

<ربَّنَالَاتُزِغْ قُلُوْبَنَابَعْدَاِذْھَدَیْتَنَاوَھَبْ لَنَامِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةًاِنَّکَ اَنْتَ

---

(١)سورئہ بقرہ آیت ١۲۷

(۲)سورئہ بقرہ آیت ۲٠١

(۳)سورئہ بقرہ آیت ۲۵٠۔

(۴)سورئہ بقرہ آیت ۲۸۶۔

الْوَھَّابُ>(١)

“ان کا کہنا ہے کہ پروردگار جب تونے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے ”

<ربَّنَااِنَّنَاسَمِعْنَامُنَادِیاًیُنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ آمِنُوْابِرَبِّکُمْ فَآمَنَّارَبَّنَافَاغْفِرْلَنَا ذُنُوبَنَاوَکَفِّرْعَنَّاسَیِّئَاتِنَاوَتَوَفَّنَامَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَاوَآتِنَامَا وَعَدْتَنَاعَلیٰ رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ>(۲)

“پروردگار ہم نے اس منادی کو سناجو ایمان کی آواز لگارہاتھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے پروردگاراب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما پروردگار جو تو نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے اسے عطا فرما اور روز قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا”

<رَبَّنَااَفْرِغْ عَلَیْنَاصَبْراً وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ>(۳)
“خدایا ہم پر صبر کی بارش فرما اور ہمیں مسلمان دنیا سے اٹھانا”
<رَبَّنَاآمَنَّافَاغْفِرْلَنَاوَارْحَمْنَاوَاَنْتَ خَیْرُالرَّاحِمِیْنَ>(۴)
“پروردگار ہم ایمان لائے ہیں لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہم پر رحم فرما کہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے ”'
<رَبَّنَااصرِفْ عَنَّاعَذَابَ جَہَنَّمَ اِنَّ عَذَابَہَاکَانَ غَرَاماً>(۵)

---

(۱)سورئہ آل عمران آیت ۸۔
(۲)سورئہ آل عمران آیت ۱۹۳۔۱۹۴
(۳)سورئہ اعراف آیت /۱۲۶۔
(۴)سورئہ مو منون آیت۱۰۹۔
(۵)سورئہ فرقان آیت/۶۵۔

“پروردگار ہم سے عذاب جہنم کو پھیردے کہ اس کا عذاب بہت سخت اور پائیدار ہے ”
<رَبَّنَااَتْمِمْ لَنَانُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَااِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ>(۱)
“خدایا ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے کہ تو یقینا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے ”

دعا کے تیسر ے طریقہ کی تشریح وتفسیر

دونوں قسموں میں مومنین کےلئے دعا کی گئی ہے مگر دعا کی دوسری قسم میں ایک فرد کا تمام انسانوں کےلئے دعا کر نا بیان کیا گیا ہے اور تیسر ی قسم میں اجتماعی اعتبارسے دعا کرنے کو بیان کیا ہے اور ہم دعا کے اسی تیسرے طریقہ کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں :

۱۔جمیع (تمام)افراد کےلئے دعا کرنا یعنی انسان صرف اپنے لئے دعا نہیں‌کرتا بلکہ وہ سب کےلئے دعا کرتا ہے اور کبھی کبھی تنہا انسان کی دعا اس کےلئے مفید نہیں ہوتی جیسا کہ اگر کسی امت پر بلاومصیبت نازل ہو تو یہ فرد بھی انھےں میں شامل ہو تا ہے یہاں تک کہ دوسرے افراد جو ظلم میں کسی کے شریک نہیں ہو تے ان پر بھی بلا نازل ہو جاتی ہے :
<وَاتَّقُوْافِتْنَةً لَاتُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَاصَّةً>(۲)
“اور اس فتنہ سے بچو جو صرف ظالمین کو پہنچنے والا نہیں ہے ”
ایسے موقع پر انسان کو سب کےلئے دعا اور استغفار کرنا چاہئے ۔لہٰذا جب پروردگار عالم سب سے عذاب اٹھا ئے گا تو اس انسان سے بھی اٹھا ئے گا ۔
<رَبَّنَااکْشِفْ عَنَّاالْعَذَابَ اِنَّامُو ٴْمِنُوْنَ> (۳)

---

(۱)سورئہ تحریم آیت/۸۔
(۲)سورئہ انفال آیت/۲۵۔
(۳)سورئہ دخان آیت/۱۲

“تب سب کہیں گے کہ پروردگار اس عذاب کو ہم سے دور کردے ہم ایمان لے آنے والے ہیں ”

۲۔کبھی کبھی دعا کر نے والا تمام مو منین کا قائم مقام بن کر دعا کرتا ہے اور جب اس طرح کی دعا کی جاتی ہے تو اکثر کلمہ “ربنا”استعما ل کرتا ہے گویا دعا کرنے والے کا قائم مقام بن کرسب کےلئے دعا کرتا ہے اور جن کےلئے دعا کرتاہے ان سے اپنے نفس کو الگ نہیں کرتا جس طرح دعا کی دوسری قسم میں ہے ،وہ(دعا کرنے والا)سب کا قائم مقام بن کران سب کےلئے دعا کرتا ہے، اپنے نفس کو خود انھیں لو گوں میں شامل کرتا ہے جن کےلئے وہ دعا کر رہاہے یہی دعا بارگاہ خداوندمیں قبولیت کے زیادہ نزدیک ہوتی ہے ۔

خداوند عالم یا تو سب کی دعا کو رد کردے گا یا بعض انسانوں کےلئے قبول کرے گا اور بعض انسانوں کےلئے قبول نہیں کرے گا یا سب کےلئے دعا قبول کر ے گا ۔

خداوندعالم سب سے زیادہ کریم ہے وہ کہاں سب کی دعاؤں کو رد کرے۔
بعض کےلئے اس کی دعا قبول کر لینا یہ اس کی شان کریمی نہیں ہے ۔
یہیں سے یہ تیسرا فرضیہ کہ خداوندعالم سب کے حق میں دعا مستجاب کرتا ہے معین ہوجاتا ہے۔

دعا کی اس قسم میں انسان سب کی طرف سے اللہ تک پیغام پہنچا تاہے اللہ کو سب کی طرف سے مخاطب کر کے کہتا ہے (ربنا)سب کا قائم مقام بنتا ہے اور سب کا پیغام اللہ تک پہنچاتاہے۔

عمدہ بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک انسان دوسروں کا نمائندہ بن کر سب کا پیغام خداتک پہنچا نے کےلئے اپنے نفس کو پیش کرتا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک لوگوں کا پیغام دعا کے ذریعہ پہنچاتاہے جس طرح پروردگار عالم اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتاہے اسی طرح لوگ اپنی حاجتوں کو خداوندعالم کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔

یہاں پر ہر انسان تمام انسانوں کا پیغام پہنچا نے والا ہے اور تمام انسانوں کا قائم مقام بنتا ہے ۔یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ جب ہم اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں تو بازاروں اور سڑکوں میں ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کےلئے رکا وٹیں کھڑی کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے جدا کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک پر ایک دو سرے کے کچھ حقوق ہو تے ہیںجو نہ تو واپس کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو چھوڑا جا سکتا ہے ،انسان اپنی ذات کو ہی سب کے سامنے مثالی کردار بنا کر پیش کرتا ہے ،وہ بذات خود دوسروں کا قائم مقام بننا چا ہتا ہے ،وہ دو سروں کا قائم مقام بھی اسی وقت بنتا ہے جب تک دو سرا اس کو صاف طور پر سب کے سامنے اپنا قائم مقام نہ بنا ئے لیکن جب ہم نماز اور دعا کر تے ہیں تو یہ سب باتیں ختم ہو جا تی ہیں ، ہم میں سے کو ئی بھی اپنے نفس کو دو سروں سے جدا نہیں سمجھتا ،گویا کہ ہم میں سے ہر ایک سب کا قائم مقام بن جاتا ہے اور یہ تمثیل کاطریقہ سب سے بہترین اور عمدہ طریقہ ہے (یعنی تمام انسانوں کا تمام انسانوں کا قائم مقام بننا اور سب کی نطق ،ندا اور دعا میں رب العالمین کی بارگاہ میں سب کی نیابت کرنا)۔

اس سے بھی اچھی وبہتر بات یہ ہے کہ خداوندعالم سب کی طرف سے سب کی اس تمثیل نیابت اور رسالت کو قبول کر تا ہے ،وہ اس کو رد نہیں کرتا اور نہ ہی انکار کر تا ہے ،وہ دعا کر نے والے کو اس حالت میں سب کا قائم مقام بننے کےلئے قوت عطا کرتا ہے ،جب ہم میں سے کوئی اپنی نماز میں<اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ >"ہم کو سیدھے راستہ پر گا مزن رکھ"(١)کہتا ہے توگویا سب نے مل کر سب کےلئے دعا کی اور اللہ سے ہدایت طلب کی ہے ۔

اور اس حالت میں دعا کی قدرو قیمت معلوم ہو جا تی ہے ۔

بیشک ہم میں سے ہر نماز میں ہرایک کی دعا سب کےلئے سب کی دعا کی طاقت رکھتی ہے۔ ایسی حالت میں دعا کرنا خداوندعالم کی بارگاہ میں رحم کی درخواست کرنا بہت بلند طاقت کاحامل ہے۔

---

(١) سورئہ حمد آیت ۶۔

اس سے بھی اہم اوردلچسپ بات یہ ہے کہ ان دعاؤں میں مسلمان ہر دن اللہ سے متعدد مرتبہ یہ درخواست کر تا ہے :

<اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ >(١)

"ہم کو سیدھے راستہ پر گا مزن رکھ"

بیشک تمام افراد مل کر تمام انسانو ں کے قائم مقام بنتے ہیں ، ریا ضی کے حساب سے یہ دعا کے عجائب وغرائب میں شمار ہو تا ہے ، دعا میں سب ،سب کےلئے مجسم شکل میں بن کر سب کے قائم مقام ہو جا تے ہیں ،ہم دو بارہ پھر دعا کی قدر وقیمت کے سلسلہ میں غور وفکر کر تے ہیں ۔

اس اعتبار سے کہ تمام مو منین کیلئے دعا کی جارہی ہے لہٰذا دعا کی بڑی اہمیت ہے یہ عام مومنین کیلئے دعا کرنا خداوند عالم کے نزدیک بڑی اہمیت بڑھا دیتا ہے ۔
دعا کر نے والا شخص (ذاتی)طور پر پروردگار عالم سے دعانہیں کر تا بلکہ وہ تو تمام لو گوںکی دعاؤں کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے وہ سب کا قائم مقام بنتاہے اورخداوندعالم اس بندے سے اس کے سب کا قائم مقام ہو نے کی نیابت قبول کرتا ہے ،وہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں مجسم بنا کر پیش کرتا ہے اور خداوند عالم اس بندہ سے اِس تمثیل اور دو سروں کی نیابت کو قبول کرتا ہے ۔
مومنین بعض افراد کے دو سرے بعض افراد سے تمثیل و تشبیہ دینے کو قبول کرتے ہیں اور یہاں پر تمثیل و تشبیہ سے مراد فرد کا اللہ کی بارگاہ میں دعویٰ پیش کرنا نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی تشبیہ ہے جس کو پروردگار عالم قبول کرتا ہے اور جو افراد اللہ کی بارگاہ میںکسی دو سرے فر د کی نیابت کرتے ہیں یہ تمثیل و تشبیہ شرعی ہے اور خدا وند عالم کی بارگاہ میں مقبول ہے ۔
اس صورت میں دعا سب کی دعاؤں کی طاقت رکھتی ہے جب ہم میں سے کو ئی شخص اللہ کی

---

(۱)سورئہ حمد آیت/ ۶۔

بارگاہ میں دعا کر تے ہوئے کہتا ہے :<اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُستَقِيْمَ >(۱)
"ہم کو سیدھے راستہ پر گا مزن رکھ"
گو یا سب نے مل کر خدا سے دعا کی ،اس درجہ اور طاقت وقوت کی حامل دعا کو ہر مسلمان ہر روز نماز میں خداوندعالم سے کرتاہے اور سب کا قائم مقام بن کر سب کیلئے دعا کرتا ہے ۔
ہر دن لوگ اللہ کی بارگاہ میں ہمیشہ اسی طرح گڑگڑا تے ہیں اور دسیوں مرتبہ اس سے رحم وعطو فت کی درخواست کیا کرتے ہیں۔
سب سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ جس پر وردگار کو ہم روزانہ دسیوں مرتبہ پکار تے ہیں اسی نے ہم کو ہدایت کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی سکھایا ہے کہ ہم اس سے تمام لوگوں کی ہدایت طلب کریں اسی نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس دعا میں سب کی نیابت کریں اور وہ ہماری نیابت کو قبول کرتا ہے ۔
کیا ان تمام باتوں کے باوجود بھی خداوندعالم کا ہماری دعا کے قبول نہ کر نے کا امکان ہے؟ ہر گز نہیں۔

ب۔صرف مومنین کیلئے دعا

جس طرح اسلامی روایات میں عام مومنین کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے اسی طرح مخصوص مومنین کا نام لیکران کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے ۔
دعاکے اس رنگ میں الگ ہی نکھار ہے اوردعا کرنے والے کے نفس میں اس نکہت اور اثر کے علاوہ بھی ایک اثرہے جو عمومیت کےلئے تھا کیونکہ دعا کا یہ رنگ ان منفی اثرات کو ختم کر دیتا ہے جو کبھی دو طرفہ اور افراد کے اجتماعی تعلّقات پر سایہ فگن ہو جاتے ہیں اور کبھی مو منین کی جماعتوں پر اثرانداز ہو جاتے ہیں کیونکہ جب مو من خداوند عالم سے اپنے مو من بھائیوں کا نام لیکر رحمت ومغفر ت کی

---

(۱)سورئہ فا تحہ آیت۶۔

دعا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ حسد اور نفرت وغیرہ دور ہوجاتے ہیں جن کو وہ ان کی طرف سے کبھی اپنے اندر محسوس کرتا ہے ۔
اس وقت دعا کی تین حالتیں ہوتی ہیں ؟
۱۔دعا کرنے والا اللہ سے لو لگا تا ہے ۔

۲۔ دعا کرنے والا روئے زمین پر بسنے والی امت مسلمہ اور طول تاریخ کا جائزہ لیتے ہو ئے دونوں سے رابطہ رکھتا ہے ۔

۳۔وہ اپنے برادران اوررشتہ داروں سے رابطہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس کی زندگی کابہت ہی وسیع میدان ہے ۔

اسلامی روایات میں نام لیکر دعا کر نے کو بڑی ا ہمیت دی گئی ہے ۔

ہم ذیل میں ان عناوین کے متعلق واردہونے والی روایات کے نمونے بیان کر رہے ہیں :

ا۔غائب مومنین کیلئے دعا

حضرت امام محمدباقر علیہ السلام سے مروی ہے :

<دعاء المرء لاخیہ بظہرالغیب یدرالرزق،و یدفع المکروہ>(۱)

"انسان کے غائب مومنین کیلئے دعا کرنے سے رزق میں کشاد گی ہو تی ہے اور بلائیں مشکلیں دورہوتی ہیں "

حضرت امام محمدباقر علیہ السلام سے مروی ہے:

<اوشک دعوة واسرع اجابة دعاء المرء لاخیہ بظہر الغیب >(۲)

---

(۱)اصول کا فی /۴۳۵،وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۴۵،حدیث /۸۸۶۷۔

(۲)اصول کا فی /۴۳۵۔

" انسان کی غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے "

ابو خالد قما ط سے مروی ہے کہ امام محمد باقرعلیہ السلام نے فرما یاہے :

<اسرع الدعاء نجحاللاجابة دعاء الاخ لأخیہ بظہرالغیب۔یبدأ بالدعاء لاخیہ فیقول لہ ملک موکّل بہ:آمین ولک مثلاہ >(۱)

"غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے جب انسان اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرنا شروع کرتاہے تو دعا کر نے والے کا موکل فرشتہ اس کی دعا کے بعد آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا"

سکونی نے حضرت امام جعفر صادق سے اور آپ نے حضرت رسول خدا (ص)سے نقل کیا ہے:

<لیس شی ء اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب >(۲)

"غائب شخص کی غائب شخص کیلئے دعا جتنی جلدی قبول ہوتی ہے کو ئی چیز اُتنی جلدی قبول نہیں ہوتی ہے "

جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے :

<یاعلی اربعة لاتردلهم دعوة :امام عادل،والوالد لولده ،والرجل یدعو لاخیہ بظہرالغیب،والمظلوم ۔یقول اللّہ عزّوجلّ:وعزّتی وجلالی لأنتصرنّ لک ولو بعد حین >(۳)

"اے علی ،چار آدمیوں کی دعا کبھی ردنہیں ہوتی ہے :امام عادل ،باپ کا اپنے بیٹے کیلئے دعا

---

(۱)اصول کا فی /۴۳۵۔

(۲)وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۴۶،حدیث /۸۸۷۔

(۳)خصال صدوق جلد ۱صفحہ/ ۹۲ اور فقیہ جلد ۵ صفحہ/ ۵۲۔

کرنا ،انسان کا اپنے غائب بھائی ،اور مظلوم کیلئے دعاکرنا ،اللہ عزوجل فرماتا ہے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کرو نگا اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ کروں "

رسول خدا (ص)سے مروی ہے:

<مَنْ دعا لموٴمن بظہرالغیب قال الملک :فلک بمثل ذلک >(۱)
"جو انسان کسی غائب مومن شخص کیلئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا "
حمران بن اعین سے مروی ہے :
میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا :مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا :
<اوصیک بتقوی اللّہ وایاک والمزاح فانہ یذہب ہیبة الرجل وماء وجہہ،وعلیک بالدعا لاخوانک بظہر الغیب؛فانّہ یہیل الرزق۔یقولہاثلاثاً>(۲)
"اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ،مذاق کر نے سے پر ہیزکرو اس لئے کہ اس سے انسان کی ہیبت اور اس کے چہر ے کی رونق ختم ہوجاتی ہے اور تم اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرو چو نکہ اس طرح رزق میں وسعت ہوتی ہے "آپ نے ان جملوں کوتین مرتبہ دُہرایا "
معاو یہ بن عمار نے امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:
<الدعاء لاخیہ بظہرالغیب یسوق الیٰ الداعي الرزق،ویصرف عنہ البلاء،ویقول الملک:ولک مثل ذلک >(۳)

---

(۱)امالی طوسی جلد ۲ صفحہ /۹۵ ۔بحار الانوار جلد ۹۳ ۔صفحہ/ ۳۸۴ ۔
(۲)السر ائر صفحہ/ ۴۸۴ ۔بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ /۳۸۷۔
(۳)امالی طوسی ج۲ص۲۹۰،بحار الانوار ج۹۳ص۳۲۷

"اپنے کسی غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرنا رزق کی طرف دعوت دیناہے ،اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور فرشتہ کہتا ہے :تمہار ے لئے بھی ایسا ہی ہے "
ب:چالیس مومنوں کیلئے دعا
اسلامی روایات میں نام بنام چالیس مومنوں کیلئے اورانھیں اپنے نفس پر مقدم کر کے دعا کر نے پر بہت زیادہ زور دیاگیا ہے ۔
علی بن ابراہیم نے اپنے پدرِ بزگوار سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: <مَنْ قدّم في دعائہ اربعین من الموٴمنین،ثم دعا لنفسہ استجیب لہ >(۱)
"جو انسان اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے چالیس مومنوں کےلئے دعا کرتا ہے اسکی دعا مستجاب ہوتی ہے"
عمر بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفرصادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:
<مَنْ قدّم اربعین رجلا من إخوانہ قبل اٴنْ یدعولنفسہ استجیب لہ فیھم و فی نفسہ >(۲)
"جس نے اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے اپنے چالیس بھائیوں کےلئے دعا کی تو پروردگار عالم اس کی دعا ان کے اور خود اس کے حق میں قبول کرتا ہے"
ج:دعامیں دوسروں کوترجیح دینا
ابو عبیدہ نے ثویر سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی بن الحسین علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے: <انّ الملائکة اذاسمعواالموٴمن یدعولاٴخیہ الموٴمن بظہرالغیب،او

---

(۱)المجالس صفحہ ۲۷۳؛بحا رالانوار جلد ۹۳/۳۸۴؛وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۴،حدیث /۸۸۹۸۔
(۲)المجالس صفحہ ۲۷۳؛الامالی صفحہ ۲۷۳؛وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۴،حدیث /۸۸۹۸۔

یذکرہ بخیر،قالوا:نعم الاٴخ انت لاٴخیک،تدعولہ بالخیر،وھوغائب عنک وتذکرہ بخیر،قد اعطاک اللّٰہ عزّوجلّ مثلَي ماساٴلت لہ،واثنیٰ علیک مثلي ما اثنیت علیہ،ولک الفضل علیہ >(۱)

"جب فرشتے کسی مومن کواپنے غیر حاضر بھائی کےلئے دعا کرتے ہوئے یا اسکو اچھائی سے یاد کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں:ہاں وہ تمہارا بھائی ہے تم اس کیلئے خیر کی دعا کرو ،وہ تمہارے پاس نہیں ہے تم اسکو خیر کے ساتھ یاد کرو خداوند عالم تم کو اسی کے مثل عطا کرے گا جو تم نے اس کیلئے خدا سے مانگا ہے ویسی ہی تعریف تمہاری ہے جو تعریف تم نے اس کےلئے کی ہے اور تمہارے لئے فضل ہے۔

یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن جندب سے نقل کیا ہے:

<الداعی لاخیہ المؤمن بظہرالغیب ینادیٰ من عنان السماء:لک بکل واحدة مائةالف>(۲)

" میں نے ابو الحسن موسی علیہ السلام کو یہ فرماتے سناہے:غیر حاضر مومن کےلئے دعا کرنے والے کو عنانِ سماء سے آوازآتی ہے:تمہارے لئے ایک دعا کے عوض ایک لاکھ دعائیں ہیں "

ابن ابو عمیس نے زید نرسی سے نقل کیا ہے:

"کنت مع معاویة بن وھب فی الموقف وھویدعو،فتفقدت دعاء ہ فما رأیتہ یدعو لنفسہ بحرف،ورأیتہ یدعولرجل رجل من الآفاق ویُسمّیھم،ویُسمّي آباء ھم حتّی افاض الناس ۔

فقلت لہ :یاعمّ لقدرأیت عجباً !

---

(۱)اصول کا فی /۵۳۵،بحا رالانوارجلد ۹۳صفحہ ۳۸۷،وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۴۹،حدیث /۸۸۸۲۔

(۲)رجال کشی صفحہ۳۶۱۔

قال:وماالذي أعجبک ممارأیت؟

قلت:ایثارک اخوانک علیٰ نفسک فی مثل ھذاالموضع،وتفقدک رجلاّرجلاً۔

فقال لي:لاتعجب من ھٰذایابن اخي،فاني سمعت مولي۔۔۔وھویقول من دعالأخیہ بظہرالغیب ناداہ ملک من السماء الدنیا:یاعبد اللّہ ،لک مائة ألف وضعف ممّادعوت ۔۔۔"الخ(۱)

"میں موقف(حج)میں معاویہ بن وہب کے ساتھ تھا وہ اپنے علاوہ سب کےلئے دعا کر رہے تھے اپنے لئے دعاکاایک بھی فقرہ نہیں کہہ رہے تھے اورآفاق میں سے ایک ایک شخص اور ان کے آباؤ اجداد کا نام لے لے کر ان کےلئے دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ سب کوچ کر گئے ۔

میں نے ان کی خدمت عرض کیا:اے چچا میں نے بڑی عجیب چیز دیکھی انہوں نے کہا: تم نے کیا عجیب چیز دیکھی؟

میں نے عرض کیا :اس طرح کے مقام پر آپ کا اپنے نفس کو چھوڑکر دوسرے برادران کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ ان میں سے ایک ایک کرکے سب چلے گئے۔

انہوں نے مجھ سے کہا:اے برادرزادہ اس بات سے متعجب نہ ہومیں نے اپنے مولاکو یہ فرماتے سنا ہے:۔۔۔جس نے اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کی تو آسمان کے فرشتے اس کو آواز دیتے ہیں جو کچھ تم نے اس کیلئے دعا کی ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے "

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسن سے نقل کیا ہے :

<رأیت امي فاطمة قامت فی محرابھا لیلة جمعتھا،فلم تزل راکعة،ساجدة

---

(۱)عدة الداعی صفحہ /۱۲۹،بحا رالانوارجلد ۹۳صفحہ ۳۸۷،وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۴۹،حدیث /۸۸۸۵۔

حتیٰ اتضح عمود الصبح،وسمعتھا تدعوللمؤمنین والمؤمنات،وتسمّیھم وتُکثرالدعاء لھم ولاتدعولنفسھابشيٴ فقلت لھا:یاأُماہ:لم لاتدعین لنفسک،کما تدعین لغیرک ؟

فقالت:یابُنّي،الجارثم الدار >(١)

"میں نے اپنی مادر گرامی کو شب جمعہ ساری رات محراب عبادت میں رکوع وسجود کرتے دیکھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جا تی تھی اور آپ مومنین اور مو منات کا نام لے لیکر بہت زیادہ دعا ئیں کیا کر تی تھیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کر تی تھیں ۔میں نے آپ کی خد مت مبارک میں عرض کیا :اے مادر گرامی آپ اپنے لئے ایسی دعا کیوں نہیں کرتیں جیسی دوسروں کیلئے کر تی ہیں ؟

تو آپ نے فرمایا :اے میرے فرزند ،پہلے ہمسایہ اور پھر گھروالے ہیں' '

ابو ناتانہ نے حضرت علی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے پدربزگوار سے نقل کیا ہے:

"رأیت عبد اللّہ بن جندب فی الموقف فلم أرموقفاً أحسن من موقفہ،ما زال مادّاً یدیہ الی السماء ودموعہ تسیل علی خدیہ حتّیٰ تبلغ الارض۔فلماصدر الناس قلت لہ:یاأبامحمّد،مارأیت موقفاً أحسن من موقفک !قال:واللّہ مادعوت الّا لاخواني،وذلک أنّ أباالحسن مو سیٰ بن جعفر أخبرنیأنّہ مَن دعالاخیہ بظہرالغیب نُودي من العرش:ولک مائة ألف ضعف۔فکرھت أن أدع مائة ألف ضعف مضمونة لواحدة لاأدري تستجاب أم لا "(٢)

"میں نے عبد اللہ بن حندب کو موقف حج میں دیکھا اور اس سے بہترمیں نے کسی کا موقف

---

(١)علل الشر ائع صفحہ ٧١/ ۔

(٢)امالی صدوق صفحہ ٢٧٣؛بحارالانوار جلد ٩٣صفحہ٣٨٤۔

نہیں دیکھا آپ مسلسل اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا ئے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسوں آپ کے رخساوں سے بہہ کر زمین پر ٹپک رہے تھے ،جب سب ہٹ گئے تو میںنے ان سے عرض کیا: اے ابو محمد ،میں نے آپ کے موقف سے بہتر کوئی موقف نہیں دیکھا!انھوں نے کہا :میں صرف اپنے بھائیوں کےلئے دعا کر رہا تھا اسی وقت ابوالحسن مو سیٰ بن جعفر نے مجھکو خبردی ہے کہ جو اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کوعرش سے ندادی جاتی ہے: تمہارے لئے اس کے ایک لا کھ برابر ہے :لہٰذا مجھ کو یہ نا گوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لاکھ ضما نت شدہ نیکیو ں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہو گی یا نہیں "

عبد اللہ بن سنان سے مروی ہے :میں عبد اللہ بن جندب کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ کو صفا (پہاڑی کے نام)پر کھڑے دیکھا اور دوسرے ایک سن رسیدہ آدمی کو دعا میں یہ کہتے سنا: کہ خداےافلاںفلاں کوبخش دے جن کی تعداد کو میں شمار نہ کر سکا ۔

جب وہ نماز کا سلام تمام کرچکے تو میں نے ان سے عرض کیا :میں نے آپ سے بہتر کسی کا موقف نہیں دیکھا لیکن میں نے آپ میں ایک قابل اعتراض بات دیکھی ہے۔انھوں نے کہا کیا دیکھا ؟میں نے ان سے کہا :آپ اپنے بہت سے برادران کےلئے دعا کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کواپنے لئے دعا کرتے نہیں دیکھا تو عبد اللہ بن جِندب نے کہا :اے عبداللہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا ہے:

<مَن دعالاخیہ المو مٔن بظہرالغیب نودي من عنان السماء:لک یاھذا مثل ماسألت في اخیک مائة الف ضعف فلم أحبّ أن أترُک مائہ ألف ضفع مضمونة بواحدة لاادری أتستجاب ام لا>(١)

---

(١)فلاح السائل صفحہ٤٣/،بحا رالانوار جلد ٩٣صفحہ/ ٣٩٠۔٣٩١۔

"جس نے اپنے غیر حاضر مو من بھائی کےلئے دعاکی تو اس کو آسمان سے ندا دی جاتی ہے ، جو کچھ تم نے اپنے مومن بھائی کےلئے سوال کیا ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے لہٰذا مجھ کو یہ نا گوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی

خاطر ایک لاکھ ضما نت شدہ نیکیو ں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہو گی یا نہیں ”
ابن عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ :“کان عیسیٰ بن اعین اذاحجّ فصارالی الموقف اقبل علیٰ الدعاء لاخوانہ حتّیٰ یفیض الناس،فقیل لہ:تنفق مالک،وتتعب بدنک،حتّیٰ اذاصرت الی الموضع الذي تبث فیہ الحوائج الی اللّٰہ اقبلت علی الدعاء لاخوانک،وتترک نفسک فقال:انني علیٰ یقین من دعاء الملک لي وشک من ا لدعاء لنفسي”(۱)
“ جب عیسیٰ بن اعین حج کرتے وقت موقف پر پہنچے تو انھوں نے اپنے برادران کےلئے دعا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لو گ چلے گئے۔
ان سے سوال کیا گیا :آپ نے مال خرچ کیا ، مشقتیں برداشت کیں اور آپ نے دوسرے برادران کےلئے دعا ئیں کیں اور اپنے لئے کو ئی دعا نہیں کی تو انھوں نے کہا :مجھ کو یقین ہے کہ فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے اور مجھے خود اپنے نفس کےلئے دعا کرنے میں شک ہے ”
ابراہیم بن ابی البلاد (یا عبداللّٰہ بن جندب)سے مروی ہے :
“قال کنت في الموقف فلماافضت لقیت ابراھیم بن شعیب،فسلّمت

---

(۱)الاختصاص صفحہ ۶۸، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲ ۔

علیہ،وکان مصاباً باحدیٰ عینیہ واذاعینہ الصحیحة حمراء کاٴنّھاعلقة دم ،فقلتلہ:قد اٴصیت باحدیٰ عینیک ،وانامشفق لک علی الاخریٰ فلوقصرت عن البکاء قلیلاً قال :لاواللّٰہ یااٴبامحمّد ،مادعوت لنفسي الیوم بدعوة ؟۔
فقلت :فلمن دعوت ؟
قال:دعوت لاخوانی:سمعت اباعبداللّٰہ علیہ السلام یقول:مَن دعا لاخیہ بظھرالغیب،وکّل اللّٰہ بہ ملکاً یقول:ولک مثلاہ فاردت ان اکون انماادعو لاخواني ویکون الملک یدعولي لاني في شک من دعائي لنفسي،ولست في شک من دعاء الملک لي”(۱)
“جب میں موقف میں تھا تو میری ابراہیم بن شعیب سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو سلام کیا تو ان کی ایک آنکھ پر مصیبت کے آثار نمایاں تھے اور ان کی صحیح آنکھ اتنی سرخ تھی گو یا خون کا ٹکڑا ہوتو میں نے ان سے کہا :تمہاری ایک آنکھ خراب ہو گئی ہے لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کم گریہ کریں اور دوسری آنکھ کی خیر منائیں ۔
انھوں نے کہا:اے ابو محمد خدا کی قسم آج میں نے اپنی ذات کیلئے ایک بھی دعا نہیں کی ہے میں نے کہا :تو آپ نے کس کیلئے دعا کی ہے ؟
انھوں نے کہا :میں نے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے :کیونکہ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے سنا ہے :جس نے اپنے غائب (غیر حاضر)مومن بھائی کیلئے دعا کی توخداوند عالم اس پر ایک ایسے فرشتہ کو معین فرما دیتا ہے جو یہ کہتا ہے :تمہار ے لئے بھی ایسا ہی ہے ۔میں نے اسی مقصد واراد ہ سے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے اور فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے مجھے اس سلسلہ میں کوئی

---

(۱)الاختصاص صفحہ ۸۴، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲ ۔

شک ہی نہیں ہے حالانکہ مجھکو اپنی ذات کیلئے دعا کر نے میں شک ہے ”

۳۔والدین کےلئے دعا !

والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کے حق میں دعاکرنا ہے اور نیز ان کے ساتھ احسان کرنے کے بہت زیادہ مصادیق ہیں۔

انسان اُن کی طرف سے صدقہ د ے ،ان کی طرف سے حج بجا لائے ،ان کی نماز یں ادا کر ے ،ان کیلئے دعا کرے وغیر ہ وغیرہ ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<مایمنع الرجل منکم ان یبرّ والدیہ حیےن اومیتین یصلي عنھما،و یتصدق عنھما،ویصوم عنھما ،فیکون الذي صنع لھما،ولہ مثل ذالک،فیزیدہ اللّٰہ عزَّوجلَّ ببرّہ (وصلتہ)خیراً کثیراً>

"تم میں سے ہر انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا چاہئے چا ہے وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی نماز یں اداکر ے ،ان کی طرف سے صدقہ دے، حج بجالائے اور ان کے روز ے رکھے پس جو کچھ وہ ان کیلئے کرے گا ویسا ہی اس کیلئے ہو گا اللہ عزوجل اس کی نیکیوں اور صلہ میں بہت زیادہ اضافہ کرے گا "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے :

کان ابی یقول:خمس دعوات لایحجبن عن الرّب تبارک وتعالیٰ :

۱۔دعوۃ الامام المقسط ۔

۲۔و دعوۃ المظلوم،یقول اللّٰہ عزّوجلّ :لأ نتقمن لک ولوبعد حین ۔

۴۔ودعوۃ الوالد الصالح لولدہ ۔

۵۔ودعوۃ المو ٔمن لاخیہ بظھرالغیب،فیقول:ولک مثلاہ ۔ (۱)

"میرے والد بزرگوار کا فرمان ہے :پانچ دعائیں ایسی ہیں جن کے مابین اللہ سے کوئی حجاب نہیں :

۱۔عادل امام کی دعا ۔

۲۔مظلوم کی دعا ،اللہ عزوجل کہتا ہے :میں تیرا انتقام ضرور لوں گا اگر چہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ لوں۔

۳۔نیک اولاد کی اپنے والدین کیلئے دعا ۔

۴نیک باپ کا اپنے فرزند کیلئے دعا کرنا ۔

۵۔مومن کا اپنے غائب (غیر حاضر)بھائی کیلئے دعا کرنا ،اس سے کہا جاتا ہے :تمہارے لئے بھی اس کے مثل ہے"

والدین کےلئے دعا کر نے کے سلسلہ میں صحیفہ سجادیہ میں دعا وارد ہوئی ہے :

<اَللَّھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَذُرِّیَّتِہِ وَاخْصُصْ اَبَوَيَّ بِاَفْضَلِ مَاخَصَصْتَ بِہِ آبَاءَ عِبَادِکَ الْمُو ٴمِنِیْنَ وَاُمَّھَاتِھِمْ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللَّھُمَّ لَاتُنْسِنِيْ ذِکْرَھُمَافِيْ اَدْبَارِصَلَوَاتِيْ کُلّ آن وَفِيْ اِنَاًمِنْ آنَاءِ لَیْلِيْ وَفِيْ کُلِّ سَاعَۃٍ مِنْ سَاعَاتِ نَھَارِيْ اَللَّھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَاغْفِرْ لِيْ بِدُعَائِيْ لَھُمَاوَاغْفِرلَھُمَابِبِرِّھِمَا بِيْ مَغْفِرَۃً حتماً وَارْضَ عَنْھُمَابِشَفَاعَتِيْ لَھُمَارِضيً عَزْماًوَبَلِّغْھُمَابِالْکَرَامَۃِ مَوَاطِنَ السَّلَامَۃِ اَللَّھُمَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتِکَ لَھُمَافَشَفِّعْھُمَافِيَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتَکَ لِيْ فَشَفِّعْنِيْ فِیْھِمَاحَتیٰ نَجْتَمِعَ بِرَا فَتِکَ فِیْ دَار کَرَامَتِکَ وَمَحَلِّ مَغْفِرَتِکَ وَرحْمَتِکَ>

---

(۱)وسا ئل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۳،حدیث /۸۸۹۵۔

"خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نا زل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مو منین میں کسی والدین کو بھی عطا فر ما ئی ہے اے سب سے زیادہ رحم کر نے والے ، خدا یا ! مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہو نے دینا نہ نمازوں کے بعد اورنہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں ،خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نا زل فرما اور میری دعا ئے خیر کے سبب انہیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گذارش کی بنا پر ان سے مکمل طور پر راضی ہو جا اور اپنی کرا مت کی بنا پر انہیں

بہترین سلا متی کی منزل تک پہنچا دے ،اور خدایا! اگر تو انھیں پہلے بخش چکا ہے تو اب انھیں میرے حق میں شفیع بنا دے اور اگر میری بخشش پہلے ہو جا ئے تو مجھے ان کے حق میں سفارش کا حق عطا کردینا کہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت و رحمت کے محل میں جمع ہو جا ئیں ”

۴۔اپنی ذات کیلئے دعا !

یہ دعا کی منزلوں میں سے آخری منزل ہے پہلی منزل نہیں ہے ۔
بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسلام انسان سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ دنیاوی زند گی میں اپنے معیشتی امو ر میں نیز دو سروں کے ساتھ معا ملہ کرنے کے سلسلہ میں ناچیز سمجھے اور دو سروں کو خود پر ترجیح دے جس طرح اسلام انسان سے یہی مطالبہ دعا کے سلسلہ میں بھی کرتا ہے ۔
لیکن انسان کو خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت اپنے نفس کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ہم کو اپنی ذات کیلئے اللہ سے کیا سوال کرنا چاہئے ؟ اور ہمیں کیسے دعا کر نا چا ہئے ؟
ہم اس سلسلہ میں انشا ء اللہ عنقریب بحث کریں گے ۔

١لف۔ ہر لازم چیز کےلئے دعا !

ہم کو خدا وند عالم سے اپنی ضروریات کی وہ تمام چیزیں طلب کرنی چا ہئیںجو ہماری دنیا و آخرت کےلئے اہم ہیں۔ ہم کو اس سے ہر برائی اور شر سے اپنی دنیا و آخرت میں دور رہنے کا سوال کرنا چا ہئے بیشک خیر کی تمام کنجیاں اور اس کے اسباب خدا وند عالم کے پاس ہیں کو ئی چیز اس کے ارادے کے متحقق ہو نے میں ما نع نہیں ہو سکتی ہے ،نہ ہی کو ئی چیز اس کو عا جز کر سکتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے بندوں پر خیر اور رحمت کرنے میں بخل کر تا ہے ۔
جب خدا وند عالم کسی چیز کے عطا کرنے اور دعا مستجاب کرنے میں کو ئی بخل نہیں کرتا ہے تو یہ کتنی بری بات ہے کہ انسان اللہ سے سوال اور دعا کرنے میں بخل سے کام لے ۔
حدیث قدسی میں آیا ہے :
<لوانّ اوّلکم وآخرکم وحیّکم ومیّتکم اجتمعوا فتمنّیٰ کلّ واحد ما بلغت امنیّتہ فأعطیتہ،لم ینقص ذلک من ملکي>(١)
“اگر تمہارے پہلے اور آخری ،مردہ اور زندہ جمع ہو کر مجھ سے اپنی اپنی آرزو بیان کریں تو میں ہر ایک کی آرزو پوری کرونگا اور میری ملکیت میں کو ئی کمی نہیں آئیگی ”
رسول خدا (ص) سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے :
<لوانّ اهل سبع سماوات وأرضین سألوني جمیعاً،واعطیت کلّ واحد منهم مسألتہ مانقص ذلک من ملک وکیف ینقص ملک أنا قیّمہ>(٢)
“اگر سا توں زمین اور آسمان والے مل کر مجھ سے سوال کریں تو میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کرونگا اور میری ملکیت میں کو ئی کمی نہیں آ ئیگی اور کمی آئے بھی کیسے جب میں نے ہی خود اس کو خلق کیا ہے ”

---
(١)بحارالانوار جلد ٩٣ صفحہ ٢٩٣۔
(٢)بحارالانوار جلد ٩٣ صفحہ ٣٠٣۔

رسول خدا (ص) سے مروی حدیث میں آیا ہے :
<سلوا اللهواجزلوا؛فانّہ لایتعاظمہ شيءٌ>(١)
“خداوند عالم سے مانگو اور زیادہ مانگو چو نکہ اس کے سامنے کو ئی چیز بڑی نہیں ہے ”
روایت کی گئی ہے :

<لاتستکثروا شیئاًمماتطلبون؛فماعنداللہاکثر>
“اپنی دعا ؤں میں کسی چیز کو زیادہ مت سمجھو چونکہ خداوند عالم کے نزدیک جو کچھ بھی ہے زیادہ ہے ”
اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایا ت میں دعا میں ہر خیر کی طلب اور ہر برائی سے دور رہنے کےلئے خدا وند عالم سے سوال کرنا عام طور پر بیان ہو ا ہے ۔
ہم ذیل میں بعض نمونے بیان کر رہے ہیں :
رجب المرجب کے مہینہ میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا وارد ہوا ہے :
<یَامَنْ یُعْطِي الْکَثِیْرَبِالْقَلِیْلِ یَامَنْ یُعْطِي مَنْ سَا لَہُ یَامَنْ یُعْطِي مَنْ لَمْ یَسْا ئَلْہُ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْہُ تَحَنُّنَامِنْہُ وَرَحْمَةً اَعْطِنِي بِمَس ْلَتِي اِیَّاکَ جَمِیعَ خَیْرِالدُّنْیَاوَجَمِیْعَ خَیْر الآخِرَةِ وَاصْرِفْ عَنِّي بِمَسْئَلَتِي اِیَّاکَ جَمِیعَ شَرِّالدُّنْیَاوَشَرِّالآخِرَةِفَاِنَّہُ غَیْرُ مَنْقُوصٍ مَااَعْطَیْتَ وزدني مِنْ فَضْلِکَ یَاکَرِیْمُ >
“اے وہ خدا جو کم کے مقابلہ میں زیادہ عطا کرتا ہے،اے وہ خدا جو سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے دونوں کو عطا کرتا ہے اور جو اس کو نہ پہچانے ،میرے سوال کرنے کی بنا پر مجھ کو بھی اپنی رحمت ولطف سے عطا کر، دنیا کی کل نیکی اور آخرت کی تمام نیکیاں، میرے سوال کے مطابق مجھ

----
(1)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۲۔

کوعطاکردے اوردنیا وآخرت کی تما م برائیاں مجھ سے دور فر مادے کیونکہ تیری عطا میں نقص نہیں ہے اور میرے لئے اپنے فضل کو زیادہ کر اے کریم! ”
<اللّھم انّي اسا لٔک مفاتح الخیر وخواتمہ وسوابغہ وفوائدہ وبرکاتہ ومابلغ علمہ علمي وماقصرعن احصائہ حفظي>
<یَامَنْ ھُوَفِي عُلُوِّہِ قَرِیْبٌ،یَامَنْ ھُوَفِيْ قُرْبِہِ لَطِیْفٌ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ محمّد اللَّھُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ لِدِیْنِي وَدُنْیَايْ وَآخِرَتِيْ مِنَ الْخَیْرکُلِّہِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشّرِّکُلِّہِ>
“خدایا میں تجھ سے خیر کی کنجیاں ،عاقبت بخیر ،نعمتیں ،فوائد برکات نیز جس کا علم مجھے نہیں ہوسکا ہے اور جس چیز کا احاطہ کرنے سے میری یادداشت قاصر ہے سب کا سوال کرتاہوں”
اے وہ خدا جو اپنی بر تری میں قریب ہے اے وہ خد ا جو اپنے قرب میں لطیف ہے درود ورحمت ہو محمد وآل محمد پر، اے خدا میں تجھ سے اپنے دین ،دنیا اور آخرت میں خیر کی دعا کرتا ہوں اور تمام برا ئیوں سے پناہ چا ہتا ہوں ”
<وَاَدْخِلْنِیْ فِيْ کُلِّ خَیْرٍ اَدْخَلْتَ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّدٍوَاَخْرِجْنِيْ مِنْ کُلِّ اَخْرَجْتَ مِنْہُ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّد>
“اے میرے مو لا مجھ کو ہر اس نیکی میں داخل کردے جس میں تونے محمد وآل محمد کو داخل کیا ہے اور مجھ کو ہر اس برائی سے نکال دے جس سے تو نے محمد وآل محمد کو نکال دیا ہے ”
<وَاکْفِنِيْ مَااَھَمَّنِيْ مِنْ اَمْرِدُنْیَايَ وَآخِرَتِي>
“اور مجھ کودنیا وآخرت کے ان امور سے محفوظ رکھ جو میرے لئے دشواری کا سبب ہیں ”
<اَللَّھُمَّ لَاتَدَعْ لِيْ ذَنْباًاِلَّاغَفَرْتَہُ وَلَاھَمّاًاِلَّافَرَّجْتَہُ وَلَاسُقْماًاِلَّاشَفَیْتَہُ وَلَا عَیْباًاِلَّاسَتَرْتَہُ وَلَارِزْقاًاِلَّابَسَطْتَہُ وَلَاخَوْفاًاِلَّاآمَنْتَہُ وَلَاسُوْءً اًاِلَّاصَرَفْتَہُ وَلَاحَاجَةً ھِيَ لَکَ رِضاًوَلِی فِیْھَاصَلَاحٌ اِلَّاقَضَیْتَھَایَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ >
“خدایا ! میرے لئے کو ئی گناہ نہ چھوڑ مگر تو اس کو بخش دے اور نہ کسی غم کو مگر اس کوخو شی سے بدل دے اور نہ کسی مرض کو مگر یہ کہ تو شفا دیدے اور نہ کسی عیب کو مگر اس کو چھپا دے نہ کسی رزق کو مگر اسے زیادہ کر دے اور نہ کسی خوف کو مگر اس سے امان دیدے اور نہ کسی برائی کو مگر اسے دور کردے اور نہ کسی حاجت کوجس میں تیری رضا اور جس میں میرے لئے صلاح ہو مگر تو اس کو پورا کردے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے ”

<یَامَنْ بِیَدِہِ مَقَادِیْرَالدُّنْیَاوَالْآخِرَة وَبِیَدِہِ مَقَادِیْرالنَّصْروَالْخُذْلَان، وَبِیَدِہِ مَقَادِیْرالغِنٰی وَالْفَقْروبِیَدِہِ مَقَادِیْرالخَیْروَالشّرّ،صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ محمد، وَبَارِکْ لِيْ فِيْ دِیْنِيْ الَّذِيْ هُوَمِلَاکُ اَمْرِيْ وَدُنْیَايَ الَّتِيْ فِیْهَامَعِیْشَتِيْ،وَآخِرَتِيْ اَلَّتِيْ اِلَیْهَامُنْقَلِبِيْ وَبَارِکْ لِيْ فِي جَمِیْعِ اُمُوْرِيْ۔۔۔اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّالْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ مَکَارِہِ الدُّنْیَاوَالْآخِرَةِ>

"اے وہ ذات جس کے اختیار میں دنیا و آخرت کے اندازے ہیں کا میابی اور شکست کے اندازے ہیں مالداری اور غربت کا اختیار ہے محمد وآل محمد پر درود بھیج اور مجھے میری اس دنیا میں برکت دے جو میرے امر کا معیار ہے اور اسی دنیا میں برکت دے جس میں میری روزی ہے اور اس آخرت میں برکت دے جہاں مجھے جانا ہے میرے تمام امور میں برکت دے ۔۔۔میں زندگی اور موت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا وآخرت کی نا گواریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں "

<أسالُک بنور وجهک الذي اشرقت بہ السماوات وانکشفت بہ الظلمات وصلح علیہ امرالاولین والاخرین ان تصلي علی محمّدوآل محمّد وان تصلح لي شأني کلّہ ولاتکلني الي نفسی طرفة عین ابداً>

"میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے صدقہ میں سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ آسمان چمکے تا ریکیا ںچھٹ گئیں اور اس پر آنے والوں اور گذر جانے والوں کا معاملہ درست ہوا تو محمد وآل محمد پر درود بھیج اور یہ کہ تو میرے لئے میرے پورے معاملہ کو درست کر دے اور مجھ کو ایک لمحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر "

سحری سے متعلق دعا میں امام زین العا بدین علیہ السلام فر ما تے ہیں :

<اکْفِنِي الْمُهِمَّ کُلَّہُ،وَاقْضِ لِيْ بِالْحُسْنٰی،وَبَارِکْ فِيْ جَمِیْعِ اُمُوْرِيْ وَاقْضِ لِيْ جَمِیْعَ حَوَائِجِیْ اللَّهُمَّ یَسِّرْلِيْ مَااَخَافُ تَعْسِیْرَہُ فانَّ تیسیرمااخاف تعسیرہ علیک یسیروسهِّل لي مااخاف حزونتہ ونفّس عني ماأخاف ضیقہ وکفَّ عني ماأخاف غمّہ واصرف عنی ماأخاف بلیّتہ>

"اور ہما رے تمام اہم امور کے لئے کافی ہو جا اور انجام بخیر کر اور مجھ کو بر کت دے تمام امور میں اور میری تمام حا جتوں کو پورا کر خدا یا !میرے لئے آسان کر جس کی سختی سے میں ڈرتا ہوں اس کا آسان کرنا تیرے لئے بہت سہل ہے اور سہل بنا دے اس کو جس کی دشواری سے میں خو ف زدہ ہوں اور جس کی تنگی سے میں خوفزدہ ہوں ا س میں کشا دگی عطا کر اور جس کے غم سے خوف زدہ ہوں اس کو روک دے اور جس کی مصیبت سے میں خوف زدہ ہوں اس کو مجھ سے دور کر دے "

اور دعاء الا سحارمیں آیا ہے:

< وَهب لي رحمة واسعةجامعةاطلب بهاخیرالدنیاوالآخرة >

"اور مجھ کو وسیع اور کامل رحمت عطا کر جس سے میں دنیا و آخرت کی نیکیاں حاصل کرسکوں "

ب.بڑی حا جتیں چھوٹی حاجتوں پر پردہ نہ ڈال دیں

کبھی کبھی ہم میں سے بعض افراد اپنی چھوٹی چھوٹی حاجتوں کو خداوندعالم سے مانگنے کو عیب سمجھتے ہیں لیکن انسان کو پروردگار عالم سے مختلف چیزوں کے متعلق سوال کر نا چاہئے چاہے حاجت کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو خدا سے سوال کر نے میں کوئی عیب نہیں سمجھنا چاہئے ۔

بندہ پروردگار عالم سے اپنی تمام حاجتوں اورکمزوریوں کوچھپاتاہے لیکن ہماری تمام حاجتیں، ہمارانقص یہاں تک کہ جن حاجتوں کو ہم خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے پیش کرنے سے بھی شرمند ہ ہوتے ہیں وہ ان سب سے آگا ہ ہے ۔

خداوندعالم سے بڑی بڑی حاجتوں اور سوالات کر نے سے چھوٹی چھوٹی حاجتوں پرپردہ ڈالنا سزاوار نہیں ہے ۔

خداوندعالم اپنے بندے سے اس کی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں میں اس سے رابطہ برقرار رکھنے کو پسندکرتاہے یہاں تک کہ وہ اس سے ہمیشہ رابطہ رکھنا چا

بتا ہے اور یہ جاودانہ رابطہ اس وقت تک بر قرار نہیں رہ سکتا جب تک بند ہ خداوندعالم سے اپنی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں کا سوال نہ کرے ۔
رسول اللہ (ص) سے مروی ہے :
<سلوا اللّہ عزّوجلّ مابدا لکم من حوائجکم حتّی شسع النعل،فانّہ انْ لم ییسرہ لم یتیسر>
"تم اپنی تمام حا جتیں یہاں تک کہ جو تے کے تسمہ کوبھی خدا سے مانگو چونکہ اگر اس کوخدانہیں دیگا تو نہیں ملے گا "
یہ بھی رسول اسلام (ص)سے مروی ہے :
<لیسا ٔل احدکم ربّہ حاجاتہ کلّھا،حتّیٰ یسا ٔلہ شسع نعلہ اذا انقطع >(١)
"تم میں سے ہر ایک کو خدا وند عالم سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرنا چا ہئیں یہاں تک کہ اگر تمہارے جو تے کا تسمہ ٹوٹ جا ئے تو اس کو بھی خدا سے مانگنا چا ہئے "

---

(١)مکارم الاخلاق صفحہ ٣١٢،بحا رالانوارجلد ٩٣صفحہ ٢٩٥۔

اور یہ بھی رسول اسلام (ص) سے مروی ہے :
<لاتعجزوا عن الدعاء فانّہ لم یہلک أحدٌ مع الدعاء،ولیسا ٔ ل احدُکم ربّہ حتّیٰ یسا ٔلہ شسع نعلہ اذا انقطع ،واسا ٔلوا اللّہ مِنْ فضلہ ؛فانّہ یحبّ انْ یسا ٔل>(١)
"تم دعا کرنے سے عا جز نہ ہو نا ؛چو نکہ دعا کے ساتھ کو ئی ہلا ک نہیں ہوا ،تم میں سے ہر ایک کو خدا وند عالم سے سوال کرنا چا ہئے یہاں تک کہ اگر تمہارے جو تے کا تسمہ بھی ٹوٹ جا ئے تو بھی اسی سے مانگنا چا ہئے اور تم اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو چونکہ خدا وند عالم اس چیز کو دو ست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جا ئے "
سیف تمار سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے :
<علیکم بالدعاء؛فانّکم لاتتقربون بمثلہ،ولاتترکواصغیرة لصغرھا أنْ تسا ٔلوھا،فانّ صاحب الصغائرھوصاحب الکبائر >(٢)
"تم پر دعا کرنا ضروری ہے چونکہ تم دعا کے مانند کسی اور چیز سے خدا وند عالم کے قریب نہیں ہو سکتے اور چھوٹی چیزوں کے بارے میں اس کے چھوٹے ہو نے کی وجہ سے اس کے متعلق سوال کرنا نہ چھوڑ دو اس لئے کہ جو چھوٹی چیزوں کا مالک ہے وہی بڑی چیزوں کا مالک ہے "
حدیث قدسی میں آیاہے :
<یاموسیٰ سلني کلّ ماتحتاج الیہ،حتّیٰ علف شاتک وملح عجینک>(٣)
"اے موسیٰ مجھ سے ہر چیز کا سوال کر و یہاں تک کہ اپنی بکریوں کے چارے اور اپنے آٹے کے نمک کیلئے بھی مجھ سے سوال کرو "

---

(١)بحا رالانوارجلد ٩٣صفحہ ٣٠٠۔
(٢)بحا رالانوارجلد ٩٣صفحہ ٢٩٣،المجالس صفحہ ١٩،وسا ئل الشیعہ جلد ٤/١٠٩٠،حدیث ٨٦٣٥/اصول کا فی / ٦ ١ ٥
(٣)عدة الداعی صفحہ ٩٨۔

دعا کے سلسلہ میں ان چیزوں پر زور دینے سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان دعا کر نے کی وجہ سے عمل میں سستی کر ے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ جو عمل انجام دے رہا ہے اس تکیہ نہ کرے اور اس عمل کے سلسلہ میں اس کی امید و آرزو خداوند عالم کی ذات سے ہو ۔

دوسرے یہ کہ انسان اپنے تمام لوا زمات دعا انجام دیتے وقت اپنی حا جتوں اور خدا کے درمیان رابطہ بر قرار رکھے ۔
مذکورہ دونوں چیزوں کایہ تقاضا ہے کہ انسان اللہ سے اپنی تمام حا جتےں طلب کر ے یہاں تک کہ جو تے کا تسمہ ،اپنے حیوان کےلئے چارہ اور آٹے کےلئے نمک کا بھی اسی سے سوال کرے، جیساکہ حدیث قدسی میں آیا ہے ۔
ج: خدا وندعالم کی بارگاہ میں بڑی نعمتوں کا سوال کر نا چا ہئے
جہاں ہم پرورد کار عا لم سے ہر چیز ما نگتے ہیں وہیں پر ہمیں اس سے بڑی نعمتوں کا سوال کر نا چا ہئے
جس طرح ہمیں پروردگا ر عالم سے چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگنے میں ندامت نہیں ہونی چاہئے جیسے حیوان کے لئے چارہ ،جوتے کا تسمہ اور آٹے کے لئے نمک اسی طرح ہمیں اس سے بڑی بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چا ہئے چاہے وہ کتنی ہی بڑی و عظیم کیوں نہ ہو ۔
ربیعہ بن کعب سے مروی ہے :
<قال لي ذات یوم رسول اللّٰہ (ص):یاربیعة خدمتني سبع سنین،افلا تسأ لنی حاجة ؟فقلت یارسول اللّٰہ امہلني حتّیٰ افکر۔فلمّااصبحت ودخلت علیہ قال لي: یاربیعة ھات حاجتک ،فقلت:تسا ٔ ل اللّٰہ ان یدخلني معک الجنة،فقال لی:مَنْ علّمک ھذا ؟فقلت :یارسول اللّٰہ ماعلّمني احد لکن فکرّت في نفسي وقلت:انْ سأ لتہُ مالاً کان الیٰ نفاد،وان سأ لتہ عمرا طویلاواولاداً کان عاقبتہم الموت۔قال ربیعة :فنکس رأسہ (ص)ساعة ثم قال:افعل ذلک،فاعنّي بکثرة السجود۔قال وسمعتہ یقول:ستکون بعدي فتنة،فاذاکان ذلک فالتزمواعلي بن ابي طالب >(١)
“مجھ سے ایک روز رسول خدا (ص)نے فرمایا اے ربیعہ تم سات سال سے میر ی خدمت کررہے ہو کیا مجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کروگے۔
میں نے عرض کیا :یا رسول اللہ (ص)مجھے غور وفکر کرنے کی مہلت د یئجے ۔جب میں اگلے روز صبح کے وقت آنحضرت (ص) کی خدمت بابرکت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا :ا ے ربیعہ مجھ سے اپنی حاجت بیان کرو ۔
میں نے عرض کیا :خداسے دعا فرماد یجئے کہ وہ مجھکو آپ کے ساتھ جنت میں داخل کرے ۔
آپ نے مجھ سے فرمایا :تم کو یہ کس نے سکھا یا ہے ؟
میں نے عرض کیا :یا رسول اللہ (ص)یہ مجھے کسی نے نہیں سکھا یا میں نے بذات خود غوروفکر کیا کہ اگر میں آپ سے مال کا سوال کرو ں تو وہ ختم ہو جا یگا ،اگر میں آپ سے اپنی طولانی عمر اور اولاد کا سوال کروں تو یقینا ایک دن موت ضرور آئیگی ۔
ربیعہ کا کہنا ہے کہ آپ نے کچھ دیر تو قف کر نے کے بعد فرمایا: خدا ایسا ہی کرے ،لہٰذاتم بہت زیادہ (سجدے)عبادت کیا کرو ۔
ربیعہ کہتے ہیں میں نے آپ کو یہ فرما تے سُنا ہے :عنقریب میرے بعد فتنہ بپا ہوگا اور جب ایسا ہو جا ئے تو تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کرنا واجب ہے ”

---

(١)بحاالانوار جلد ٩٣۔صفحہ ٣٢٧۔

حضرت امیر المو منین علیہ السلام سے مروی ہے :
“کان النبی (ص)اذا سئّل شیئا فاذا اراد ان یفعلہ قال:نعم۔واذا اراد ان لا یفعل سکت،وکان لا یقول لشي ٔلا فأ تاہ اعرابي فسأ لہ فسکت ،ثم سأ لہ فسکت، ثم سأ لہ فسکت۔فقال (ص)۔کہیئة المسترسل:ماشئت یااعرابي؟فقلنا:الآن یسأ ل الجنّة،فقال الاعرابی:أسأ لک ناقة ورحلھا وزاداً۔قال:لک ذلک،ثم قال (ص):کم بین مسأ لة الاعرابي وعجوز بنی اسرائیل؟ثم قال:انّ موسیٰ لمّا اُمرأن یقطع البحرفأ نتہیٰ الیہ وضربت وجوہ الدواب رجعت،فقال موسیٰ:یاربّ مالي؟ قال:یاموسیٰ انّک عند

قبريوسف فاٴحمل عظامہ،وقد استویٰ القبر بالارض،فسا ٴل مو سیٰ قومہ:هل يدري احد منکم اين هو؟قالوا:عجوزلعلّها تعلم،فقال لها:هل تعلمين؟قالت:نعم،قال:فدليناعليہ ،قالت:لاواللّٰہ حتّی تُعطيني مااٴسئلک،قال:ذلک لک،قالت:فإنی اٴساٴلک اٴن اٴکون معک فی الدرجة الّتي تکون فی الجنّة،قال:سلي الجنّة۔قالت:لاواللّٰہ الّا اٴن اٴکون معک،فجعل موسیٰ يراود فاٴوحیٰ اللّٰہ اليہ:اٴن اٴعطها ذلک:فإنّها لاتنقصک،فاٴعطَاهاودلّتہ علی القبر"(١)

"جب پیغمبر اکرم (ص)سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا جاتاتھا تواگر آپ کا اراد ہ اس فعل کے انجام کے متعلق ہو تا تھا تو آپ فرما تے تھے :ہاں اور اگر آپ کا ارادہ اس کے انجام نہ دینے کا ہوتا تھا تو آپ ساکت رہتے تھے ۔

اور آپ کسی بھی چیز کے سلسلہ میں" نہیں" نہیںفرماتے تھے ،ایک اعرابی نے آپ کی

----

(١)بحا الا نوار جلد ٩٣ صفحہ/ ٣٢٧۔

خدمت میں حاضر ہوکرسوال کیا تو آپ خاموش رہے ،اس نے پھر سوال کیا تو آپ پھر خاموش رہے، پھر اس نے سوال کیا ،آپ پھر خاموش رہے،توآپ نے فرمایا :

اے اعرابی تو کیا چاہتا ہے ؟ہم لوگوں نے کہا کہ اب یہ جنت کے سلسلہ میں سوال کرے گا ۔

اعرابی نے کہا :میں آپ سے ناقہ، سواری اور زادراہ چاہتا ہوں ۔

آپ نے فرمایا :ہاں تجھ کو عطا کیا جائیگا ،پھر آپ نے فرمایا :اس اعرابی اور اس بنی اسرائیل کی بڑھیا کے درمیان کتنا فرق ہے ؟ پھرفرمایا:جب موسیٰ کو دریا پار کرنے کا حکم ملا اور آپ دریا کے کنارے پہونچ گئے تو مو سیٰ نے جانوروں کو آگے بڑھانا چاہا لیکن جانور واپس آگئے ۔

جناب مو سیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پالنے والے میرے لئے کیا فرمان ہے؟

فرمایا :اے مو سیٰ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے پاس ہواو ر ان کی ہڈیوں کو اٹھا لو جبکہ قبر زمین کے برابر ہو چکی تھی ۔

جناب موسیٰ نے اپنی قوم سے سوال کیا :کیاتم میں سے کوئی جانتا ہے ؟

قوم نے کہا:ایک بڑھیا ہے شاید وہ جانتی ہے ؟

بڑھیا سے سوال کیا :کیا تم جانتی ہو؟

اس نے جواب دیا :ہاں آپ نے فرمایا :تو ہمیں بتاؤ کہاں ہے ؟

بڑھیا نے کہا :خدا کی قسم میں اس وقت تک قبر کا پتہ نہیں بتاؤنگی جب تک آپ میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے۔

آپ نے فرمایا :جو تم مانگو گی وہی دیا جائیگا ، اس نے کہا :میں جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں رہوں جس میں آپ رہیں گے ۔

آپ نے فرمایا:ہاں تم جنت میں رہوگی اس نے کہا:نہیں خدا کی قسم میں جب تک آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی حضرت مو سیٰ علیہ السلام نے فر مایا :تم جنت کا سوال کرو۔تو بڑھیا نے کہا :میں اس سے کم پر راضی نہیں ہوں ۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کچھ پس و پیش کرنے لگے تو اللہ نے آپ پر وحی نازل فرمائی :اگر آپ اس کو عطا کردیں گے توجنت میںکمی نہیں آئیگی تو آپ نے اس کو عطا کردی اور اس نے قبر کا نشان بتا یا "

د۔دعا کرکے سب کچھ تدبیر الٰہی کے حوالہ کردینا

دعا میں خداوندعالم سے یہ طلب کرنا کہ وہ اپنی تدبیر کے ذریعہ ہم کو اپنی تدبیر سے بے نیاز کردے اور اپنی رحمت و حکمت کو ہمارے امر کا ولی بنا دے اور

ہمارے نفسوں پر کسی چیز کو مو کول نہ کرے ،دعا ء عرفہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرما تے ہیں :
<اَغْنِنِيْ بِتَدْبِيْرِکَ لِيْ عَنْ تَدْبِيْرِيْ،وَبِاِخْتِيَارِکَ عَنْ اِخْتِيَارِيْ >
"میرے خدا مجھ کو اپنی تدبیر کے ذریعہ میری تدبیر سے بے نیاز کر اور اپنے اختیار کے مقابلہ میں میرے اختیار سے بے نیاز کر "
اور منا جات شعبانیہ میں آیاہے :<وَتَوَلَّ مِنْ اَمْرِيْ مَااَنْتَ اَهْلُہُ >
"خدایا !جس چیز کا تو اہل ہے میرے امر میں سے اس کا تو ذمہ دار ہوگا "
یہ بھی وارد ہوا ہے :<حَسْبِيْ عَنْ سُوٴَالِيْ عِلْمہ بِحَالِيْ>(١)"میرے سوال کرنے سے اس کا میرے حال سے واقف ہونا ہی کافی ہے"
مروی ہے :جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :کیا آپ کی کوئی حاجت ہے ؟آپ نے فرمایا: ہاں میری حاجت تو ہے لیکن تجھ سے نہیں ، <حَسْبِیَ اللّٰہُ،وَنِعْمَ الْوَکِيْل >
اس کے بعد میکائل نے عرض کیا :اگر آپ کا اراد ہ آگ کو بجھا نے کا ہے تو میں آگ کو

----
(١)بحارالانوار جلد ٧١ صفحہ ١٥٥ ۔

بجھا دوں گا چونکہ بارش اور پانی کا خزانہ میر ے اختیار میں ہے۔
آپ نے فرمایا :میر ا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔
اس کے بعد ہوا کے فرشتہ نے آکر عرض کیا :اگر آپ چاہیں تو میں آگ کو اڑادو ں آپ نے فرمایا :میرا ایساکوئی اراد ہ نہیں ہے ۔
جبرئیل نے کہا :تو پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کیجئے آپ نے فرمایا :خداوندعالم کومیرے حالات کا علم ہے "(١)
اس کا مطلب دعا سے منع کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب بندہ کا تدبیر میں اپنے امر کو اللہ کے حوالہ کر دینا ہے ۔
اس کو ہر امر میں اللہ کی طرف تفویض سے تعبیر کیا جاتا ہے اور سختیوں اور بلاوٴ ں میں اللہ کی تقدیر ،قضا ،حکمت اور تدبیر پر اعتماد رکھنا ہے ۔
حضرت امام حسین علیہ السلام دعا ئے عرفہ میں فرماتے ہیں :
<اِلٰهِيْ اِنَّ اِخْتِلَافَ تَدْبِيْرِکَ وَ سُرْعَةَ طَوَاءِ مَقَا دِيْرِکَ مَنْعا عِبَادِکَ الْعَارِفِيْنَ بِکَ عَنِ السَّکُوْنِ اِلٰی عَطَاءٍ وَالْيَاْ سُ مِنْکَ فِیْ بَلَاءٍ>
"میرے معبود! بیشک تیری تدبیر کی تبدیلی اور تیرے مقدارات کے سریع تغیرات نے تیرے عارف بندوں کوپر سکون عطا اور مصیبت میں نا امید ہونے سے روک دیا ہے "
امام علیہ السلام فرماتے ہیں بیشک تیر ے عارف بند ے کسی عطا پر راضی نہیں ہوتے وہ عطا چا ہے کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور کسی مصیبت میں تجھ سے مایوس نہیں ہو تے وہ بلا کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ تیرے احکام اور بندوں کے سلسلہ میں فیصلہ بہت جلد ہوتا ہے نیز ایک

----
(١)بحارالانوار جلد ٧١ صفحہ ١٥٥ ۔

حالت سے دو سری حالت کی جا نب تیری تدبیر بدلتی رہتی ہے لہٰذا تیرے بندے عطا اور روزی پرمطمئن نہیں ہوتے اور تیری رحمت سے کسی مصیبت میں مایوس نہیں ہوتے البتہ تیری رحمت پر مطمئن رہتے ہیں اور تیرے فضل سے مایوس نہیں ہو تے ہیں "

امام حسین کے اسی مفہوم کی، قرآن کریم کی یہ آیت براہ راست عکاسی کررہی ہے:

<لِکَیْلاَ تَاسَوْا عَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلاَتَفْرَحُوْابِمَاآتَاکُمْ>(١)

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جوتمہارے ہاتھ سے نکل جا ئے اس کا افسوس نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی چیز(نعمت)عطاکرے تو اس پر نہ اترایاکرو"

امیر المو منین علیہ السلام فرماتے ہیں :زہد قرآن کے ان دو کلموں میں ہے :

<لِکَیْلاَ تَاسَوْا عَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلاَتَفْرَحُوْابِمَاآتَاکُمْ>(٢)

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جا ئے اس کا افسوس نہ کرواور اور جب خدا تم کو کوئی چیز(نعمت)عطاکرے تو اس پر نہ اترایاکرو"

جب خدا وند عالم نے بندوں کو اس کے قضا و قدر پر اعتماد اور اپنے تمام امور کو خد ا پر واگذار کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے ۔۔۔تو بندہ اس وقت خوشی اور غم میں اللہ کے قضا و قدر پرسکون محسوس کرتا صرف اس کی عطاپرنہیں، اور نہ ہی وہ مصیبتوں میں ما یوس ہو تا ہے ۔

ماثورہ دعاؤں میں اس معنی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے مشہور ومعروف زیارت امین اللہ میں آیا ہے :

<اَللَّہُمَّ فَاجْعَلْ نَفْسِيْ مُطْمَئِنَّةً بِقَدْرِکَ رَا ضِیَةً بِقَضَائِکَ،مَوْلِعَةً

----

(١)سورہ حدید آیت/ ٢٣۔

(٢)سورہ حدید آیت/ ٢٣۔

بِذِکْرِکَ وَدُعَائِکَ صَابِرَةً عِنْدَ نُزُوْلِ بَلَا ئِکَ شَاکِرَةً لِفَوَاضِلِ نِعْمَائِکَ >

"خدایا! میرے نفس کو اپنے قدر پر مطمئن اور اپنے قضا پرراضی کردے، اپنے ذکر و دعا کا شیدائی بنا دے اور اپنے خالص اور برگزیدہ اولیاء کا محبت کرنے والا بنا دے اور اپنے آسمان و زمین میں محبوب کردے اور اپنی بلا کے نزول پر صابر اور اپنی بہترین نعمتوں پر شاکر بنا دے اپنی تمام نعمتوں کا یاد کرنے والا"

حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام دعا میں فرماتے ہیں :

<وَالْہَمْنَاالْاِنْقِیَادَ لَمَّااَوْرَدْتَ عَلَیْنَامِنْ مَشِیَّتِکَ حَتّٰی لَانَحِبُّ تَاخِیْرُمَا عَجَّلْتَ،وَلَاتَعْجِیْلَ مَااَخَّرْتَ وَلَانَکْرَہُ مَااَحْبَبْتَ وَلَانَتَخَیَّرمَاکَرِھْتُ >(١)

"ہمیں اس مشیت کی اطاعت کا الہام عطا فر ما جو تونے ہم پر وارد کی ہے تا کہ جو چیز جلدی سامنے آجا ئے ہم اس کی تا خیر کے خواہاں نہ ہوں اور جو چیز دیر میں آئے اس کی عجلت کے طلبگار نہ ہوں تیری محبوب اشیاء کو مکروہ نہ سمجھیں اور تیری نا پسندیدہ چیزوں کو اختیار نہ کرلیں"

دعا کے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

<وطیب بقضائک نفسي ووسّع بمواقع حکمک صدري ووھب لي الثقة لأُقرمعہا بانّ قَضَائک لم یجرالَّا بالْخَیْرة>(٢)

"اور میرے نفس کو اپنے فیصلہ سے مطمئن کردے اور میرے سینہ کو اپنے فیصلوں کےلئے کشادہ بنا دے مجھے یہ اطمینان عطا فر ما دے کہ میں اس امر کااقرار کروں کہ تیرا فیصلہ ہمیشہ خیر ہی کے ساتھ جاری ہو تا ہے۔

دعا ء صباح میںحضرت امیر المو منین علیہ السلام فرما تے ہیں :

----

(١)صحیفہ سجا دیہ دعا /٣٣۔

(٢)صحیفہ سجا دیہ دعا /٣٥۔

<الٰھي ھذہِ ازمة نفسي عقلتھابعقال مشیئتک >(١)

"خدایا! یہ میرے نفس کی مہار ہے جس کو مر ضی اور مشیت کے رسّی سے مستحکم باندھا ہے"

ھخداوند عالم سے ذات خدا کو طلب کرنا

دعا میںسب سے زیادہ لطف اوراس کی جلالت یہ ہے کہ انسان دعا میں اللہ سے نہ دنیا طلب کرے اور نہ آخرت طلب کرے بلکہ وہ خدا سے اس کے وجہ کریم کا مطالبہ کرے ،اس کی مرضی ، ملاقات ،اس سے قربت ،اس تک رسائی ،اس کی محبت ،اس سے انسیت ،اور اس تک پہنچنے کی تشویق کا مطالبہ کرے حضرت فاطمہ صدیقہ ؑ طاہرہ نے دعا میں ملک الموت کے خداوند عالم کے امر سے ان کی روح پاک قبض کرنے سے پہلے اس کی جانب سے ایسے رزق کا مطالبہ کیاجس سے ان کا سینہ ٹھنڈا ہو جائے اور ان کا نفس خوش ہو جائے ،آپ نے دعامیں یوں عرض کیا :پروردگارا تیری طرف سے بشارت ہو نی چا ہئے تیرے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں ،اس سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا، میرا نفس خوش ہو گیا ،میری آنکھیں ٹھندی ہو گئیں اور میرا چہرہ باغ باغ ہو گیا ۔۔۔اور میرا دل مطمئن ہو گیا اور اس سے میرا پورا جسم خوش ہو گیا ”(۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرما تے ہیں :

<منک اُطلبُ الوصول الیک>

“تجھ ہی سے تجھ تک پہنچنے کا مطالبہ کرتا ہوں ”

حضرت امیر المو منین علیہ السلام دعا ء صباح میں فرماتے ہیں :

<اَنْتَ غَایَةُ مَطْلُوْبِی وَمُنَایَ >

“اور تو ہی میرا آخری مطلوب ہے اور دنیا اور آخرت میں میری امید ہے ”

---

(۱)دعا ء صباح ۔

(۲)فلا ح السائل ۔

پندرہ مناجات میں سے مناجات “محبین ”میں امام زین العا بدین علیہ السلام فرماتے ہیں: <اِلٰهِيْ مَنْ ذَا لَّذِیْ ذَاقَ حَلاَوَةَ مَحَبَّتِکَ فَرَامَ مِنْکَ بَدَلاًوَمَنْ ذَاالَّذِيْ اَنِسَ بِقُرْبِکَ فَابْتَغ یٰعَنْکَ حِوَلاً >

“خدایا وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے علاوہ کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے روگردانی کرے ’

پندرہ مناجات میں سے مناجات مرید ین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

<اِلٰهِيْ فَاسْلُکْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَیْکَ وَسَیِّرْنَا فِيْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَیْکَ >

“خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں پر چلا دے اور ہم کو تیری طرف پہنچنے والے قریب ترین راستہ سے لے چل ،ہمارے اوپر دور کو قریب کردے ”

مناجات متو سلین میں فرماتے ہیں :

“وَاجْعَلْنِيْ مِنْ صَفْوَتِکَ اَلَّذِیْنَ اَقْرَرْتَ اَعْیُنَهُمْ بِالنَّظَرِاِلَیْکَ یَوْمَ لِقَائِکَ ”

“اور مجھ کو ان منتخب بندوں میں قرار دے جن کی آنکھوں کو روز ملاقات اپنے دیدار سے خنکی عطا کی ہے ”

دعا عرفہ میں امام حسین علیہ السلام فرما تے ہیں :

<اَطْلُبْنِيْ بِرَحْمَتِکَ حَتّ یٰاَصِلَ اِلَیْکَ>

“میرے معبود مجھ کو اپنے دررحمت پر طلب کر، تا کہ میں تجھ سے مل جاو ٔں”

حضرت امیر المو منین علیہ السلام دعا ئے کمیل میں فر ما تے ہیں :

<وَاسْتَشْفِعُ بِکَ اِل یٰنَفْسِکَ وَهَبْ لِيَ الْجِدَّ فِیْ خَشْیَتِکَ وَالدَّوَامَ فِي الْاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِکَ ۔۔۔وَاَدْنُوَمِنْکَ دُنُوَّالْمُخْلِصِیْنَ وَاجْتَمِعَ فِیْ جِوَارِکَ مَعَ الْمُو ٔمِنِیْنَ>

“اور تیری ہی ذات کو اپنا سفارشی بناتا ہوں ،اور تومجھ کو خوف و خشیت میں کو شش کی توفیق عطا کر نیز تیری خدمت کے لگاتار انجام دینے کی ۔۔۔اور تیری بارگاہ میں خلوص رکھنے والوں کا سا قرب حا صل ہو ،اور تیری بارگا ہ میں مو منین کے ساتھ جمع ہو جا ؤں ”

مناجات محبین میں امام زین العا بدین علیہ السلام فرماتے ہیں :

<اِلٰهِي فَاجْعَلْنَامِمَّنْ هَيَّمْتَ قَلْبَهُ لِاِرَادَتِکَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِکَ وَ اَخْلَيْتَ وَجْهَهُ لَکَ وَفَرَّغْتَ فُوٴَادَهُ لِحُبِّکَ وَرَغَّبْتَهُ فِيْمَاعِنْدَکَ وَقَطَعْتَ عَنْهُ کُلَّ شَیْ ءٍ يَقْطَعُهُ عَنْکَ>
"خدایا!تو مجھ کو ان لوگوں میں سے قرار دے جس کے دل کو اپنے ارادہ کا مسکن بنایا ہو اور جس کو تو نے اپنے مشاہدہ کے لئے منتحب کیا ہو اور جس کے چہرے کو اپنے لئے خالی کر لیا ہے اور جس کے دل کو اپنی محبت کے لئے فارغ کرلیا ہے اور جس کو اس چیز کی رغبت دی ہے جو تیرے پاس ہے اور جس سے ہر اس چیز کو دور کر دیا ہے جوتجھ سے دور کر تی ہے "

ب۔جوچیز یں دعا میں سزاوار نہیں ہیں

اب ہم ان چیزوں کے سلسلہ میں بحث کریں گے جو دعا میں نہیں ہونا چاہئیں اور ہم ان سب چیزوں کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کریں گے جو مندرجہ ذیل ہیں :

١۔کائنات اور حیات بشری میں اللہ کی عام سنتوں کے خلاف دعا کرنا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی شفاعت اور اس کے پانی میں غرق ہو نے سے بچانے کیلئے خداوند عالم کے وعدہ کے مطابق کہ وہ ان کے اہل کو نجات دے گا خدا سے دعا کی لیکن خداوندعالم نے اپنے بندے اور اپنے نبی نوح علیہ السلام کی دعا قبول نہیں کی اور ان کی دعا کو رد فرما یا :<انہ لیس من اهلک >اے نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے "اور ان کو پھر اس کے مثل کبھی دعا نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔

<وَنَادَیٰ نُوْحُ رَبَّہُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِی مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعدَ کَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِيْنَ #قَا لَ يَانُوْحُ اِنَّہُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّہُ عَمَلٌغَيْرُصَا لِحٍ فَلَا تَسْا ٴلْنِ مَا لَيْسَ لَکَ بِہِ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَ نْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ #قَالِ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَالَيْسَ بِہِ عِلْمٌ وِاِلَّاتَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِنَ الْخَا سِرِيْنَ>(١)

"اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچا نے کا بر حق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ،ارشاد ہوا کہ نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے یہ عمل غیر صالح ہے لہٰذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جا ہلوں میں نہ ہو جا ئے نوح نے کہا کہ خدایا !میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس چیز کا سوال کروں جس کا علم نہ ہو اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جا ؤں گا "

حضرت نوح علیہ السلام کوخداوندعالم سے اپنے اہل وعیال کی نجات کا سوال کرنے کا حق تھا لیکن جوان کے اہل سے نہ ہو اس کو غرق ہو نے سے نجات دلانے کے سلسلہ میں سوال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا ۔

ان کا بیٹا ان کے اہل میں نہیں تھا یہ اللہ کا حکم ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو پروردگار عالم کے قوانین اور احکام کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہیں ہے ۔

ذرا حضرت نو ح علیہ السلام کے جواب پر غور وفکر کیجئے ۔

دعا میں اللہ کی سنتوں کے امر کو سمجھنا ضروری ہے دعا کا کام ان سنتوں کوتوڑنا اور ان سے تجاوز

---

(١)سورئہ ہودآیت ۴۵سے ۴٧۔

کرنا نہیں ہے بلکہ دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ بندہ خدا وند عالم کی سنتوں اور اس کے قوانین کے دائرہ میں رہ کرخداوند عالم سے سوال کرے ۔بیشک اللہ کی سنتیں ہمیشہ اللہ کے ارادہ تکوینی کومجسم کرتی ہیں ،اور دعا کی شان اللہ کے ارادہ کے زیر سایہ ہے نہ اس سے تجا وز کرتی ہے اور نہ ہی اس کی حدود کو پارکر تی ہے ۔ خداوندعالم فرماتا ہے :

<وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِیْلاً >(۱)
"اور تم خدا کي سنت میں ہر گز تبدیلی نہیں پا ؤ گے "
نظام کا ئنات اللہ کے اس ارادہ کی مجسم شکل ہے جس کے بغیر کا ئنات کا نظا م درست نہیں رہ سکتا ہے ،بندہ کےلئے اس کی تبدیلی کےلئے دعا کر نا صحیح نہیں ہے بیشک دعا بندوں کےلئے اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے ؛اور اللہ کا ارادہ ہمیشہ اس کی رحمت کے مطابق ہو تا ہے اور بندہ کے لئے اس میں تغیر و تبدل کی دعا کرنا صحیح نہیں ہے ۔
ایک سنت دوسری سنت سے مختلف نہیں ہو سکتی ہے ،ہر سنت اللہ کے ارادہ کو مجسم کرتی ہے اور اللہ کا ارادہ اس کی اس رحمت اور حکمت کو مجسم کرتا ہے جس سے بلند نہ کو ئی رحمت ہے اور نہ حکمت ہے۔چا ہے وہ تکوینی سنتیں ہوں یا تاریخی اور اجتماعی سنتیں ہوں ۔
یہ اللہ کی سنت ہے جو لوگ بعض دوسر ے لوگوں سے اپنے دین ودنیا کے سلسلہ میں سوال کیا کرتے ہیں اور انسان کا اللھسے اور ایک دوسرے سے بے نیاز رہنے کا سوال کرنا صحیح نہیں ہے چونکہ اس طرح کی دعا کرنابا لکل اللہ کی سنت اور اس کے ارادہ کے خلاف ہے ۔
حدیث میں حضرت امیر المو منین علیہ السلام فرما تے ہیں :
<اللّٰہم لاتحوجني الیٰ احد من خلقک >

---

(۱)سورئہ فا طر آیت/ ۴۳۔

"خدا یا مجھ کو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ بنا"
رسول اللہ (ص)نے فرمایا :اس طرح مت کہو چونکہ ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے :
حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا :پھر میں کیسے کہوں یا رسول اللہ ؟
رسول اللہ (ص) نے فرمایا :
<اللّٰہم لاتحوجني إلی شرارخلقک >(۱)
"پروردگارا !مجھے اپنی شریر مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ کرنا "
شعیب نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نقل کیاہے کہ آپ سے عرض کیا گیا:
"ادعُ اللّٰہ یغنیني عن خلقہ۔قال:انّ اللّہ قسّم رزق مَن شاء علیٰ یدی مَن شاء،ولکن اسا ٔل اللّٰہ ا ٔن یغنیک عن الحاجة التي تضطرک الیٰ لئام خلقہ"(۲)
" آپ یہ دعا فرما دیجئے کہ خدا مجھ کو مخلوق سے بے نیاز کر دے آپ نے فرمایا :اللھنے رزق کو کسی نہ کسی کے ذریعہ تقسیم کیا ہے لہٰذا تم خداوندعالم سے یہ دعا کرو کہ خدا مجھکو بر ے لوگوں کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنے پر مجبور نہ کرے "
دعا کے اس طریقہ سے دعا کر نے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلامی روایات میں دعا ئیں کرنے کا ایک واقعی محدود دائر ہ ہے اور غیر واقعی اور خیالی دائروں سے دعا خارج ہے ۔
حضرت امیر المو منین علیہ السلام سے مروی ہے :
"ا ٔنہ سا ٔلہ شیخ من الشام :ا ٔي دعوة ا ٔضلّ؟فقال:"الداعي بمالایکون"(۳)
"آپ سے شام کے ایک بزرگ نے سوال کیا :سب سے زیادہ گمراہ کُن کو نسی دعا ہے؟

---

(۱)بحارالانوارجلد ۹۳صفحہ/۳۲۵۔
(۲)اصول کافی صفحہ /۴۳۸،وسائل اشیعہ جلد ۴ :۱۱۷حدیث صفحہ /۸۹۴۶ ۔
(۳)بحارالانوارجلد ۹۳صفحہ/۳۲۴۔

آپ نے فرمایا :"نہ ہو نے والی چیز کیلئے دعاکرنا "
حیات بشری میں نہ ہو نے والی چیز اللہ کی متعارف سنتوں کے دائرہ حدود سے خارج ہے ان میں واقعی و حقیقی طور پر کو ئی تفکر نہیں کیا جا سکتا ہے ۔
عدۃالداعی میں امیر المو منین سے مر وی ہے :
<مَن سا ٔل فوق قدره استحق الحرمان >(۱)
"جس نے اپنی مقدار سے زیادہ سوال کیا وہ اس سے محروم ہو نے کا مستحق ہے "
ہمارے عقیدے کے مطابق (فوق قدرہ)کے ذریعہ ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جن کو حقیقی طور پر طلب نہیں کیا جاتاہے ۔

۲۔حل نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا

جس طرح نہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوال اور دعا نہیں کرنا چاہئے اسی طرح حلال نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا بھی سزا وار نہیں ہے اور یہ دونوں ایک ہی باب سے ہیں پہلی بات اللہ کے ارادئہ تکو ینیہ سے خارج ہے اور دوسری بات اللہ کے تشریعی ارادہ سے خارج ہے ۔
اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :
<اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ>(۲)
"اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو خدا انھیں بخشنے والا نہیں ہے "
امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :
<لاتسا ٔل مالایکون ومالایحلّ >(۳)
"نہ ہو نے والی اور غیر حلال چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو"

---
(۱)بحارالا نوار جلد ۹۳ صفحہ /۳۲۷ حدیث/۱۱۔(۲)سورئہ توبہ آیت/۸۰۔
(۳)بحارالانوارجلد ۹۳صفحہ/۳۲۴۔

۳۔دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا

انسان کا اللہ سے یہ دعا کرنا کہ وہ دوسروں کی نعمتوں کو مجھے دیدے تو ایسی دعا کرنا جائز نہیں ہے :خداوند عالم فرماتا ہے :
<وَلَا تَتَمَنَّوْامَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ >(۱)
"اور خبر دار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرنا "
انسان کا اللہ سے نعمتوں کی آرزو کرنے میں کو ئی حرج نہیں ہے اور اس کے اس آرزو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ جس طرح دوسروں کو نعمت دی ہے ہم کو بھی بلکہ دوسروں سے زیادہ ہم پر فضل وکرم کرے لیکن خدا وند عالم اپنے بندوں سے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ جن بندوں کو اس نے نعمت دی ہے وہ ان نعمتوں کو دیرتک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہے ۔
خدا وندعالم فرماتا ہے :
<وَلَاتَمُدَّ نَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَابِهِ اَزْوَاجاً مِنْهُمْ زَهْرَةَالْحَيٰوةِالدُّنْيَا>(۲)
"اور خبر دار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو دنیا کی اس ذرا سی زندگی کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں "
خداوندعالم اس بات کو بھی دوست نہیں رکھتا ہے کہ انسان دوسروں کی نعمتوں کو اپنی طرف منتقل کرنے کی آرزو کرے۔بیشک اس طرح کی تمنا کر نے کا مطلب دوسروں سے نعمت چھیننا ہے اور خداوند عالم اس چیز کو اپنے بندوں سے پسند نہیں کرتا ہے ،یہ تو تنگ نظری اور اپنی حیثیت سے زیادہ تمنا اور آرزو کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے با لکل پسند نہیں کرتا ہے بیشک اللہ کی سلطنت و

---
(۱)سورئہ نسا ء آیت/ ۳۲۔

(۲)سورئہ طہ آیت/۱۳۱۔

با دشاہت وسیع ہے ،ا س کے خزانے ختم ہو نے والے نہیں ہیں ،اس کے ملک کی کو ئی حد نہیں ہے اور انسان کے اللہ سے ہر چیز کا سوال کرنے میں کو ئی حرج نہیں ہے ہاں، یہ تمنا و آرزو کرسکتا ہے کہ خدا اس کو دوسروں سے بہتر رزق عطا فر ما ئے ۔دعا میں وارد ہوا ہے :
<اللّھم آثرنیْ ولاتو ثرعليّ احداً>
"خدایا مجھ کو منتخب فرما مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے "
<وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَفْضَلِ عِبَادِکَ نَصِیْباًعِنْدَکَ،وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْکَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَدَیْکَ >
"اور مجھے ان بندوں میں قرار دے جو حصہ پانے میں تیرے نزدیک سب سے اچھے ہوں اور تیرے قرب میں بڑی منزلت رکھتے ہوں "
ا ن تمام چیزوں کے خدا وند عالم سے ما نگنے میں کو ئی حرج نہیں ہے اور اللہ بھی ان تمام چیزوں کو دو ست رکھتا ہے ،اور ہما رے پرور دگار کو اس چیز کا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جب وہ اپنے کسی بندہ کو کو ئی نعمت عطا کر نے کا ارادہ کرے تو وہ اس بندہ سے چھین کر کسی دو سرے بندہ کو عطا کردے ۔
عبدالرحمان بن ابی نجران سے مروی ہے کہ :حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول<وَلَا تَتَمَنَّوْامَافَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ >(۱)"اور خبر دار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے "کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:
<لایتمنی الرجل امرأة الرجل ولاابنتہ ولکن یتمنّی مثلھا>(۲)
"انسان کو کسی کی عورت یا اس کی بیٹی کی تمنا نہیں کرنی چا ہئے بلکہ اسکے مثل کی تمنا کرناچا ہئے '

---

(۱)سورئہ نسا ء آیت/ ۳۲۔
(۲)تفسیر عیاشی صفحہ۲۳۹۔

۴۔مصلحت کے خلاف دعا کرنا

انسان کا اپنی مصلحت کے خلاف دعا کرنا سزاوار نہیں ہے ،جب انسان دعا کے نفع اور نقصان سے جاہل ہوتا ہے لیکن اللہ اس کو جانتا ہے خدا وند عالم دعا کو کسی دوسری نعمت کے ذریعہ مستجاب کرتا ہے یا بلا دور کردیتا ہے یا جب تک اس دعا میں نفع دیکھا ہے اس کے مستجاب کرنے میں تا خیر کردیتا ہے ،دعا افتتاح میں وارد ہوا ہے:
<اَسْأَلُکَ مُسْتَانِساً لَاخَائِفاًوَلَاوَجِلاً ،مُدِلّاًعَلَیْکَ فِیْمَاقَصَدْتُ فِیْهِ اِلَیْکَ ،فَاِنْ اَبْطَأَعَنِّيْ عَتَبْتَ بِجَهْلِيْ عَلَیْکَ، وَلَعَلَّ الَّذِيْ اَبْطَأَعَنِّیْ هُوَخَیْرٌلِيْ لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ.فَلَمْ اَرَمَوْلیً کَرِیْماًاَصْبَرَعَلٰی عَبْدٍ لَئِیْمٍ مِنْکَ عَلَيَّ یَارَبِّ >
"اور انس و رغبت کے ساتھ بلا خوف وخطر اور ہیبت کے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کا بھی میں نے تیری جانب ارادہ کیا ہے اگر تو نے میری حا جت کے پورا کرنے میں دیر کی تو جہالت سے میں نے عتاب کیا اور شاید کہ جس کی تا خیر کی ہے وہ میرے لئے بہتر ہو کیو نکہ تو امور کے انجام کاجا ننے والا ہے میں نے نہیں دیکھا کسی کریم مالک کو جولئیم بندہ پر تجھ سے زیادہ صبر کرنے والا ہو "
دعا میں اس طرح کے حالات میں انسان کو اللهسے دعا کر نا چاہئے اپنے تمام امور اسکے حوا لہ کردینا چاہئے ،جب بندہ اپنی دعا کے قبول ہو نے میں دیر دیکھے یا اسکی دعا مستجاب نہ ہو رہی ہو تو اسے اللہ سے ناراض نہیں ہو نا چا ہئے لیکن کبھی کبھی انسان خدا وند عالم سے ان چیزو ں کا سوال کرتا ہے جو اس کےلئے مضر ہو تی ہیں ،کبھی کبھی وہ خیر طلب کرنے کی طرح شر(برائی) طلب کرتا ہے اور اپنے لئے نقصان دہ چیزوں کےلئے جلدی کیا کرتا ہے ۔
خداوندعالم فرما تا ہے :

<وَيَدَعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّدُعَاءَ هُ بِالْخَيْروَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً> (١)

---

(١)اسرا آيت/ ١١۔

"اور انسان کبھی کبھی اپنے حق ميں بھلا ئی کی طرح برائی کی دعا ما نگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا جلد باز ہے "
حضرت صالح عليہ السلام نے اپنی قوم سے مخا طب ہو کر فرمايا :
<قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ >(١)
"صالح نے کہا کہ قوم والو آخر بھلا ئی سے پہلے برا ئی کی جلدی کيوں کر رہے ہو "
حضرت امام جعفر صادق عليہ السلام فرماتے ہيں :
اپنی نجات کے راستوں کو پہچانو کہ کہيں تم اس ميں وہ دعا نہ کر بيٹھو جو تمہاری ہلا کت کا باعث بن جا ئےں اور تم اس کو اپنے لئے نجات کا باعث سمجھتے رہو خداوندعالم فرما تا ہے :
<وَيَدَعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّدُعَاءَ هُ بِالْخَيْروَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً >(٢)
"اور انسان کبھی کبھی اپنے حق ميں بھلا ئی کی طرح برائی کی دعا ما نگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا جلد باز ہے "

۵۔فتنہ سے پنا ہ مانگنا

فتنہ سے پناہ مانگنا صحيح نہيں ہے چو نکہ انسان کی زوجہ ،اولاد اور اس کا مال فتنہ ہيں اور نہ ہی انسان کا اپنے اہل و عيال اور ما ل کے لئے اللہ کی پناہ ما نگنا صحيح ہے ليکن انسان کا گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ چا ہنا صحيح ہے ۔
حضرت امير المو منين عليہ السلام سے مروی ہے :
<لايقولَنّ احدکم:اللّهم انّي اعوذ بک من الفتنة؛لا ٔنّہ ليس من احد إلاّ

---

(١)سورئہ نمل آيت/ ۴۶ ۔
(٢)بحا رالانوار جلد ٩٣ صفحہ ٣٢٢؛سورئہ اسر ا١آيت/١١۔

وهومشتمل علیٰ فتنة،ولکن من استعاذ فليستعذمن مضلاّت الفتن؛فانّ اللّٰه يقو ل :
وَاعْلَمُوْااَنَّمااَمْوَالَکُمْ وَاَوْلَادَکُمْ فِتْنَةٌ(١)>(٢)
"تم ميں سے کو ئی ايک بھی يہ نہ کہے کہ ميں فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں چونکہ تم ميں سے ہر ايک فتنہ گرہے ليکن تم فتنوں کی گمراہی سے پناہ مانگواور خداوند عالم اس سلسلہ ميں فرماتا ہے :
"اور جان لو !کہ يہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال ايک آزمائش ہيں "
ابو الحسن الثالث عليہ السلام نے اپنے آبا ؤو اجد اد عليہم السلام سے نقل کيا ہے :ہم نے امير المو منين عليہ السلام سے ايک شخص کو يہ کہتے سُنا :
<اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتْنَةِ>
"اے پروردگار ميں تجھ سے فتنوں سے پناہ ما نگتا ہوں "
امام عليہ السلام نے فرما يا :ميں يہ ديکھتا ہوں کہ تم اپنے مال اپنی اولاد سے پناہ ما نگ رہے ہو چونکہ خداوندعالم فرما تا ہے :
<وَاعْلَمُوْااَنَّمااَمْوَالَکُمْ وَاَوْلَادکُمْ فِتْنَةٌ >(٣)
"تمہا رے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے صرف امتحان کا ذريعہ ہيں "
ليکن يہ کہو :
<اللّهم انّي اعوذ بک من مضلاّت الفتن>(۴)
"اے پروردگار ميں تجھ سے گمراہ کر نے والے فتنوں سے پناہ ما نگتا ہوں "

---

(١)سورئہ انفال آيت/٢٨۔
(٢)نہج البلاغہ القسم الثانی :١۶٢۔
(٣)سورئہ تغا بن آيت/١۵۔

(۴)امالی طوسی جلد ۲ صفحہ/ ۱۹۳؛بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۵۔

۶۔مومنین کے لئے بد دعا کر نا

دعا کی اہمیت اور اس کی غرض و غایت میں سے ایک چیز مسلمان خاندانوں کے مابین را بطہ کا محکم کرنا اور ان کے درمیا ن سے غلط فہمیوں اورجھگڑوں کو دور کرنا ہے جو عام طور سے دنیاوی زندگی میں مزاحمت کا سبب ہو تے ہیں ،غائب شخص کےلئے دعا کرنا اس رابطہ کا سب سے بہترین سبب ہے جو زندگی کے مائل ہو نے کو پیش کرتا ہے ،البتہ اس کے برعکس ایسے حالات جو تعلقات میں منفی صورت حال پیداکرتے ہیں ان حالات میں پروردگار عالم دعا کرنے کو دوست نہیں رکھتا ہے ۔

خدا وندعالم مومنین کے ایک دوسرے کی موجودگی میں دعا کرنے دعا کے ذریعہ ایک ایک دوسرے پر ایثار و فدا کاری کرنے اور دعا کرنے والے کے دوسرے کی حاجتوں اور ان کے اسماء کو اپنے نفس پر مقدم کرنے کو دوست رکھتا ہے ۔

خدا وند عالم دعا میں اپنے دوسرے بھائی کی نعمتوں کے زائل وختم ہو نے کی دعا کرنے کو پسند نہیں کرتا ہے ،جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہیں ۔

اور نہ ہی خدا وند عالم دعا میں کسی انسان کے اپنے مومن بھائی کے خلاف دعا کرنے کو پسند کرتا ہے ، اگر چہ اس نے اس کو تکلیف یا اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو (اگر وہ اس کا ایمانی بھائی ہو اور ظلم کرکے ایمانی برادری کے دائرہ سے خارج نہ ہوا ہو)اور نہ ہی خدا وند عالم اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے ایک دوسرے کو برا ئی کے ساتھ یا دکریں ۔

دعوات را وندی میں ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ خدا وند عالم اپنے بندے سے فرماتاہے:

<انّک متیٰ ظلمت تدعوني عليٰ عبد من عبيدي من اجل انّہ ظلمک۔ فلک من عبيدي من يدعوعليک من اجل انّک ظلمتہ۔فان شئت اجبتک و اجبتہ منک،وان شئت اخرتکما الیٰ يوم القيامة >(۱)

"خداوند عالم اپنے بندہ سے خطاب کرتا ہے کہ جب تجھ پر ظلم کیا جاتا ہے تو تو اس ظلم کی وجہ سے اس کے خلاف بد دعا کرتاہے تو تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جن پر تم نے ظلم کیا ہے اور وہ تیرے لئے بددعا کرتے ہیں تو اگر میری مرضی ہو تی ہے تو میں تیری دعا قبول کرلیتا ہوں اور اس بندے کی دعابھی تیرے حق میں قبول کرلیتا ہوں "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<اذا ظلم الرجل فظلّ يدعوعلیٰ صاحبہ،قال اللّہ عزّوجلّ:انّ ھا ھناآخر يدعو عليک يزعم انّک ظلمتہ،فان شئت اجبتک واجبت عليک وان شئت اخّرتکما فيوسعکماعفوي>(۲)

"جب کو ئی انسان پر ظلم کرتا ہے اور وہ بد دعا کرتا ہے تو خداوند عالم فر ماتا ہے کہ کل جب تم کسی پر ظلم کروگے تو وہ تمہارے لئے بد دعا کرے گا پس اگر چا ہو تو میں دونوں کی بد دعا قبول کرلونگا اور اگر چاہو تو میں اس کو قیامت تک کےلئے ٹال دونگا "

ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا ہے :

<انّ العبد ليکون مظلوما فلايزال يدعوحتّیٰ يکون ظالماً >(۳)

"جب کو ئی مظلوم بد دعا کرتا ہے تو وہ ظالم ہو جاتا ہے "

حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے :

---

(۱)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۶۔

(۲)وسا ئل الشیعہ جلد ۴ صفحہ /۱۱۷۷،حدیث۸۹۷۲؛امالی الصدوق صفحہ /۱۹۱۔

(۳)اصول کا فی صفحہ ۴۳۸؛عقاب الاعمال صفحہ ۴۱،وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۴،حدیث ۸۹۲۶۔

<ان الملائكة اذاسمعواالموٴمن یذکراٴخاہ بسوء ویدعوعلیہ قالوا لہ:بئس الاخ انت لاخیک کفّ ایّھاالمستّرعلیٰ ذنوبہ وعورتہ،واٴربع علیٰ نفسک،و احمداللّہ الَّذي سترعلیک،واعلم اٴن اللّہ عزّوجلّ اعلم بعبدہ منک >(١)
"جب ملا ئکہ سنتے ہیں کہ مو من اپنے کسی بھا ئی کی برا ئی اور اس کےلئے بد دعا کر رہا ہے تو کہتے ہیں کہ تو بہت برا بھا ئی ہے اے وہ شخص جس کے گناہ کی خداوند عالم نے پردہ پو شی کر رکھی ہے تو اپنی زبان کو قابو میں رکھ اس خدا کی تعریف کر جس نے تیرے گناہ کی پردہ پوشی کی ہے اور تجھے معلوم ہونا چا ہئے کہ خداوند عالم کو تیرے مقابلہ میں اپنے بندے کے بارے میں زیادہ علم ہے "
بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ" السلام "ہے ،سلام اسی کی طرف پلٹتا ہے ،ذات خدا سلا متی سے برخوردار ہے، سلامتی اسی کی طرف پلٹتی ہے ،سلا متی اسی کی جا نب سے ہے ،اس کا دربار، سلا متی کا دربار ہے ۔جب ہم سلام و سلا متی سے بھرے دلوں سے خداوند عالم کی با رگاہ میں حا ضر ہو ں گے ، ایک دو سرے کیلئے دعا کریں گے ،اور ہم میںسے بعض دو سرے بعض افراد کیلئے رحمت کا سوال کریں گے ،اور ہم میں سے بعض کی دعائیں اللہ کی رحمت نازل ہو نے میں موٴ ثر ہوں گی تو ہم پر جو اللہ کی رحمت نازل ہو گی وہ سب کو شامل ہو گی ،بیشک خداوند عالم کی رحمت محبت اور سلامتی کے مقامات پر نا زل ہو تی ہے ،جو قلوب مو منین سے محبت و مسالمت کرتے ہیں ،ہمارے اعمال ،نمازیں ،دعا ئیں ، اور قلوب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف بلندہوتے ہیں کلم طیب(پاکیزہ کلمات) اور کلم طیب (پاکیزہ کلمات) سے زندہ قلوب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں :
<اِلَیْہِ یَصْعَدُالْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہُ >(٢)

----

(١)اصول کا فی صفحہ ۵۳۵،وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ١١۶۴،حدیث /٨٩٢٧۔
(٢)سورئہ فا طر آیت/١٠۔

"پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہو تے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے "
جب ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے ٹیڑھے اورکینہ بھر ے دل جن میں محبت وسلامتی نہ ہواُن کے ساتھ کھڑے ہو کر ایک دوسرے مومن کے خلاف دعا کریں گے تو ہم سے خدا کی تمام نعمتیں منقطع ہو جا ئینگی ،اور اس کا ئنات میں خدا کی وسیع رحمت ہم پر نازل نہیں ہو گی ،اور ہمارے اعمال، نماز یں، دعائیں اور قلوب اللہ تک نہیں پہنچ پائیں گے ۔
بیشک محبت سے لبریز اور محبت سے زندہ دلوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہو تی ہے اور مو منین سے بلائیں اور عذاب دور ہو تا ہے اس کے برخلاف (مومنوں کے)مخالف اور دشمن دلوں کے ذریعہ ان سے اللہ کی رحمت دور ہو تی ہے اور ان کے لئے بلائیں اور عذاب کو نزدیک کرتی ہے ۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبا ؤاجدا دسے اور انھوں نے حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے :
<انّ اللّہ تبارک وتعالیٰ إذا راٴی اھل قریة قد اسرفوا في المعاصي وفیھم ثلاثة نفرمن الموٴمنین،ناداھم جلّ جلالہ:یااٴھل معاصیتی،لولا فیکم من الموٴمنین المتحابیین بجلا لي العامرین بصلاتھم ارضي ومساجدي المستغفرین بالاسحار خوفاً مني لاٴنزلت بکم العذاب >(١)
"بیشک جب اللہ تعالیٰ نے ایک قریہ کے لوگوں کو معصیت میں زندگی بسر کرتے دیکھا حالانکہ ان کے مابین صرف تین افراد مو من تھے تو پروردگار عالم کی طرف سے ندا آئی :اے گناہ کرنے والو!اگر تمہارے درمیان محبت سے بھرے دل نہ ہو تے جو اپنی نمازوں کے ذریعہ میری زمین کو آباد رکھتے ہیں اور مسجدوں میںسحر کے وقت میرے خوف کی وجہ سے استغفار کیا کرتے ہیںتو میں تم پر عذاب نازل کردیتا "

----
(۱)بحا رالانوار جلد ۷۴ صفحہ ۳۹۰۔

جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
<مَن فضّل الرجل عند اللّٰہ محبّتہ لاخوانہ،ومن عرّفہ اللّٰہ محبّة اخوانہ احبّہ اللّٰہ ومَن احبّہ اللّٰہ اۧوفاہ اجرہ یوم القیامة >(۱)
"اللہ کے نزدیک وہ شخص با فضیلت ہے جو اپنے بھا ئیوں سے محبت کرتا ہے اور جس کو خدا وند عالم اس کے بھا ئیوں کی محبت سے آشنا کردیتا ہے اس کو دو ست رکھتا ہے اور جس کو دو ست رکھتا ہے اس کو قیامت کے دن پورا اجر دیگا "
حضرت رسول خدا   (ص)سے مروی ہے :
<لاتزال امتی بخیرماتحابوا،واۧدّو الامانة،وآتواالزکاة،وسیاۧتي علیٰ امتي زمان تخبث فیہ سرائرھم،وتحسن فیہ علانیتھم ان یعمّھم اللّٰہ ببلاء فیدعونہ دعاء الغریق فلایستجاب لھم >(۲)
"میری امت اس وقت تک نیک رہے گی جب تک اس کے افراد ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں ،امانت ادا کرتے رہیں ،زکات دیتے رہیں ،میر ی امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جب ان کے باطن برے ہوں گے اور ان کا ظاہر اچھا ہوگا اور اگر خدا وند عالم ان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرے گا اور وہ ڈوبتے شخص کے مثل بھی دعا ما نگیں گے تو بھی ان کی دعا قبول نہ ہو گی "
محبت بھرے دلوں سے خداکی رحمت نازل ہو تی ہے
حضرت امام جعفر دق علیہ السلام سے مروی ہے :
<انّ الموۧمنین اذاالتقیا فتصافحا انزل اللّٰہ تعالیٰ الرحمة علیھما،فکانت

----
(۱)ثواب الاعمال صفحہ/ ۴۸؛بحارالانوار جلد ۷۴ صفحہ /۳۹۷۔
(۲)عدة الداعی صفحہ ۱۳۵،بحارالانوار جلد ۷۴ صفحہ /۴۰۰۔

تسعة وتسعین لاۧشدّھماحبّالصاحبہ،فاذا تواقفاغمرتھماالرحمة،واذاقعدایتحدثان قالت الحفظة بعضھالبعض:اعتزلوا بنا فلعل لھماسرّا وقد سترالّلہ علیھما >
"بیشک جب مو منین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان دونوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے ان میں سے ننانوے رحمتیں اس شخص کیلئے ہیں جو ان میں اپنے دوسرے بھائی سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور جب ان میں توافق ہو جاتا ہے تو دونوں کو رحمت خدا گھیر لیتی ہے اور جب وہ دونوں گفتگو کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں تو نا مہ ٔ اعمال لکھنے والے فرشتہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے دور ہو جاؤ چونکہ یہ راز کی باتیں کررہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے "
اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
"انّ المو ۧمنین اذااعتنقاغمرتھماالرحمة فاذاالتزما لایریدان عرضاً   من اعراض الدنیاقیل لھما:مغفور لکما فاۧستاۧنفا؛فاذااقبلا علی المساء لة قالت الملا ئکة بعضھا لبعض:تنحّواعنھما؛فانّ لھماسرّا قد سترالّلہ علیھما۔
قال اسحق :فقلت:جعلت فداک،ویکتب علیھمالفظھماوقد قال اللّٰہ تعالیٰ <مَایَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّالَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ>(۱)؟قال فتنفس ابوعبد اللّٰہ الصعداء ثم بکی و قال:یااسحق ،انّ اللّٰہ تعالیٰ انماامرالملائکة اۧن تعتزل الموۧمنین اذا التقیااجلالاً لھما،وان کانت الملائکة لاتکتب لفظھما،ولاتعرف کلاھما،فانہ یعرفہ ویحفظہ علیھماعالم السر واخفیٰ"(۲)
"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں توان دونوں کو رحمت گھیر لیتی ہے جب وہ بے لوث انداز میں ایک دو سرے سے چمٹ جاتے ہیں تو ان سے کہا جاتا

----
(۱)سورہ ٔ ق آیت/۱۸۔
(۲)معالم الزلفیٰ للمحدث البحرانی صفحہ /۳۴۔

ہے کہ تمہارے سب گنا ہ بخش دئے گئے لہٰذا اب شروع سے نیک عمل انجام دو ،جب وہ ایک دو سرے سے کچھ چیز دریافت کرنے کی جا نب بڑھتے ہیں تو فرشتے ایک دو سرے سے کہتے ہیں ان دونوں سے دور ہو جاؤ کیونکہ یہ راز کی بات کر رہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے ۔
اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا :میری جان آپ پر فدا ہو کیا ان دو نوں کے الفاظ لکھے جاتے ہیں جبکہ خداوند عالم فر ماتا ہے مو من جوبھی بات کرتا ہے اس کے پاس ایک نگراں فرشتہ مو جود ہوتا ہے اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فر مایا :اے اسحاق خداوند عالم نے فرشتوں کو مو منین سے ان کے ملاقات کے وقت جدا رہنے کا حکم اس لئے دیا ہے تا کہ ان مو منین کی تعظیم کرسکے اور فرشتے اگر چہ ان کے الفاظ نہیں لکھتے اور ان کے کلا م کو نہیں پہچانتے لیکن خداوند عالم تو پہچانتا ہی ہے جو راز اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے ”

مومنین کے ساتھ ملاوٹ کرنے سے اللہ کاغضب نازل ہوتا ہے

اس موضوع سے جو چیز متعلق ہو تی ہے اور دعا وصاحب دعا کے درمیان حائل ہو تی ہے وہ مومنین کیلئے فریب ودھو کہ کا مخفی رکھنا ہے ۔
حضرت رسول خدا (ص)سے مروی ہے :
<من بات وفی قلبہ غش لأخیہ المسلم بات فی سخط اللّٰہ ،واصبح کذلک وھوفی سخط اللّٰہ حتّیٰ یتوب ویرجع،واین مات کذلک مات علی غیردین الاسلام>(۱)
“جو ساری رات عبادت میں بسر کرے اور وہ اپنے دل میں ایسا اردہ کرے جس کے ذریعہ مومن بھائی فریب کھا جائیں تو وہ پوری رات اللہ کے غضب و ناراضگی میں بسر کرتا ہے اور یہی اس

---

(۱)الوسائل جلد ۲۵ صفحہ ۲۰۴۔

کے بعد والے دن کا حال ہے یعنی اللہ کے غضب میں پورا دن گزارتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کرے اور اپنی اصلی حالت پر آجا ئے اور اگر وہ اسی کینہ و بغض کی حالت میں مر جائے تو وہ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرے گا ”

مومنین سے سو ء ظن قبولیت عمل کی راہ میں رکاوٹ

جس طرح سے باطن میں برائی چھپائے رکھنے کی وجہ سے عمل خداوند عالم تک نہیں پہنچتاہے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<لایقبل اللّٰہ من موٴمن عملاًوھومضمرعلیٰ اخیہ الموٴمن سوء اً>
“اللہ تبار ک وتعالیٰ اس مومن کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو اپنے مومن بھائی سے اپنے دل میں برائی رکھے ہوئے ہو ”

خداوندعالم مومنین سے بغض رکھنے والوں پر اپنا کر م نہیں فرماتا

حضرت امیر المو منین علیہ السلام حضرت رسول خدا (ص)سے نقل فرما تے ہیں :
<شرارالناس مَن یبغض الموٴمنین وتبغضہ قلوبھم،المشّاوٴون بالنمیمة المفرقون بین الأحبة،أُولئک لاینظراللّٰہ الیھم،ولایزکّیھم یوم القیامة>(۱)
“لوگوں میں سب سے شریر لوگ وہ ہیں جو اپنے مو من برادرا ن سے بغض رکھتے ہیں اور مسلسل چغلی کرتے رہتے ہیں دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیںخداوند عالم قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا ”۔

---

(۱)وسائل جلد ۲۵ صفحہ /۲۰۴۔

اہل بیت علیہم السلام کی دعاؤں

میں حبّ خدا

اللہ سے لو لگا نا

<قُلْ اِنْ کَانَ آبَاءُ کُمْ وَاَبْنَاوٴُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوْهَاوَتِجَارَةً تَخْشَوْنَ کَسَادَ هَاوَمَ سَاکِنَ تَرْضَوْنَهَااَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِہِ وَجِهَادٍ فِی سَبِیْلِہِ فَتَرَبَّصُوْاحَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهِ وَاللہُ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ>(۱)

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ دادا ،اولاد ،برادرن ،ازواج ،عشیرہ وقبیلہ اور وہ اموال جنھیں تم نے جمع کیا ہے اور وہ تجارت جس کے خسارہ کی طرف سے فکر مند رہتے ہو اور وہ مکانات جنھیں پسند کرتے ہو تمہاری نگا ہ میں اللہ ،اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو وقت کا انتظار کرو یہاں تک کہ امر الٰہی آجا ئے اور اللہ فاسق قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے "

صحیح صورت میںخداوندعالم سے ایک دوسرے سے ہما ہنگ اور تمام سازگار عناصر کے ذریعہ ہی لولگا ئی جاسکتی ہے اوریہی چند چیزیں مجمو عی طور پر اللہ سے لولگا نے کے صحیح طریقہ معین کرتی ہیں ۔

اسلامی روایات میں ایک ہی عنصر جیسے خوف یا رجاء (امید)یا محبت یا خشوع کی بنیاد پر اللہ سے لولگا نے کو منع کیا گیا ہے ۔جو عناصر خداوندعالم سے مجموعی اور وسیعی طور پر رابطہ کو تشکیل دیتے ہیں

---

(۱)سورئہ توبہ آیت/ ۲۴۔

ان کا آیات، روایات اور دعاؤں میں تفصیلی طور پر ذکر کیا گیا ہے جیسے امید، خوف، تضرع، خشوع، تذلل، ترس،محبت، شوق، اُنس، انا بہ، ایک دوسرے سے کنارہ کشی، استغفار، استعاذ ہ، استرحام، انقطاع، تمجید، حمد، رغبت رہبت، طاعت ،عبودیت، ذکر،فقراور اعتصام ہیں ۔

حضرت امام زین العا بدین بن حسین علیہ السلام سے دعا میں وارد ہو اہے :

<اللّٰہم اني اسالک انْ تملا قلبی حباًوخشیةمنک وتصدیقاًلک وایمانابک وفرقاًمنک وشوقاً الیک>(۱)

"پرور دگارا ! میں تیری بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ میرے دل کو اپنی محبت سے لبریز فر مادے ،میں تجھ سے خوف کھا ؤں ،تیری تصدیق کروں ،تجھ پر ایمان رکھوں اور تجھ سے فرق کروں اور تیری طرف شوق سے رغبت کروں "

ان تمام عناصرکے ذریعہ خداوندعالم سے خاص طریقہ سے لو لگا ئی جاتی ہے اور ان عنصروں میں سے ہر عنصر اللہ کی رحمت اور معرفت کے ابواب میں سے ہر باب کیلئے ایک کنجی ہے ۔

استر حام اللہ کی رحمت کی کنجی ہے اور استغفار مغفرت کی کنجی ہے ۔

ان عنصروں میں سے ہر عنصر بذات خود اللھسے لولگا نے کا ایک طریقہ ہے شوق محبت اور انسیت اللھتک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے ،خوف اور رھبت اللھتک پہنچنے کا دوسرا طریقہ ہے خشوع اللھتک پہنچنے کاتیسرا طریقہ ہے ۔دعا اور تمنا اللھتک رسائی کا ایک اورطریقہ ہے ۔

انسان کیلئے اللھتک رسائی کی خاطر مختلف طریقوں سے حرکت کرنا ضروری ہے اس کو ایک ہی طریقہ پر اکتفا ء نہیں کرنا چاہئے کیو نکہ ہر طریقہ کا ایک خاص ذوق کمال اور ثمر ہوتا ہے جو دوسرے طریقہ میں نہیں پایاجاتاہے ۔

---

(١)بحا رالانوار جلد ٩٨ صفحہ ٩٢۔

اس بنیاد پر اسلام اللھتک رسائی کے متعدد طریقوں کو بیان کرتاہے یہ ایک وسیع بحث ہے جس کو ہم اِس وقت بیان کر نے سے قاصر ہیں ۔

اللہ کی محبت

اللھتعالیٰ کی محبت ان تمام عناصر سے افضل اور قوی ترہے ،یہ انسان کو اللھسے لولگا نے کیلئے آمادہ کرتی ہے اور اللھسے اس کے رابطہ کو محکم ومضبوط کرتی ہے ۔

محبت کے علاوہ کسی اور طریقہ میں اتنا محکم اور بلیغ رابطہ خدا اور بندے کے درمیان نہیں پایا جاتا ہے خدا وند عالم سے یہ رابطہ اسلامی روایات میں بیان ہوا ہے جن میں سے ہم بعض روایات کا تذکرہ کررہے ہیں :

روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤ دکی طرف وحی کی :

<یاداود ذکري للذاکرین وجنتي للمطیعین وحبي للمشتاقین وانا خاصة للمحبین>(١)

"اے داوٗد ذاکرین کےلئے میرا ذکر کرو ،میری جنت اطاعت کرنے والوں کےلئے ہے اور میری محبت مشتاقین کےلئے ہے اور میں محبت کرنے والوں کےلئے مخصوص ہوں "

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

<الحبّ افضل من الخوف >

"محبت ،خوف سے افضل ہے "(٢)

محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

<العبّاد ثلا ثة:قوم عبدوا اللّہ عزّوجلّ خوفاًفتلک عبادة العبید،وقوم

---

(١)بحا الانوار جلد ٩٨ صفحہ ٢٢٦۔

(٢)بحار الا نوار جلد ٧٨ ۔صفحہ ٢٢٦۔

عبدوا اللّہ تبارک وتعالیٰ طلب الثواب،فتلک عبادة التجار،وقوم عبدوا اللّہ عزّوجلّ حبّاً،فتلک عبادةالاحرار،وهي افضل عبادة>(١)

"عبادت تین طرح سے کی جاتی ہے یا عبادت کرنے والے تین طریقہ سے عبادت کر تے ہیں ایک قوم نے اللہ کے خوف سے عبادت کی جس کو غلاموں کی عبادت کہاجاتا ہے ،ایک قوم نے اللھتبارک وتعا لیٰ کی طلب ثواب کی خاطر عبادت کی جس کو تاجروں کی عبادت کہاجاتا ہے اور ایک قوم نے اللھعزوجل سے محبت

کی خاطر عبادت کی جس کو احرار(آزاد لوگوں) کی عبادت کہاجاتاہے اور یہی سب سے افضل عبادت ہے"۔
جناب کلینی نے رسول اسلام (ص)سے نقل کیا ہے :
<افضل الناس مَن عشق العبادة،فعانقها،واحبّهابقلبہ،وباشرهابجسده، وتفرّغ لها،فهولایبالي علیٰ مااصبح من الدنیا علی عسراٴم یسر >(۲)
"لوگوں میں سب سے افضل شخص وہ ہے جس نے عبادت سے عشق کر تے ہوئے اس سے معانقہ کیا ،اس کو اپنے دل سے دوست رکھااور اپنے اعضاء و جوارح سے اس سے وابستہ رہے ، اس کو پرواہ نہیں رہتی کہ اس کا اگلا دن خوشی سے گزرے گا یا غم کے ساتھ گذرے گا "
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
"نجویٰ العارفین تدورعلیٰ ثلاثة اصول:الخوف،والرجاء والحبّ۔فالخوف فرع العلم،والرجاء فرع الیقین،والحبّ فرع المعرفة۔فدلیل الخوف الهرب،ودلیل الرجاء الطلب،ودلیل الحبّ ایثارالمحبوب،علیٰ
----
(۱)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۸۴۔
(۲) اصول کافی جلد ۲صفحہ ۲۸۳۔
ماسواہ۔فاذا تحقق العلم فی الصدرخاف،واذاصحّ الخوف ہرب،واذاهرب نجاواذا اشرق نورالیقین فی القلب شاهد الفضل واذاتمکن من روٴیة الفضل رجا، واذا وجد حلاوة الرجاء طلب،واذاوُفّق للطلب وجد۔واذا تجلّیٰ ضیاء المعرفة فی الفوٴاد۔هاج ریح المحبة،واذاهاج ریح المحبة استاٴنس ظلال المحبوب،وآثرالمحبوب علیٰ ماسواہ،وباشر اوامره۔ومثال هذہ الاصول الثلاثة کالحرم والمسجدوالکعبة،فمن دخل الحرم اٴمن من الخلق،ومن دخل المسجد اٴمنت جوارحہ اٴن یستعملهافیالمعصیة،ومَن دخل الکعبة اٴمن قلبہ من اٴن یشغلہ بغیرذکراللّٰہ "(۱)
"عارفوں کی مناجات تین اصول پر گردش کرتی ہے :خوف ،امید اور محبت ۔خوف علم کی شاخ ہے ،امید یقین کی شاخ ہے اور محبت معرفت کی شاخ ہے خوف کی دلیل ہر ب (فرار اختیار کرنا) ہے ،امید کی دلیل طلب ہے اور محبت کی دلیل محبوب کو دوسروں پر تر جیح دینا ہے ،جب سینہ میں علم متحقق ہوجاتا ہے تو خوف ہوتا ہے اور جب صحیح طریقہ سے خوف پیداہوتاہے توفراروجود میں اتاہے اورجب فراروجودمیں اجاتاہے توانسان نجات پا جاتا ہے ،جب دل میں یقین کا نور چمک اٹھتا ہے تو عارف انسان فضل کا مشا ہدہ کرتا ہے اور جب فضل دیکھ لیتا ہے تو امید وار ہو جاتا ہے ،جب امید کی شرینی محسوس کر لیتا ہے تو طلب کرنے لگتا ہے اور جب طلب کی تو فیق ہو جا تی ہے تو اس کو حا صل کرلیتا ہے ،جب دل میں معرفت کی ضیاء روشن ہو جا تی ہے تو محبت کی ہوا چل جا تی ہے اور جب محبت کی ہوا چل جا تی ہے تو محبوب کے سا یہ میں ہی سکون محسوس ہوتا ہے اور محبوب کے علاوہ انسان ہر چیز سے لا پرواہ ہو جاتاہے اور براہ راست اپنے محبوب کا تابع فرمان ہو جاتا ہے ۔ان تین اصول کی مثال حرم
----
(۱)مصباح الشریعہ صفحہ ۲۔۳۔

مسجداور کعبہ جیسی ہے جو حرم میں داخل ہو جاتا ہے وہ مخلوق سے محفوظ ہو جاتا ہے ،جو مسجد میں داخل ہوتا ہے اس کے اعضاء و جوارح معصیت میں استعمال ہو نے سے محفوظ ہو جا تے ہیں جو کعبہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کا دل یاد خدا کے علا وہ کسی اور چیز میں مشغول ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے "
حضرت رسول خدا (ص)سے مروی ہے:
"بکی شعیب من حبّ اللهعزّوجلّ حتّیٰ عمي۔۔اٴوحیٰ اللهالیہ: یاشعیب،ان یکن هذاخوفاًمن النار،فقداٴجرتک،وان یکن شوقاالی الجنة فقد ابحتک۔ فقال:الهي وسیدي،انت تعلم انی مابکیت خوفامن نارک،ولاشوقاالی جنتک،ولکن عقدحبک علی

قلبی،فلست اصبرا واراک،فاوحی اللهجلّ جلالہ الیہ:اماذاکان ھذاھکذافمن اجل ھذاساخدمک کلیمي موسی بن عمران"(۱)
" اللہ سے محبت کی وجہ سے گریہ کرتے کرتے حضرت شعیب علیہ السلام کی آنکھوں سے نور چلا گیا ۔تو اللہنے حضرت شعیب علیہ السلام پر وحی کی :اے شعیب اگر یہ گریہ وزار ی دوزخ کے خوف سے ہے تو میں نے تم کو اجردیا اور اگر جنت کے شوق کی وجہ سے ہے تو میں نے تمہارے لئے جنت کو مباح کیا ۔
جناب شعیب علیہ السلام نے عرض کیا :اے میرے اللہاور اے میرے سید وسردار تو جانتا ہے کہ میں نہ تو دوزخ کے خوف سے گریہ کررہاہوں اور نہ جنت کے شوق ولالچ میں لیکن میرے دل میں تیری محبت ہے اللہنے وحی کی اے شعیب! اگر ایسا ہے تو میں عنقریب تمہاری خدمت کیلئے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو بھیجو ں گا "
حضرت ادریس علیہ السلام کے صحیفہ میں آیا ہے :

---

(۱)بحارالانوار جلد ۱۲صفحہ ۳۸۰۔

<طوبیٰ لقوم عبدوني حبّاً،واتخذوني الٰہاًوربّاً،سہرواالليل،ودأبواالنہار طلباًلوجہي من غیررھبة ولارغبة،ولالنار،ولاجنّة،بل للمحبّة الصحیحة،والارادة الصريحة والانقطاع عن الکل اليَّ>(۱)
"اس قوم کیلئے بشارت ہے جس نے میر ی محبت میں میر ی عبادت کی ہے ،وہ راتوں کو جا گتے ہیں اور دن میں بغیر کسی رغبت اور خوف کے ، نہ ان کو دوزخ کا خوف ہے اور نہ جنت کا لالچ ہے بلکہ صحیح محبت اور پاک وصاف اراد ہ اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر مجھ سے لولگا تے ہیں ۔
اور دعا کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں :
<عمیت عین لاتراک علیہارقیباًوخسرت صفقةعبدلم تجعل لہ من حبّک نصیباً>(۲)
"وہ آنکھ اندھی ہے جوخود پر تجھ کونگران نہ سمجھے ،اور اس انسان کا معاملہ گھاٹے میں ہے جس کےلئے تو اپنی محبت کا حصہ نہ قرار دے "
ایمان اور محبت
اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے بیشک ایمان محبت ہے ۔
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے :
<الایمان حبّ وبغض >"ایمان محبت اور بغض ہے "(۳)
فضیل بن یسار سے مروی ہے :

---

(۱)بحار الا نوار جلد ۹۵ صفحہ ۴۶۷۔
(۲)بحار الا نوار جلد ۹۸ صفحہ /۲۲۶۔
(۳)بحار الانو ار جلد ۷۸ صفحہ /۱۷۵۔

<سألت اباعبد اللّہ علیہ السلام عن الحبّ والبغض،اٴمن الایمان ھو؟ فقال :<وھل الایمان الّاالحبّ والبغض ؟>(۱)
"میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے محبت اور بغض کے بارے میں سوال کیا کہ کیا دونوں ایمان میں سے ہیں ؟ آپ نے فرمایا :کیا محبت اور بعض کے علاوہ ایمان ہو سکتا ہے ؟
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<ھل الدين الّاالحبّ؟انّ اللّہ عزّوجلّ یقول :
<قل ان کنتم تحبّون اللہفاتبعوني یحببکم اللہ(۲)>(۳)
"کیا دین محبت کے علاوہ ہے ؟بیشک خداوندعالم فرماتا ہے :
<قل ان کنتم تحبّون اللہفاتبعوني یحببکم اللہ
"اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا "

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:
<الدين هوالحبّ والحبّ هوالدين> (۴)
“دین محبت ہے اور محبت دین ہے”

---

(۱)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵۔
(۲)سورئہ آل عمرا ن آیت/۳۱۔
(۳)بحارالانوار جلد ۶۹ صفحہ / ۲۳۷
(۴)نور اثقلین جلد ۵ صفحہ/ ۲۸۵ ۔

محبت کی لذت

عبادت اگرچہ محبت ،شوق اور حسرت ودردکے ذریعہ ہو تی ہے اور اس سے بڑھکر کو ئی لذت وحلاوت نہیں ہے ۔
حضرت امام زین العابد ین علیہ السلام جنھوں نے اللہ کی محبت اور اس کے ذائقہ اور حلاوت کا مزہ چکھا ہے وہ فرماتے ہیں :
<الهي مااطيب طعم حبّک ومااعذب شرب قُربک >(۱)
“پروردگار تیری محبت کے ذائقہ سے اچھا کو ئی ذائقہ نہیں ہے اور تیری قُربت سے گوارا کو ئی چیز گوارا نہیں ہے ”
یہ حلاوت اور لذت، اولیا ء اللہ کے دلوں میں پائی جاتی ہے یہ عارضی لذت نہیں ہے جو ایک وقت میں ہو اور دوسرے وقت میں ختم ہوجائے بلکہ یہ دائمی لذت ہے جب کسی بندہ کے دل میں اللهسے محبت کی لذت مستقر ہو جاتی ہے تو اس کا دل اللہ کی محبت سے زندہ ہو جاتا ہے اور جو دل اللہ کی محبت سے زندہ ہوجائے خداوند وعالم اس پرعذاب نازل نہیں کرتا اور اللّٰہ کی محبت اس کے دل میں گھرکر جاتی ہے ۔
حضرت امیر المو منین علیہ السلام فرما تے ہیں :
<الهي وعزّتک وجلالک لقد اٴحببتک محبةاستقرّت حلاوتهافي قلبي وماتنعقدضمائرموحّديک علیٰ انک تبغضُ محبيک >(۲)
“خدایا! تجھ کو تیرے عزت و جلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے

---

(۱)بحار الانو ار جلد ۹۸ صفحہ / ۲۶۔
(۲)مناجات اهل البیت صفحہ ۹۶۔ ۹۷ ۔

اور تیرے مو حدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے ”
اللہ کی محبت کی اسی مستقر اور ثابت حالت کے بارے میں حضرت امام علی بن الحسین فرماتے ہیں :
<فوعزّتک ياسيدي لوانتهرتني مابرحت من بابک ولاکففت عن تملّقک لماانتهیٰ الي من المعرفةبجودک وکرمک >(۱)
“ تیری عزت کی قسم! اے میرے مالک اگر مجھ کو اپنی بارگاہ سے نکال دے گا تو میں اس دروازے سے نہ جا وٴنگا اور نہ تیری خوشامد سے باز رہونگا اس لئے تیرے جود و کرم کو مکمل طور پر پہچان لیا ہے ”
محبت کے گہر ے اور دل میں مستقر ہو نے کی سب سے بلیغ تعبیر یہی ہے کہ وہ محبت دائمی ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر مولا اپنے غلام کو ذبح بھی کردے تو بھی وہ محبت اس کے دل سے زائل نہیں ہو سکتی اور جس غلام کے دل میں اس کے مو لا کی محبت ثابت اور مستقر ہوگئی وہ اپنے غلام کو کبھی قتل نہیں کر سکتا ہے ۔

جب انسان اللهسے محبت کے ذائقہ اور اس سے انسیت کی قوت سے آشنا ہوجاتا ہے تو اس پر کوئی اور چیز اثر نہیں کر سکتی حضرت امام زین العا بدین، امامِ المحبین علیہ السلام فرما تے ہیں :

<مَن ذاالذي ذاق حلاوة محبّتک فرام عنک بدلا؟ومن ذاالذي انس بقربک فابتغیٰ عنک حولا>(۲)

"وہ کو ن شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے بدل کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی تجھ سے رو گردانی کرے "

---

(۱)بحا رالانوارجلد ۹۸ صفحہ /۸۵۔
(۲)بحا رالانوار جلد ۹۴صفحہ /۱۴۸۔

لوگوں کا مسالک اور مذاہب میں تقسیم ہونا اللهسے محبت کی لذت سے محروم ہونا ہے جو لوگ اپنی زندگی میں اللهسے محبت کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں وہ اس کے بعد اپنی زندگی میں کسی دوسری چیز کی جستجو نہیں کر تے ہیں ۔

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

<ماذاوجد من فقدک؟وماالذي فقدمن وجدک ؟>

" جس نے تجھ کو کھو دیا اس نے کیا پایا ؟اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھو یا"(۱)

حضرت علی بن الحسین زین العا بدین علیہ السلام اللهسے محبت کی لذت کے علاوہ محبت سے استغفار کرتے ہیں ،الله کے علاوہ کسی دوسرے ذکر میں مشغول ہو نے سے استغفار کرتے ہیں اور الله کی قربت کے علاوہ کسی دوسری خوشی سے استغفار کرتے ہیں ،اس اعتبار سے نہیں کہ خداوندعالم نے اس کو اپنے بندوں پر حرام قرار دیاہے بلکہ اس لئے کہ وہ محبت دل کو الله سے منصرف کر دیتی ہے اور انسان الله کے علاوہ کسی دوسرے سے لو لگا نے لگتا ہے اگر چہ بہت کم مدت کیلئے ہی کیوں نہ ہو لیکن جس دل کو اللهسے محبت کی معرفت ہو گئی ہے وہ دل اللهسے منصرف نہیں ہو تا ہے ۔

اولیا ئے خدا کی زند گی میں ہر چیز اور ہر کوشش اللهسے دائمی محبت، الله کا ذکر اور اس کی اطاعت کے ذریعہ ہی آتی ہے اس کے علاوہ ہر چیز الله کی یاد سے منصرف کرتی ہے اور ہم اللهسے استغفار کر تے ہیں ۔

امام علیہ السلام فر ما تے ہیں :

<واستغفرک من کل لذة بغیرذکرک ومِن کلّ راحة بغیراُنسک،ومن کل سرور بغیرقربک،ومن کلّ شغلٍ بغیرطاعتک >(۲)

---

(۱)بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ /۲۲۶۔
(۲)بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ /۱۵۱۔

"اور میں تیری یاد سے خالی ہر لذت ،تیرے انس سے خالی ہر آرام ،تیرے قرب سے خالی ہر خو شی ،اور تیری اطاعت سے خالی ہر مشغولیت سے استغفار کرتا ہوں "

محبت کے ذریعہ عمل کی تلافی

محبت عمل سے جدا نہیں ہے محبت انسان کے عمل ،حر کت اور جد و جہد کی علا مت ہے لیکن محبت ،عمل کا جبران کر تی ہے اور جس شخص نے عمل کرنے میں کو ئی کو تا ہی کی ہے اس کی شفاعت کر تی ہے وہ الله کے نز دیک شفیع ومشفع ہے ۔

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام ماہ رمضان میں سحری کی ایک دعا میں جو ابو حمزہ ثما لی سے مر وی ہے اور بڑی عظیم دعا میں شما ر ہو تی ہے فرما تے ہیں :

<معرفتي یامولاي دلیلي علیک وحبي لک شفیعي الیک وانا واثق من دلیلي بدلالتک ومن شفیعي الیٰ شفاعتک >(۱)

"اے میرے آقا میری معرفت نے میری،تیری جانب راہنما ئی کی ہے اور تجھ سے میری محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع قرار پا ئیگی اور میں اپنے رہنما پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں نیز مجھے اپنے شفیع پر اعتماد ہے "

معرفت اور محبت بہترین رہنما اور شفیع ہیں لہٰذا وہ انسان ضائع نہیں ہوسکتا جس کی اللہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ذات اسکی معرفت ہے اور وہ بندہ مقصد تک پہنچنے میں پیچھے نہیں رہ سکتا جس کی خداوند عالم کے سامنے شفاعت کرنے والی ذات محبت ہے ۔

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام فر ما تے ہیں :

<الٰهي انّک تعلم انّي وان لم تدم الطاعة منّي فعلاجزما فقددامت محبّة وعزما>

---

(۱)بحا ر الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۲۔

"خدایا تو جانتا ہے کہ میں اگرچہ تیری مسلسل اطاعت نہ کرسکا پھر بھی تجھ سے مسلسل محبت کرتا ہوں "

یہ امام علیہ السلام کے کلا م میں سے ایک لطیف و دقیق مطلب کی طرف اشارہ ہے بیشک کبھی کبھی اطاعت انسان کو قصور وار ٹھہرا تی ہے اور وہ اللہ کی اطاعت پر اعتماد کر نے پر متمکن نہیں ہو تا ہے لیکن اللہ سے محبت کر نے والے انسانوں کے یقین و جزم میں شک کی کو ئی راہ نہیں ہے اور جس بندے کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر جا تی ہے اس میں شک آہی نہیں سکتا ۔بندہ بذات خود ہی اطاعت میں کو تا ہی کر تا ہے اور وہ ان چیزوں کا مرتکب ہو تا ہے جن کو خدا وند عالم پسند نہیں کر تا اور نہ ہی اپنی معصیت کرنے کو دو ست رکھتا ہے لیکن اس کےلئے یہ امکان نہیں ہے کہ (بندہ اطاعت میں کو تا ہی کرے اور معصیت کا ارتکاب کرے)اطاعت کو نا پسند کرے اور معصیت کو دوست رکھے ۔

بیشک کبھی اعضا و جوارح معصیت کی طرف پھسل جاتے ہیں ،ان میں شیطان اور خو ا ہشات نفسانی داخل ہو جا تے ہیں اور اعضاء و جوارح اللہ کی اطاعت کرنے میں کو تا ہی کر نے لگتے ہیں لیکن اللہ کے نیک و صالح بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت ،اس کی اطاعت سے محبت اور اس کی معصیت کے نا پسند ہو نے کے علا وہ اور کچھ داخل ہی نہیں ہو سکتا ہے ۔

ایک دعا میں آیا ہے :

<الٰهي احبّ طاعتک وانْ قصرت عنهاواکره معصیتک وانْ رکبتها فتفضل عليّ بالجنّة >(۱)

---

(۱)بحا رالانوار جلد ۹۴صفحہ ۱۰۱۔

"خدایا! میں تیری اطاعت کرنا چا ہتا ہوں اگر چہ میں نے اس سلسلہ میں کو تا ہی کی ہے اور مجھے تیری معصیت کرنا نا گوار ہے اگر چہ میں تیری معصیت کاارتکاب کر چکا ہوں لہٰذا مجھ کو بہشت کرامت فرما "

جوارح اور جوانح کے درمیان یہی فرق ہے بیشک جوارح کبھی جوانح سے ملحق ہو نے سے کوتاہی کر تے ہیں اور کبھی جوانح اپنے پروردگار کی محبت میں مکمل طور پر خاضع وخاشع ہو جا تے ہیں اور جوارح ایسا کرنے سے کوتاہی کر تے ہیں لیکن جب دل پاک وپاکیزہ اور خالص ہو جاتاہے تو جوارح اسکی اطاعت کرنے کیلئے نا چار ہوتے ہیں اور ہمارے لئے جوارح اور جوانح کی مطلوب چیز کا نافذکرنا

ضروری ہے اور ہم جوارح اور جوانح کے درمیان کے اس فا صلہ کو اخلاص قلب کے ذریعہ ختم کر سکتے ہیں

محبت انسان کو عذاب سے بچاتی ہے

جب انسان گناہوں کے ذریعہ اللہ کی نظروں سے گرجاتا ہے اور انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب کیلئے پیش کیا جاتا ہے تو محبت ا نسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب سے نجات دلاتی ہے ۔

حضرت علی بن الحسین زین العا بدین علیہ السلام منا جات میں فرماتے ہیں:

<الٰهي انّ ذنوبي قداخافتني ومحبّني لک قد اجارتني>(۱)

"خدایا! میرے گناہوں نے مجھے ڈرادیا ہے اور تجھ سے میری محبت نے مجھے پناہ دے رکھی ہے "

محبت کے درجات اور اس کے طریقے

بندوں کے دلو ں میں محبت کے درجے اور مراحل ہوتے ہیں :

یعنی دل میں اتنی کم محبت ہو تی ہے کہ محبت کر نے والے کو اصلا اس محبت کا احساس ہی نہیں

---

(۱)بحار الانو ار جلد ۹۵ صفحہ/ ۹۹۔

ہوتا ہے۔

ایک محبت ایسی ہو تی ہے جس سے بند ے کا دل اس طرح پُر ہو جاتا ہے کہ انسان کے دل میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہ جاتی جس سے انسان لہو و لعب میں مشغول ہو اور اللہ کا ذکر نہ کرے ۔

اور ایک محبت ایسی ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے ذکر ،اس سے مناجات کر نے اور اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے میں مہنمک ہو جاتا ہے اور وہ ذکر ،دعا ،نماز اور فی سبیل اللہ عمل کر نے اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے سیراب نہیں ہوتا ہے۔

ایک دعا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما تے ہیں :

<سیّدی انامن حبّک جائع لااشبع ،وانامن حبک ظمآن لااُرویٰ واشوقاه الیٰ مَن یراني ولاأراه>

"میرے آقا و سردار میں تیری محبت کا بھو کا ہوں کہ سیر نہیں ہوسکتا ،اور تیری محبت کا اتنا پیاسا ہوں کہ سیراب نہیں ہو سکتااور میں کسی ذات کے دیدار کا مشتاق ہوںلیکن وہ مجھے اپنا دیدار نہیں کراتا "

حضر ت امام علی بن الحسین زین العابدین مناجات میں فرماتے ہیں :

<وغُلتی لایبردهاالاّوصلُک ولوعتی لایطفئوهاالّالقاءُ ک وشوقی الیک لایُبُلُّہُ الاالنَّظَرُاِلَیْکَ >(۱)

"اور میری حرارت اشتیاق کو تیرے وصال کے علاوہ کو ئی اور چیزٹھنڈا نہیں کرسکتی اور میرے شعلہ ٔ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کو ئی اور چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کر سکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا "

---

(۱)بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۹۔

اللہ کی محبت میں والہانہ پن بھی ہے ،زیارت امین میں آیا ہے :

<اللهم انّ قلوب المخبتین الیک والهة>(۱)

" تیرے سامنے تواضع کرنے والوں کے دل مشتاق ہیں "

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام سے دعا میں مروی ہے :

<الهی بک هامت القلوب الوالهة ۔۔فلا تطمئنّ القلوب الابذکراک ولا تسکن النفوس الاعند رؤیاک >(۲)

"خدایا !محبت بھرے دل تجھ ہی سے وابستہ ہیں ۔۔ دل تیرے ذکر کے بغیر مطمئن نہیں ہو تے اور نفسوں کو تیرے دیدار کے بغیر سکون نہیں ملتا "
ان والھہ اور ہائمہ قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ ان کو اللہ کے ذکر کے بغیر سکون و اطمینان نہیں ہو تا۔
ہم کو محبت کی آخری حد کا سبق امیرالمو منین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اس دعا کے کلمات میں ملتا ہے جس کی آپ نے کمیل بن زیادہ نخعی کو تعلیم دی تھی جو دعاء کمیل کے نام سے مشہور ہے:
<فھبني یاسیّدي ومولاي وربي صبرت علیٰ عذابک فکیف اصبرعلیٰ فراقک ،وھبني صبرت علی حرنارک فکیف اصبرعن النظر الیٰ کرامتک ام کیف اسکن فی النار ورجائي عفوک؟!>(۳)
"تو اے میرے خدا!میرے پروردگار !میرے آقا!میرے سردار! پھر یہ بھی طے ہے کہ

---

(۱)مفاتیح الجنان دعا ء ابو حمزه ثمالی۔
(۲)بحار ا لا نو ار جلد صفحہ/ ۱۵۱ ۔
(۳)مفا تیح الجنان دعائے کمیل ۔

اگر میں تیرے عذاب پر صبر بھی کر لوں تو تیرے فراق پر صبر نہیںکر سکتا۔اگر آتش جہنم کی گرمی برداشت بھی کر لوں تو تیری کرامت نہ دیکھنے کو برداشت نہیں کر سکتا ۔بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تیری معافی کی امیدرکھوں اورپھرمیں آتش جہنم میںجلادیاجاؤ ں "
یہ بندہ کی توجہ کو مبذول کر نے کے بہت ہی پاک وپاکیز ہ اور سچے نمونے ہیں یعنی بندہ اپنے مولا وآقا کی طرف سے جہنم کے عذاب پر تو صبر کر سکتا ہے لیکن وہ اسکی جدائی اور غضب پر کیسے صبر کرسکتا ہے ؟!
کبھی محب اپنے مولا کے عقاب کو برداشت کرتاہے لیکن اس کے غضب کو برداشت نہیں کرتا کبھی وہ سب سے سخت عذاب دوزخ کو تو برداشت کر لیتا ہے لیکن مولا وآقا کے فراق کو برداشت نہیں کرپا تا ہے ۔
جہنم کی آگ بندہ کا ٹھکانا کیسے ہو سکتی ہے حا لانکہ بندہ اپنے مولا وآقا سے مہربانی وعطوفت اور جہنم سے نجات دینے کی امیدر کھتا ہے ؟
محبت اور رجاء وامید یہ دونو ں چیزیں بند ے کے دل سے جدُا نہیں ہوسکتی ہیں (حالا نکہ اس کو اللہ کے غضب کی وجہ سے جہنم کی بھٹی میں جھو نک دیا جاتا ہے)اس عظیم وجلیل دعا کی یہ پاک و پا کیزه صورتیں ہیں ۔
کبھی بندہ اپنے مولا سے محبت کر تا ہے اور اس کا مولا و آقا اس کو اپنی نعمت اور فضل سے نوازتا ہے یہ محبت کی تاکید کا ہی اثر ہے لیکن وہ محبت جس کو بندے کے دل سے جدا کر نے اور جدا نہ کرنے سے اس کی محبت میں کو ئی اضافہ نہ ہوتاہو تواس کو بندے کے مولا وآقا کے عذاب جہنم میں جھونک دیاجا ئیگا ۔
امام زین العا بدین نے جس دعا ء سحر کی ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم دی تھی اس میں فرماتے ہیں :
<فوعزّتک لوانتھرتني مابرحت من بابک ولاکففت عن تملّقک لما اُلھم قلبي من المعرفة بکرمک وسعة رحمتک الی مَن یذھب العبد الاّ الی مولاہ؟ والی مَن یلتجی المخلوق الاّالی خالقہ ؟!الھي لوقرنتني بالاصفاد،ومنعتني سیبک من بین الاشھاد،ودللت علیٰ فضائحي عیون العباد،وامرت بي الی النار وحلت بیني وبین الابرارماقطعتُ رجائي منک،وماصرفتُ تاٴمیلي للعفوعنک، ولاخرج حبّک من قلبي> (۱)
"تیری عزت کی قسم !اگرتو مجھ کو جھڑک بھی دے گا تو ہم تیرے دروازے سے کہیں جا ئیں گے نہیں اور تجھ سے آس نہیں توڑیں گے ہمارے دل کو تیرے کرم کا یقین ہے اور ہمیشہ تیری وسیع رحمت پر اعتماد ہے میرے مالک بندہ اپنے مالک کوچھوڑکرکدھر جا ئے اور مخلوق خالق کے ماسوا کس کی پناہ لے!میرے معبود اگر تو مجھ کو زنجیر وں میںجکڑ بھی دے گا اور مجمع عام میں عطا سے انکاربھی کر دیگا اور لوگوں کو ہمارے عیوب سے آگاہ بھی کردیگا اور ہم کو جہنم کا حکم بھی

دیدیگا اور اپنے نیک بندوں سے الگ بھی کر دیگا تو بھی میں امید کوتجھ سے منقطع نہیں کرونگا اور جو تیری معافی سے آس نہیں توڑونگا اور تیری محبت کو دل سے نہ نکالونگا ”

یہ بات ذہن نشین کرلیجئے کہ یہی محبت سچی محبت ،امید،آرزو ،اور پاک صاف محبت ہے یہ بندہ کے دل سے کبھی نکل نہیں سکتی چاہے مولا اس کو زنجیروں میں ہی کیوں نہ جکڑ دے اور اس کولوگوں کے سامنے رسوا ہی کیوں نہ کرے ۔

ہم محبت اور رجاء کی ان بہترین صورتوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کو مولائے کائنات نے جلیل القدر دعا کمیل میں بیان فرمایاہے :

---

(۱)دعا ابو حمزہ ثمالی ۔

<فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِيْ وَمَوْلَايَ اُقْسِمُ صَادِقاً لَئِنْ تَرَکْتَنِيْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَاضَجِیْجَ الْآمِلِیْنَ وَلاَ صْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلَاَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلَاُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِيَّ الْمُوْمِنِیْنَ یَاغَایَةَ آمَالِ الْعَارِفِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاحَبِیْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِیْنَ وَ یَااِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ>

اَفَتُرَاکَ سُبْحَانَکَ یَااِلٰهِيْ وَبِحَمْدِکَ تَسْمَعُ فِیْهَاصَوْتَ عَبْدٍمُسْلِمٍ سُجِنَ فِیْهَابِمُخَالَفَتِهِ وَذَاقَ طَعْمَ عَذَابِهَابِمَعْصِیَتِهِ وَحُبِسَ بَیْنَ اَطْبَاقِهَابِجُرْمِهِ وَجَرِیْرَتِهِ وَهُوَیَضِجُّ اِلَیْکَ ضَجِیْجَ مُوَمِّلٍ لِرَحْمَتِکَ وَیُنَادِیْکَ بِلِسَانِ اَهْلِ تَوْحِیْدِکَ وَیَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِرُبُوْبِیَّتِکَ یَامَوْلَايَ فَکَیْفَ یَبْقٰی فِي الْعَذَابِ وَهُوَ یَرْجُوْ مَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ اَمْ کَیْفَ تُوْلِمُهُ النَّارُوَهُوَیَاْمُلُ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ اَمْ کَیْفَ یُحْرِقُهُ لَهِیْبُهَاوَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ وَتَرٰی مَکَانَهُ اَمْ کَیْفَ یَشْتَمِلُ عَلَیْهِ زَفِیْرُهَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَهُ اَمْ کَیْفَ یَتَقَلْقَلُ بَیْنَ اَطْبَاقِهَاوَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ اَمْ کَیْفَ تَزْجُرُهُ زَبَانِیَتُهَاوَهُوَیُنَادِیْکَ یَارَبَّهُ اَمْ کَیْفَ یَرْجُوْ فَضْلَکَ فِی عِتْقِهِ مِنْهَا فَتَتْرُکُهُ فِیْهَاهَیْهَاتَ مَاذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ وَلَاالْمَعْرُوْفُ مِنْ فَضْلِکَ وَلَامُشْبِهٌ لِمَاعَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنْ بِرِّکَ وَاِحْسَانِکَ >(۱)

“تیری عزت و عظمت کی قسم اے آقاو مولا! اگر تونے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گااور فریادیوں کی طرح نالہ و شیون کروں گااور “عزیز گم کردہ ”کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آوازدوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید،فریادیوں کا فریادرس ،صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبودہے ۔

---

(۱)مفاتیح الجنان دعاء کمیل۔

اے میرے پاکیزہ صفات ،قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تواپنے بندۂ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والااور جرم و خطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنادے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امید وار رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا ،ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔

خدایا تیرے حلم و تحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تواس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو،جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے ۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوگا ،ہر گز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے تونے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک

برتاوٴ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔میں تویقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تونے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کردیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کوہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا”

ہمارے ایک دوست نے ہم سے کہا :شجاعت حضرت علی علیہ السلام کی اصلی خصلت ہے اور یہ خصلت ان سے جدا نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ آپ رب العالمین کی بارگاہ میں اس شہامت کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔آپ نے جناب کمیل کوجو دعا تعلیم فرمائی تھی اس میں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب گناہکار بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ آگ کے جنگل میں پھنس گیا ہے اور چاروں طرف سے اسکو آگ نے گھیر لیاہے تو وہ اس وقت نہ توخاموش رہ سکتا ہے نہ کسی جگہ پر اسکو سکون ملتا ہے اور نہ ہی عذاب اور عقوبت کے لئے تسلیم ہوسکتا ہے اور یہی حال اس شخص کا ہے جس پر عذاب کا ہورہاہو اور آگ کے شعلے اس کو ڈرا رہے ہوں تو وہ روتا ہے چلاتا ہے افسوس کرتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے ۔

قارئین! کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اس حالت کی دعامیں کس طرح تعبیر کی گئی ہے؟

<فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِيْ وَمَوْلَايِ اُقْسِمُ صَادِقاً لَا ◌ْنْ تَرَکْتَنِيْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَاضَجِیْجَ الْآمِلِیْنَ وَلاٴصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُصْتَسْرِخِیْنَ وَلَاٴبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلَاُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِیَّ الْموٴمِنِیْن>

ہم نے عرض کیا :تم نے مولائے کائنات کے کلام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا ۔اگر مولائے کائنات یہ بیان فرماتے جوتم نے خیا ل کیا ہے تو اس خطاب کے مقدمہ میں < لوتَرَکْتَنِیْ نَاطِقاً > نہ فرماتے لیکن میں اس مقام پر حضرت علی علیہ السلام کی فطری حالت کا احساس کررہا ہوں جو آپ نے ان کلمات میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر فرمایا ہے کہ انسان اللہ کی بارگاہ میں اس شیر خوار بچہ کے مانند ہے جو دنیا میں اپنی ماں کی عطوفت ،مہربانی ،رحمت اور محبت کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہیں رکھتا ہے جب بھی اسکوکوئی امرلاحق ہوتا ہے یاکوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ دوڑکر اپنی ماں کی آغوش میں چلاجاتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب وہ کسی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے اور اسکی ماں اسکو کوئی سزادینا چاہتی ہے اور وہ اپنی ماں کی سزا سے بچ کر کسی اور پناہگاہ میں جانا چاہتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ ہوتی ہی نہیں ہے لہٰذا اسکے لئے اسی سے فریاد کرناضروری ہو تا ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص اسکو اذیت و تکلیف دیتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ نہیں ہوتی ہے۔

یہی حال مولائے کائنات کا اس دعا میں ہے آپ نے اپنے عظیم قلب سے اس دعا کی تعلیم فرمائی :اللہ سے پناہ مانگو ،اس سے فریاد کرو اور اسکے علاوہ کسی اور کو اپنا ملجاوماوی نہ بناؤ۔

فقط خداوند تبارک وتعالی یکتا اسکا ملجاوماوی ہے جس کے علا وہ وہ کسی کو پہچانتا ہی نہیں ہے جب بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ خداوند عالم کا عذاب اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱)

کیا خداوند تبارک وتعالیٰ اسکا ملجاوماویٰ نہیں ہے؟تو پھر کیوں اس خدا سے استغاثہ کرنے میں تردد کرتا ہے؟

امام زین العابدین علیہ السلام مناجات میں اسی معنی کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

<فان طردتنی مِن بابِک فبمن الوذ؟وان ردّدتنی عن جنابک فبمن اعوذ؟الهي هل یرجع العبدالابق الّاالیٰ مولاہ؟ام هل یجیرہ من سخطہ احد سواہ>(۲)

“پس اگر تو مجھ کو اپنے در وازے سے ہٹا دے گا تو میں کس کی پناہ لونگا اور اگر تو نے مجھ کو اپنی درگاہ سے لو ٹا دیا تو کس کی پناہ میں رہونگا کیا فراری (بھا گا ہوا)غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس پلٹتا ہے یا اس کو آقا کی ناراضگی سے خود آقا کے علاوہ کوئی اور بچاتا ہے ”

اور آپ نے ابوحمزہ ثمالی کو جو دعا کی تعلیم فرمائی تھی اس میں آ پ فرماتے ہیں : <واناياسيدي عائذ بفضلک هارب منک اليک >(۳)
"اور میں تیرے فضل کی پناہ چا ہنے والا ہوں اور تجھ سے بھاگ کر تیری طرف آنے والا ہوں۔
----
(۱)یہاں ہم خود مو لا علی کے کلمات سے مذکورہ مطالب کو اخذ کر رہے ہیں اگر مو لائے کا ئنات سے یہ کلمات صادر نہ ہوئے ہوتے تو اس طرح مو لائے کا ئنات اور خداوند عالم کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی ہم جرأ ت نہیں کر سکتے ہیں ۔
(۲)بحاالانوار جلد۹۴ص۱۴۲۔
(۳)بحار الانوار جلد۹۸ص۸۴۔

اسی دعا میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فر ما تے ہیں :
<الیٰ مَن یذ ھب العبد إلا إلیٰ مولاہ والی مَن یذھب المخلوق الاا لیٰ خالقہ> (۱)
"کیاغلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس جا سکتا ہے اور کیا مخلوق اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کے پاس جا تی ہے "
بندہ کے خدا وند عالم سے لو لگا نے کے سلسلہ میں بندہ کا اللہ سے اللہ کی طرف بھاگ کر جانا یہ بہت دقیق معانی اوربلند افکار ہیں حضرت علی علیہ السلام نے بندہ کے اللہ سے لو لگا نے کی جومنظر کشی فر ما ئی ہے یہ محبت اور رجا و امید کے سب سے زیادہ دقیق اورلطیف مشاعر ہیں اور محبت کرنے والوں کے دلوں میں سچے دل سے گھر کرتی ہیں ۔
حضرت علی علیہ السلام نے دعا کے اس فقرے میں استغاثہ کر تے وقت شعراء کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا ہے بلکہ دعا کے اس مرحلہ کو ہموار کیا ہے آپ خدا کی بار گاہ میں اپنے احساس اور شعور کی تعبیر کرنے میں بالکل سچے ہیں ۔
یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہمارے، اللہ کی رحمت اور اسکے فضل کی معرفت رکھتے ہوئے بھی خدا اپنے بندہ سے رجا اور محبت میں سچے اور پاک وصاف احساس کواس بندہ کی محبت اور اسکی امید کو رد فرما دے ۔
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :
< فَکَیْفَ یَبْقٰی فِی الْعَذَابِ وَھُوَیَرْجُو مٰاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ اَمْ کَیْفَ تُوْلِمُہُ النَّارُوَھُوَیَاْمُلُ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ اَمْ کَیْفَ یُحْرِقُہُ لَھِیبُھٰاوَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَہُ وَتَریٰ
----
(۱) بحاالانوار جلد۹۸ صفحہ /۸۸ ۔

مَکٰانَہُ اَمْ کَیْفَ یَشْتَمِلُ عَلَیْہِ زَفِیرُ ھٰاوَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَہُ اَمْ کَیْفَ یَتَقَلْقَلُ بَیْنَ اَطْ بٰاقِ ھٰاوَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَہُ اَمْ کَیفَ تَزْجُرُہُ زَبٰانِیَتُ ھٰاوَھُوَیُنٰادِیکَ یٰارَبَّہُ >
"خدایا تیرے حلم و تحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تواس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو،جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے ۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا "
کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند عالم بندہ کی گردن میں اگ کا طوق ڈالدے ،اسکو اس میں جلائے حالانکہ وہ خدا کو پکاررہا ہوا پنے کئے پر پچھتا رہاہو اور اپنی زبان سے اس کی وحدانیت کا اقرار کررہاہو ؟
ہما ری زندگی میں جو کچھ اس کا حلم و فضل گذر چکا ہم اس کی مطلق اور قطعی و یقینی طور پر نفی کرتے ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام خدا وند عالم کے حلم و فضل پر اس کے فضل سے اسطرح استدلال فر ماتے ہیں :<
وَھُوَیَرْجُو مٰاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ>امام علیہ السلام قضیہ کے دو نوں طرف یعنی خدا وند

عالم کے بندہ سے رابطہ برقرار رکھنے اور بندہ کے خداوند عالم سے لو لگا نے میں قاطع اور صاف صاف طور پر بیان فر ما تے ہیں۔
جس طرح اس کو یقین ہے کہ اگر بندہ کو جہنم میں بھی ڈالدیاجائیگا تو اس کی محبت اور امید اس سے جدا نہیں ہوسکتی ہے اور ہرگز خداوندعالم کے علاوہ اس کا کوئی ملجاوماویٰ نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح اس کو بھی یقین ہے کہ خداوندعالم سچی محبت اور امید کو بندے کے دل سے ختم نہیں کرتا ہے ۔
اس جزم ،قاطعیت اور صاف گوئی کے متعلق مولائے کائنات کے کلام میں غور فرمائیں :
<هيهات ماذلک الظّنُ بکَ وَلَاالْمَعْرُوْفُ مِنْ فَضْلِکَ وَلَامُشْبِہٌلِّمَا عَامَلْتَ بِہِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنْ بِرِّکَ وَاِحْسَانِکَ فَبِالْیَقِیْنِ اَقْطَعُ لَوْلَامَاحَکَمْتَ بِہِ مِنْ تَعْذِیْبِ جَاحِدِیْکَ وَقَضَیْتَ بِہِ مِنْ اِخْلَادِ مُعَانِدِیْکَ لَجَعَلْتَ النَّارَکُلَّهَا بَرْداً وَسَلَاماًوَمَاکَانَ لِاَحَدٍ فِیْهَامَقَرّاًوَلَامُقَاماً>(۱)
“ہر گز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے ۔تونے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔میں تویقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تونے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کردیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کوہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا”
یہ جزم ویقین جو بندہ خداوندعالم سے لولگانے میں رکھتا ہے یہ بلند مرتبہ ہے اور مو لا کا اپنے بند ے سے تعلق رکھنا یہ مرتبہ پائین ہے ۔ہم ان دونوں باتوں کا مو لائے کا ئنات کے دو سرے کلام میں مشاہدہ کرتے ہیں جہاں پر آپ نے اپنی مشہور مناجات میں خداوند عالم کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :
<الهي وعزّتک وجلالک لقداحببتک محبّة استقرّت حلاوتها في قلبي،وماتنعقدضمائرموحّدیک علیٰ انک تبغض محبیک> (۲)
“خدایا !تجھ کو تیرے عزت و جلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے اور تیرے مو حدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے ”
حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات میں آیا ہے :
<الهي نفس اعززتهابتوحیدک کیف تذ لّهابمهانة هجرانک وضمیر
---
(۱)مفاتیح الجنان دعائے کمیل ۔
(۲)مناجات اہل البیت صفحہ ۶۸۔۶۹۔

انعقد علیٰ مودّتک کیف تحرقہ بحرارة نیرانک >(۱)
“اے خدا جس نفس کو تونے اپنی توحید سے عزت دی ہے اسے کیسے اپنے فراق کی ذلت سے ذلیل کرے گا اور جس نے عشق و محبت کی گرہ با ندھی ہے اس کو اپنی آگ کی حرارت سے کیسے جلا ئے گا ”
حضرت سجاد علیہ السلام ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم دینے والی دعا میں فرماتے ہیں :
<افتراک یاربّ تخلف ظنوننااوتخیّب آمالنا؟کلّا یاکریم ،فلیس هٰذا ظنّنابک،ولا هٰذاطمعنافیک یاربّ اِنَّ لَنَافِیْکَ اَمَلاًطَوِیْلاً کَثِیْراً،اِنَّ لَنَافِیْکَ رَجَاءً عَظِیْماً۔۔۔> (۲)
“اور تو یقینابمارے ےقین کوجھوٹا نہیں کرے گااور ہماری امید کو ناامیدنہیں کرے گا ؟ہر گز نہیں کریم تیرے بارے میں یہ بد گمانی نہیں ہے ہم تجھ سے بہت امید رکھتے ہیں اور بہت کچھ امید لگائے بیٹھے ہیں ”
محبت میں انسیت اور شوق کی حالت
محبت کا اظہار دو طرح سے ہوتا ہے ۔کبھی محبت شوق کی صورت میں ظا ہر ہو تی ہے اور کبھی محبت کسی سے انسیت کی صورت میں ظاہر ہو تی ہے اور ان دونوں حا لتوں کو محبت سے تعبیر کیا جا تا ہے مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ بندے

کے اندر شوق کی حالت اس وقت زور پکڑ تی ہے جب وہ اپنے محب سے دور ہو تا ہے اور انس کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے حبیب کے پا س موجود ہوتاہے۔

---

(۱)بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۳۔
(۲)مفا تیح الجنان دعائے ابو حمزہ ثما لی ۔

یہ دونوں حالتیں بندے کے قلب پر اس وقت طاری ہو تی ہیں جب وہ اللہ سے لو لگاتا ہے بیشک خدا وند عالم کبھی بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے اور کبھی نزدیک سے تجلی کرتا ہے:

<اَلَّذِیْ بَعُدَ فَلَایُریٰ وَقَرُبَ فَشَھِدَ النَّجْویٰ>(۱)

"جو اتنا دور ہے کہ دکھائی نہیں دیتا ہے اور اتنا قریب ہے کہ ہر راز کا گواہ ہے "

جب وہ بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے تو بندے میں شوق کی حالت پیدا ہو تی ہے اور جب وہ بندے پر قریب سے تجلی کرتا ہے اور بندہ اپنے مو لا کی بارگاہ میں حا ضر ہو نے کا احساس کرتا ہے :

<وَھُوَمَعَکُمْ اَیْنَ مَاکُنْتُمْ >(۲)

"وہ تمہا رے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو "

<وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ>(۳)

"اور ہم اس کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں "

<وَاِذَاسَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ >(۴)

"اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں "تو بندہ میں انسیت کی حالت پیدا ہو تی ہے ۔

دعا ئے افتتاح میں ان دو نوں حالتوں کی امام حجت المہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دقیق طور پر عکا سی کی گئی ہے :

---

(۱) مفا تیح الجنان دعائے ابو حمزہ ثمالی ۔
(۲)سورئہ حدید آیت/ ۴۔
(۳)سورئہ ق آیت/ ۱۶ا۔
(۴)سورئہ بقرہ آیت/ ۱۸۶ا۔

<اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایُھْتَکُ حِجَابُہُ وَلَایُغْلَقُ بَابُہُ >(۱)

"ساری حمداس خدا کے لئے جس کا حجاب نور اٹھایا نہیں جاسکتا ہے اور اس کا دروازہ کرم بند نہیں ہوسکتا ہے "

حجاب کی بھی دو قسمیں ہیں :حجاب ظلمت اور حجاب نور ۔کبھی انسان گھپ اندھیرے کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا یعنی گھٹا ٹوپ اندھیرا اس کے دیکھنے میں مانع ہو تا ہے اس کو حجاب ظلمت اور تاریکی کہا جاتا ہے ۔

کبھی انسان انتہا ئی رو شنی اور نورکی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا ہے جس طرح انسان وسط میںکسی رکا وٹ و حائل ہو نے والی چیز کے بغیر سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا ہے یہ سورج کی انتہا ئی روشنی کی وجہ سے ہے اسی کو حجاب نور کہا جا تا ہے ۔

"دنیا سے محبت "،برائیوں کی مقار نت اور "مَا یُرین القلب "انسان کے اللہ سے لو لگا نے میں حجاب ظلمت شمار ہو تے ہیں ۔

انسان کے اللہ سے لو لگا نے کےلئے حجاب نور دو سری چیز ہے، حجاب نور وہ حجاب ہے جو کبھی نہیں چھٹتا ہے ۔جیسا کہ حضرت مہدی عجل اللہ تعا لیٰ فر جہ الشریف نے اس دعا میں فر مایا ہے ۔

یہ وہ حجاب ہے جو بندوں کے دلوں میں شوق و اشتیاق زیادہ کرتا ہے حضرت امام زین العا بدین اپنی منا جات میں اللہ سے لو لگا نے کے شوق و اشتیاق کو یوں بیان فر ما تے ہیں :
<وَغُلَّتِي ْ لَایُبَرِّدُهَااِلَّاوَصْلُکَ وَلَوْعَتِي ْ لَایُطْفِیْهَا اِلَّالِقَاوٴُکَ وَشَوْقِي ْ اِلَیْکَ لَایَبُلُّہُ اِلَّاالنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِکَ وَقَرَارِي ْ لَایَقِرُّدُوْنَ دُنُوِّي ْ مِنْکَ وَلَهْفَتِي ْ لَایَرُدُّهَا اِلَّارَوْحُکَ وَسُقْمِي ْ لَایَشْفِیْہِ اِلَّاطِبُّکَ وَغَمِّي ْ لَایُزِیْلُہُ اِلَّاقُرْبُکَ وَجُرحِي ْ

----
(۱)مفا تیح الجنان دعا ئے افتتاح ۔

لَایُبْرِئُہُ اِلَّاصَفْحُکَ وَرِیْنَ قَلْبِي ْ لَایَجْلُوْہُ اِلَّاعَفْوُکَ...فَیَامُنْتَهٰی اٰمَلِ الآمِلِیْنَ، وَیَاغَایَةَ سُوٴْلِ السَّآئِلِیْنَ وَیَااَقْصٰی طَلَبَةِ الطَّالِبِیْنَ وَیَااَعْلٰی رَغْبَةِ الرَّاغِبِیْنَ وَیَاوَلِیَّ الصَّالِحِیْنَ وَیَااَمَانَ الْخَائِفِیْنَ،وَیَامُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَاذُخْرَالْمُعْدِمِیْنَ وَیَاکَنْزَالْبَائِسِیْنَ >(۱)
“اور میرے اشتیاق کی حرارت کو تیرے وصال کے علا وہ کو ئی اورچیزٹھنڈا نہیں کر سکتی اور میرے شعلہٴ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کو ئی چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کرسکتا ہے مگر تیری طرف نظر کر نا میرا دل تیرے قرب کے علا وہ قرار نہیں پاتا ہے اور میری حسرت کو تیری رحمت کے سوا کو ئی زائل نہیں کر تا اور میرے درد کو تیرے علا ج کے سوا کو ئی شفا نہیں دیتا ہے اور میرے غم کو تیرے قرب کے سوا کو ئی زا ئل نہیں کرتا اور میرے زخم کو تیری چشم پو شی کے علا وہ کو ئی ٹھیک نہیں کرتا اور میرے دل کے زنگ کو تیری معا فی کی علا وہ کو ئی جِلا نہیں دیتا ...اے امید واروں کی امید کی انتہا اے سوال کرنے والوں کے منتہاء مقصود ،اے طلب کرنے والوں کے بلند ترین مطلوب اے رغبت رکھنے والوں کی بلند ترین آرزو ،اے نیکوں کے ولی اے خوف رکھنے والوں کے امان دینے والے اور اے مضطر کی دعا قبول کرنے والے اور اے بینواوٴں کے ہمنوا اور اے بیچا روں کے لئے امیدکا خزانہ ”
اس تجلی کے با لمقابل تجلی کا ایک اور طریقہ ہے اور وہ اپنے اور بندوں کے درمیان دروازہ بند کئے ہو ئے بغیر تجلی کرنا ہے وہ ان کی مناجات کو سنتا ہے ،وہ ان کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ ان سے قریب ہے ، یحول بین المرء و قلبہ ، اس سے بندوں کے دلوں میں آنے والی کو ئی بھی چیز مخفی نہیں ہے ،بندہ خود کو اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضر پاتا ہے وہ اپنے آقا کی کو ئی بھی مخالفت اور معصیت کرنے سے ڈر تا ہے ،اس کے ذکر و یاد سے مانوس ہو تا ہے ،اپنی مناجات اور دعا میں ثابت

----
(۱)بحا رالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۵۰۔

قدم رہتا ہے ،منا جات کوطول دیتا ہے ،خدا کا ذکر اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس کے سامنے ٹھہر تا ہے ۔
حدیث قد سی میں آیا ہے کہ پر ور دگار عالم رات کی تاریکی میں اپنی بارگاہ میں اپنے بعض انبیا ء کور کو ع وسجو د سے متصف کرتا ہے جبکہ لوگ گہری نیند میں سوئے ہو ئے ہوتے ہیں :
<ولوتراهم وهم یقیمون لي في الدجیٰ ،وقد مثلت نفسی بین اعنیهم یخاطبوني،وقد جللت عن المشاهدة ویکلّموني وقد عززت عن الحضور >(۱) “اگر تم ان کو رات کی تاریکی میں دیکھو گے تو وہ حالت قیام میں ہونگے وہ میرے وجود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں اور گفتگو کر تے ہیں درحالیکہ میں ان سے غائب ہوں’ ’
بندہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو نے سے نہیں اکتا تا اور نہ ہی وقت گذرنے کا احساس کرتا ہے ۔کیاآپ نے یہ مشاہدہ نہیں کیا کہ جب انسان اپنے کسی ایسے دوست کے پاس جاتا ہے جس سے اس کو بہت زیادہ محبت ہو تی ہے تو وہ نہ اس

کے پاس جانے سے اکتاتا ہے اور نہ ہی اس کو اپنے وقت گذرنے کا احساس ہوتا ہے ؟

تو پھر انسان، اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو نے سے کیسے اکتا ئے گا ؟ جبکہ پر وردگار عالم اس کی بات سنتا ہے ،اس کو دیکھتا ہے اس کے خطاب اور کلام کو سنتا ہے اور وہ اس کے ساتھ ہے۔

<وَهُوَمَعَکُمْ اَیْنَ مَاکُنْتُمْ >(۲)"تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے "

اللہ کے ذکر سے اس کو اطمینان وسکون حاصل ہو تا ہے :

<الابذکراللّٰه تطمئنُّ القلوبُ >(۳)

---

(۱) لقا ء اللہ صفحہ /۱۰۱۔

(۲)سورئہ حدید آیت/ ۴۔

(۳)سورہ رعدآیت/ ۲۸۔

"اور آگاہ ہو جا ؤ کہ اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے "

امام مہدی عجل اللہ تعا لیٰ فر جہ الشریف مشہو رو معروف دعا ئے افتتاح میں فر ما تے ہیں :

فصرت ادعوک آمناواسا ٔلک مستانساً،لاخائفاًولاوجلا،مدّلاعلیک فیماقصدت فیہ الیک >(۱)

"تو اب میں بڑے اطمینان کے ساتھ تجھے پکاررہاہوں اوربڑے انس کے ساتھ تجھ سے سوال کررہا ہوں‌نہ خوفزدہ ہوں نہ لرزاں ہوں اپنے ارادوں میں‌تجھ سے اصرارکررہاہوں "

بیشک یہ حالت اللہ سے اُنس اور اس سے اطمینان کی وجہ سے پیداہوتی ہے، اللہ سے مدد اور امن کا احساس ایسی کیفیت ہے جو اللہ کی بارگاہ میں حاضری ،اس کی قُربت اور معیت سے وجودمیں آتی ہے اوریہ بندہ کی اللہ سے لولگا نے کی سب سے افضل حالت ہے لیکن ہر چیز کی اللھسے لولگا نے کی مثال نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ اس سے حالت شوق کا ملاہوا ہونا ضرور ی ہے یہاں تک کہ اس حالت کوکامل متوازن اور منظم ہونا چاہئے ۔

اولیاء اللہ اور اس کے نیک بندوں کی عبادت اور ان کے اللہ سے لو لگا نے کے سلسلہ میں یہ دو اہم حالتیں ہیں کبھی ان کی عبادت اور اللھسے لو لگا نے میں شوق اور ہم و غم غالب رہتا ہے اور کبھی ان کی عبادت اور اللھسے لولگا نے میں اُنس ،سکون واطمینان غالب رہتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے اور کبھی ویسا ہوتا ہے یہی سب سے افضل حالتیں ہیں اور اللہ سے لولگا نے میں نظم وانس کی حالت سے بہت قریب ہیں ۔

حما دبن حبیب عطار کوفی سے مروی ہے :ہم حا جیوں کا قافلہ اپنا رخت سفر باندھ کر نکلا تو ہم رات کے وقت "زبالہ "(عراق سے حا جیوں کے راستہ میں آنے والا مقام)نامی جگہ پر پہنچے تو کا لی

---

(۱)مفا تیح الجنان دعاء افتتاح ۔

آندھی آئی اور میں قافلہ سے بچھڑگیا اور بقیہ رات اسی جنگل و بیابان میں گذری جب میں ایک چٹیل میدان پر پہنچا جب رات آئی تو میں نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور جب گھپ اندھیرا چھا گیا تو میرے پاس ایک نوجوان آیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا ، اس کے منھ سے مسک کی خو شبو آرہی تھی میں نے سوچا:یہ کو ئی اللہ کا ولی ہے ۔

میں‌کچھ ڈرا کہ یہ شخص کیا چا ہتا ہے ،وہ ایک جگہ پر پہنچا اور نماز کےلئے تیاری کرنے لگا ،پھر جب وہ نماز کےلئے کھڑا ہو نے لگا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جا ری تھے :

یامَن احازکل شيءٍ ملکوتاوقهرکل شيءٍ جبروتا،اولِج قلبي فرح الاقبال علیک والحقني بمیدان المطیعین لک >

"اے وہ کہ جو ہر چیز پر محیط ہے اور غالب ہے میرے دل میں ہر مناجات کی خوشی ڈالدے اور اپنے اطاعت گذار بندوں میں شمار فرما "

اس کے بعد وہ نماز میں مشغول ہوگیا ۔۔۔

جب اندھیرا چھٹ گیا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جا ری تھے :

<یامَن قصد ہ الطالبون فاصابوہ مرشدا،وامّہ الخائفون فوجودہ متفضّلا وِ لجأالیہ العابدون فوجدوہ نوالا متیٰ وجد راحة مَن نصب لغیرک بدنہ ومتیٰ فرح مَن قصد سواک بنیتہ الٰهي قد تقشع الظلام ولم اقض من خد متک وطراً، ولامن حاضّ مناجاتک مدراً،صلّ اللّٰہ علیٰ محمّد وآلہ،وافعل بي اولی الامرین بک یاارحم الراحمین >

"اے وہ ذات جس کا حقیقت کے طالبوں نے قصد کیا تو اس کو رہنما پایا اور خائفین نے اس کو اپنا پیشوا قرار دیا تو اس کو سخی پایا ،عابدین نے اس کو اپنی پناہ گاہ قرار دیا تو اس کو آسان پناہ گاہ پایا وہ شخص کیسے آرام پاسکتا ہے جو تیرے علاوہ کسی اور کےلئے خود کو خستہ کرے اوروہ کب خوش ہو سکتا ہے جو اپنے باطن میں تیرے علا وہ کسی اور کا قصد کرے۔ خدایا! تا ریکیاں چھٹ گئیں لیکن میں تیری ذرہ برابر خدمت نہ کر سکا اور نہ ذرہ برابر تجھ سے مناجات کرسکا ،محمد وآل محمد پر درور بھیج اور دو سروں کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لئے زیادہ سزاوار ہے اے ارحم الراحمین "

میں نے خیال کیا کہ کہیں یہ شخص دنیا سے نہ گذر جا ئے اور اس کا اثر مجھ تک پہنچے تو میں نے اس سے کہا :آپ سے رنج و تعب کیسے دور ہوا اور آپ کو ایسا شوق شدید اور لذت و رغبت کس نے عطا کی ہے ۔۔۔آپ کون ہیں ؟تو انھوں نے مجھ سے فرمایا :میں علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب ہوں ۔(ا)

اصمعی سے مروی ہے :میں رات میں خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے دیکھا ایک خوبصورت جوان کعبہ کے پر دے کو ہا تھوں میں تھا مے ہوئے کہہ رہا ہے :

<نامت العیون وعلت النجوم وانت الملک الحي القیوم،غلّقت الملوک ابوابها،واقامت علیهاحرّاسها،وبابک مفتوح للسائلین ،جئتک لتنظر اليَّ برحمتک یاارحم الراحمینَ >

"آنکھیں محو خواب ہیں ستارے نکل آئے ہیں اور تو حی و قیوم بادشاہ ہے ،بادشاہوں کے دروازے بند ہیں اور ان پر پہرے دار کھڑے ہیں جبکہ حاجتمندوں کےلئے تیرا دروازہ کھلا ہوا ہے میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نظر رحمت ڈال دے "

پھر اس کے بعد زبان پر یہ اشعارجاری کئے :

<یامَن یُجیب دعاالمضطرّفي الظلم   یاکاشف الضرّوالبلویٰ مع السقم>

----

(۱)بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۷۸۔۷۷ ۔

"اے وہ ہستی جو تاریکیوں میں مجبور شخص کی دعا قبول کرتی ہے اے وہ ہستی جو ہماری پریشانی
اور بلا کو دور کرنے والی ہے "

قد نام وفدک حول البیت قاطبة   وانت وحد ک یاقیوم لم تنم

"خا نہ ٔ کعبہ کے ارد گرد تیری تمام مخلوق سو گئی جبکہ اے قیوم !تو نہیں سویا"

ادعوک ربّ دعاءً قد امرت بها   فارحم بکائي بحقِّ البیت والحرم

"پرور دگارا !تیرے حکم کے مطابق میں تجھے پکاررہا ہوں لہٰذا خا نہ ٔ کعبہ اور حرم کے واسطے میرے گریہ پر لطف نازل فرما "

ان کان عفوک لایرجوہ ذوسرف   فمن یجودعلی العاصین بالنعم

"اگر چہ زیادہ روی کرنے والا تیری معافی کا امیدوار نہ ہو تو گنا ہگاروں پر نعمتوں کی بارش کون کرے گا "
جب میں نے تحقیقات کی تو، معلوم ہوا کہ آپ امام زین العا بدین علیہ السلام ہیں ۔(۱)
طاؤو س فقیہ سے مروی ہے :
"رأیتہ یطوف من العشاء الیٰ السحرویتعبّدفلمالم یرأحداًرمق السماء بطرفہ وقال:الٰهي غارت نجوم سماواتک ،وهجعت عیون انامک،وابوابک مفتحات للسائلین،جئتک لتغفرلي وترحمني وتریني وجہ جدی محمّد (ص)فی عرصات القیامة"
"میں نے آپ کو عشاء کے وقت سے لیکر سحر تک خانہ کعبہ کا طواف اور عبادت کر تے دیکھا

---

(۱)بحارالانوار جلد ۴۶صفحہ ۸۰۔۸۱۔

جب وہاں پر کوئی دکھا ئی نہ دیا تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا:
ثم بکیٰ وقالوعزّتک وجلالک مااردت بمعصیتي مخالفتک، وما عصیتک اذ عصیتک وانا بک شاک ولابنکالک جاهل،ولالعقوبتک متعرض،ولکن سوّلت لي نفسي واعانني علیٰ ذالک سترک المرخیٰ بہ عليَّ،فالآن من عذابک من یستنقذني ؟وبحبل من اعتصم ان قطعت حبلک عني؟فواسواتاہ غداًمن الوقوف بین یدیک ،اذاقیل للمخفّْین جُوزوا،وللمثقلین حطّوا،أمع المخفین،أجوز ؟أم مع المثقلین احط؟ویلي کلما طال عمري کثرت خطایاي ولم اتب،أماآن لی ان استحیي من ربّي"؟
ثم بکیٰ وانشأیقول:
اتحرقني بالناریاغایة المنیٰ فأین رجا ئي ثم این محبّتي
اتیت بأعمال قباح رزیّة ومافي الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتي
ثم بکیٰ وقال:
سبحانک تُعصي کانّک لاتریٰ،وتحلم کأنّک لم تُعصَ۔تتودّدالیٰ خلقک بحسن الصنیع کأنّ بک الحاجة الیهم،وانت یاسیدي الغنی عنهم۔
ثمَّ خرَّالي الأرض ساجداً۔قال:فدنوت منہ وشِلت برأسہ ووضعتہ عليٰ رکبتي وبکیت حتّیٰ جرت دموعي عليٰ خدِّہ،فاستویٰ جالساًوقال:من الّذي أشغلني عن ذکرربّی؟فقلت:أناطاووس یابن رسول اللهماهذاالجزع والفزع؟ونحن یلزمناأن نفعل مثل هذاونحن عاصون جانون۔أبوک الحسین بن عليّ واُمّک فاطمةالزهراء،وجدُّک رسول اللّٰہ (ص)۔قال:فالتفت اليَّ و قال:هیهات هیهات یاطاووس دع عنّی حدیث أبي واُمّي وجدِّي خلق اللّٰہ الجنّة لمن أطاعہ وأحسن،ولوکان عبداًحبشیّاً،وخلق النارلمن عصاہ ولوکان ولداً قرشیّاً۔أماسمعت قولہ تعالیٰ:<فَاِذَانُفِخَ فِی الصُّورِفَلاَأَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍوَ لَا یَتَسَاءَ لُونَ>(۱)واللّٰهلاینفعک غداًالّاتَقْدِمَةٌتقدّمهامن عمل صالح"(۲)
"معبود تیرے آسمان کے ستارے غروب کرچکے ہیں تیری مخلوق کی آنکھیں بند ہیں جبکہ حا جتمندوں کےلئے تیرے دروازے کھلے ہیں میں تجھ سے رحمت اور مغفرت کا خواہاں اور عر صہٴ قیامت میں اپنے جد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی آرزو لیکر آیا ہوں "
پھر آپ نے گریہ کرتے ہوئے فر مایا :
"تجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم، میں نے گناہ کے ذریعہ تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے جو تیری مخالفت کی ہے وہ اس حالت میں مخالفت نہیں کی ہے کہ مجھ کو تیری ذات میں شک رہا ہو اور میں تیرے عذاب سے نا واقف رہا ہوں نیز تیری سزا کی طرف بڑھنے والا ہوں بلکہ میرے نفس نے میرے لئے امور کو مزین کردیا اور سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ تو نے میری پردہ پوشی کی تو اب مجھ کو تیرے عذاب سے کون بچا ئے گا ؟نیز اگر تو مجھ سے اپنی ریسمان کو تو ڑلے تو میں کس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑوں ؟کل تیرے سامنے کھڑاہونا میرے لئے کتنا رسوا ئی کا سبب ہوگا جب ہلکے بوجھ والوں سے آگے بڑھ جا نے کیلئے کہا جائیگا اور

زیادہ بوجھ والوں سے کہا جائیگا کہ اتر جا ؤ ؟کیا میں ہلکے بوجھ والوں کے ساتھ گذر جا ؤنگا یا زیادہ بوجھ والوں کے ساتھ گر جا ؤنگا ؟کتنا افسوس ہے کہ جتنی میری عمر بڑھ رہی ہے مجھ سے غلطیاں زیادہ سرزدہو رہی ہیںجبکہ میں نے ابھی تو بہ بھی نہیں کی ہے ؟کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ میں اپنے پروردگار سے تو بہ کروں؟

پھر آپ نے روکر اس مفہوم کے یہ اشعار کہنا شروع کئے :

---

(۱)سورئہ آل عمران آیت /۱۹۰۔

(۲)بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۱ ۔۸۲ ۔

اتحرقنی بالناریاغایة المنیٰ فأین رجا ئی ثم این محبتی

“اے آرزؤوں کی انتہا کیا تو مجھ کو آگ میں جلا ئیگا تومیری امید اور محبت کہاں گئی ؟

اتیت بأعمال قباح رزیّة وماقی الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتی

“میں برے کام کرکے آیا ہوں اور میری طرح کسی نے جرم نہیں کیا ہے ”

پھر آپ نے روکر فرمایا :

تو پاک و منزہ ہے تیری نا فرمانی کی جا تی ہے گویا تو نہیں دیکھتا اور تو برداشت کرتا ہے گو یا تیری نا فرما نی نہیں کی گئی ہے ،تو اپنی مخلوقات سے اچھے کام کے ذریعہ محبت کرتا ہے گویا تجھ کو ان کی ضرورت ہے جبکہ اے میرے آقا تو اس سے بے نیاز ہے ۔

پھر آپ سجدے میں گر پڑے ۔طاؤس فقیہ کا کہنا ہے کہ میں ان کے نزدیک گیا اور ان کا سر اٹھا کر اپنے زانوپر رکھا اور اتنا رویا کہ میرے آنسو ان کے رخسار پر بہنے لگے ۔امام علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا :کس نے مجھ کو میرے رب کی یاد سے روک دیا ؟میں نے عرض کیا اے فرزند رسول (ص) میں طاؤس ہوں یہ بیتابی کس لئے ہے ؟ایسا تو ہمیں کر نا چا ہئے درانحالیکہ ہم گنا ہگار اور مجرم ہیں۔آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں ،مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں جد بزرگوار پیغمبر خدا (ص) ہیں ۔طاؤس کہتے ہیں کہ پھر میری طرف متوجہ ہوتے ہو ئے فرمایا: اے طاؤس ہر گز ہر گز مجھ سے میرے والدین اور جد بزرگوار کی گفتگو مت کرو خدا وند عالم نے بہشت اطاعت گذار اور نیک افراد کےلئے خلق کی ہے چا ہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ،اور دوزخ گناہگار کیلئے خلق کی ہے چا ہے وہ قریشی ہی کیوں نہ ہو ؟کیا تم نے خداوند عالم کا یہ فرمان نہیں سنا ہے :

<فَاِذَانُفِخَ فِی الصُّوْرِفَلَااَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یَوْمَئِذٍوَلَایَتَسَاءَ لُوْنَ >(۱)

---

(۱)سورئہ موٴمنون آیت/۱۰۱۔

“پھر جب صور پھونکا جائیگا تو نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کو ئی ایک دو سرے کے حالات پو چھے گا ”

خدا کی قسم کل تمھیں وہی نیک عمل فا ئدہ پہنچا ئے گاجس کو تم پہلے سے بجالا چکے ہوگے ”

حبہ عرنی سے مروی ہے :

“بیناأناو“نوف”نائمین فی رحبةالقصر،اذنحن بأمرالموٴمنین فی بقیةمن اللیل،واضعاًیده علیٰ الحائط شبہ الوالہ،وھویقول:<اِنَّ فی خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْأرضِ۔۔۔>ثم جعل یقرأهذه الآیات،ویمرشبہ الطائرعقلہ فقال:أراقد یاحبةأم رامق؟

قلت:رامق،ھذاأنت تعمل ھذاالعمل فکیف نحن؟!

فأرخیٰ عینہ فبکی،ثم قال لي:یاحبةانّ للہموقفاًولنابین یدیہ موقف،فلا یخفیٰ علیہ شیء من أعمالنا،یاحبةانّ اللہأقرب الیک والیَّ من حبل الورید،یاحبة انّہ لن یحجبني ولاایاک عن اللہشيء ثم قال:أراقدأنت یانوف؟

قال:لایاأميرالمؤمنين ماأنابراقد،ولقدأطلت بكائی هذه الليلة۔۔۔ثم وعظهماوذكرهما،وقال في أواخره:فكونوامن اللهعلیٰ حذرفقدأنذرتكماثم جعل يمرّوهويقول:
<ليت شعري في غفلاتی أمعرض أنت عني أم ناظراليَّ وليت شعری فی طول منامي وقلةشكري في نعمک عليّ ماحالي؟
قال:فواللهمازال فی هذه الحالةحتّیٰ طلع الفجر"(ا)
----
(۱)فلاح السائل لابن طاؤس صفحہ ۲۶۶ ۔

میں اور نوف قصر کی کشادہ زمین پر سورہے تھے کہ اتنے میں مو لا ئے کا ئنات رات کے آخری حصہ میں حیران شخص کی طرح دیوار پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہے تھے :
<اِ نَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔۔۔>
"بیشک زمین و آسمان کی خلقت ۔۔۔"اور ایک حیران و پریشان پرندہ کی طرح چلے جارہے تھے ؟پھر آپ نے فرمایا :اے نوف سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو ؟
میں نے عرض کیا :جاگ رہا ہوں ۔جب آپ ایسا کہہ رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہو گا ؟!
پھر آپ نے آنکھیں نیچی کرکے گریہ فرمایا اس کے بعد مجھ سے فرمایا :بیشک خدا کاایک مو قف ہے اور ہمارا ایک مو قف ہے لہٰذا ہمارا اس پر کو ئی عمل مخفی نہیں رہتا ۔اے حبہ! خداوند عالم ہم سے اور تم سے شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے ۔اے حبہ مجھ کواور تم کو خداوند عالم سے کو ئی چیز نہیں رو ک سکتی ہے ۔پھر آپ نے فرمایا :اے نوف سو رہے ہو ؟
میں نے عرض کیا :نہیں امیر المو منین میں بیدار ہوں ،کیونکہ اس شب میں آپ نے بہت زیادہ گریہ فر مایا ۔پھر آپ نے نوف اور حبہ کو نصیحت فر مائی اور یاد دہانی کرائی ،اور آخر میں فرمایا :خدا سے ڈرتے رہو میں نے تم کو ڈرادیا ۔پھر آپ یہ کہہ کر گذرنے لگے :
"کاش مجھ کو اپنی غفلتوں کی حالتوں میں معلوم ہوتا کہ اے خدا تو مجھ سے بے تو جہی کر رہا ہے یا میری طرف نظر کرم کئے ہوئے ہے ،کاش مجھ کو اپنی طولا نی نیند کی حالت میں نیز نعمتوں کے سلسلہ میں کم شکری کے وقت معلوم ہوتا کہ میری کیا حالت ہے ۔
خدا کی قسم آپ طلوع فجر تک اسی حالت میں رہے "
اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہو نے والی دعا ئیں اور مناجات میں خاص طور سے وہ پندرہ مناجات جن کو علامہ مجلسی نے بحارالا نوار میں حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے اُنس اور شوق کی حامل ہیں ۔
ہمارے لئے اہل بیت علیہم السلام کی میراث (دعاؤں)میں ان صورتوں اور معانی کا لازوال خزانہ موجود ہے جبکہ اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے پاس اس طرح کا ذخیرہ بہت کم پایا جاتا ہے ہم اس محبت کو ختم کرنے سے پہلے بعض صورتوں کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں :
<الٰهي من ذاالذي ذاق حلاوة محبتک فرام منک بدلاومن ذالذي انس بقربک فا بتغیٰ عنک حولا ؟
الهي فاجعلناممن اصطفيتہ لقربک وولايتک واخلصتہ لودک و محبّتک،وشوقتہ الیٰ لقائک،ورضّيتہ بقضائک،ومنحتہ النظرالیٰ وجهک،و حبوتہ برضاک،واعذ تہ من حُجرک وقلا ک،وبوّاتہ مقعد الصدق في جوارک،وخصصتہ بمعرفتک،واهّلتہ لعبادتک،وهيّمت قلبہ لارادتک واجتبيتہ لمشاهدتک،واخليت وجهہ لک،وفرّغت فئواده لحبک،ورغّبتہ فيما عندک،والهمتہ ذکرک،واوزعتہ شکرک،وشغلتہ بطاعتک،وصيّرتہ من صالحی بريتک،واخترتہ لمناجاتک،وقطعت عنہ کل شئی يقطعہ عنک۔
اللهم اجعلناممّن دابهم الارتياح اليک والحنين ودهرهم الزفرة والانين،جباههم ساجدة لعظمتک،وعيونهم ساهرة لخدمتک،ودموعهم سائلة من خشيتک وقلوبهم

متعلقة بمحبتک،وافئدتهم منخلعة من مهابتک یامن انوارقد سہ لابصارمحبیہ رائقة وسبحات وجهہ لقلوب عارفیہ شائقة،ویامنیٰ قلوب المشتاقین،ویاغایة آمال المحبّین اسأ لک حبّک وحبّ من یحبّک،وحبّ کلّ عمل یوصلني الی قربک،وان تجعلک احبّ الیّ مماسواک وان تجعل حبی ایّاک قائداًالی رضوانک وشوقي الیک ذائداًعن عصیانک،وامنن بالنظرالیک عليّ وانظربعین الودوالعطف اليّ،ولاتصرف عني وجهک > (ا)

"خدایا! وہ کون ہے جس کو تیری محبت کا مزہ مل گیاہے ہو اوراس کے بعدبھی تیرا بدل تلاش کر رہا ہے اور وہ کون ہے جو تیرے انس سے مانوس ہوگیا اور اس کے بعد تجھ سے ہٹناچاہتاہے ؟

خدایا !ہمیں ان لوگوں میں قراردے جن کو قرب اوراپنی محبت کےلئے منتخب کیا ہے اور دوستی کےلئے خالص قراردیا ہے اپنی ملاقات کا مشتاق بنایا ہے اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظرکرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضاکاتحفہ دیا ہے اپنے فراق اور ناراضگی سے بچایاہے اور اپنے بمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کر لیاہے اور اپنے مشاہدہ کےلئے انھیںچن لیا ہے اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عنایت کی ہے اور اپنی محبت کےلئے ان کے دلوںکو خالی کر لیا ہے اپنے ثواب کے لئے راغب بنایا ہے اور اپنے ذکر کا الہام کیا ہے اپنے شکر کی توفیق دی ہے اور اپنی اطاعت کے لئے مشغول کیا ہے اپنے نیک بندوں میں قرار دیا ہے اور اپنی منا جات کےلئے چن لیا ہے اور ہراس چیز سے الگ کر دیا ہے جو بندے کو تجھ سے الگ کرسکے۔

خدا یا !مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کا طریقہ تیری طرف توجہ اور اشتیاق ہے اور ان کی زندگی عاشقانہ نا لہ ٔ وآہ سے پر ہیں اور پیشانیاں تیرے سجدہ میںجھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اوران کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں۔ ان کے قلوب تیرے خوف سے دنیا سے الگ ہوگئے ہیں اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کےلئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کےلئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اوراے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا میں تجھ سے تیری اورتیرے چاہنے

---

(۱)بحارالانوار جلد ۶۴ صفحہ/ ۱۴۸ ۔

والوںکی،اور ہر نیک عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھ کو تیرے قرب تک پہونچادے اور تجھے ساری کائنات سے محبوب بنادے اور اس کے بعد تواسی رضا کو اپنی رضا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور اسی شوق کو اپنی معصیت سے بچنے کاوسیلہ بنا دینا، مجھ پریہ احسان کر کہ میری نگاہ تیری طرف رہے اور توخودمجھے عطوفت کی نگاہ سے دیکھتارہے اور اپنے منھ کو مجھ سے موڑنہ لینا"

دعا ء کے یہ فقرے محبت ، شوق اور اُنس کا بیکراں خزانہ ہیں ہم دعاکے ان فقروں پر کو ئی حاشیہ نہیں لگانا چا ہتے اور ہر گز ہمارے اندر اتنی استطاعت بھی نہیں ہے جوان دعاؤں کے فقروں کو اور خوبصورت بناکر بیان کریں اور ہم اتنی صلاحیت واستعداد کے مالک بھی نہیں ہیں کہ اللہ سے دعا محبت اور ادب پر کو ئی حاشیہ لگا سکیں ۔

سب سے پہلے ہماری نظر دعا کے ان فقروں پر مرکوز ہو جاتی ہے جن کے ذریعہ امام نے اپنے رب کو پکارا ہے :

<یامنیٰ قلوب المشتاقین ویاغایة آمال المحبّین۔۔ >۔< یامن انوارقدسہ لابصارمحبیہ رائقة وسبحات وجهہ لقلوب عارفیہ شائقة>" اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کےلئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کےلئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو "

اس دعا میں امام علیہ السلام نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں اور بندہ اپنے پروردگار سے ان ہی تین عظیم چیزوں کو طلب کرتا ہے ۔
۱۔آپ نے سب سے پہلے اللہ سے دعا فرمائی کہ وہ ان نفس کا انتخاب فرمائے اُن کے نفس (قلب)کو اپنی محبت کےلئے خالص کردے ،جن چیزوں کا وہ مالک ہے ان کی طرف رغبت دلائے ،ان کے دل کو اپنی محبت میں مشغول کردے ،جو چیزیں اس نے خود سے منقطع کی ہیں اُن سے بھی منقطع کردے اور جو چیزیں خود سے دور کی ہیں ان سے بھی دورفرما دے ۔
امام علیہ السلام نے خداوندعالم سے جو کچھ طلب فرمایاہے اس پر گا مزن ہو نے کیلئے سب سے پہلے اس چیز کا ہونا ضروری ہے اور اس کے آغاز وابتداء کے بغیر انسان اللہ سے ملاقات کر نے کےلئے اس مشکل راستہ پر گامزن نہیں ہوسکتا اور وجہ اللہ کاہر بنی اور صدیق بآسانی مشاہدہ کر سکتا ہے ۔
اگر چہ وجہ اللہ پر نظر کر نا رزق ہے اور اللہاپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے یہ رزق عطا کرنے کےلئے منتخب کر لیتا ہے لہٰذا بندے کےلئے اللہ کے رزق کو حاصل کر کے اس کی کنجیاں حاصل کرنا ضروری ہے جب خداوندعالم اپنے بندہ کو رزق عطا کر تا ہے تو اس کو اس رزق کے درواز ے اور کنجیاں بھی عطاکر دیتا ہے اور اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے ۔
کچھ لوگ اللہتعالیٰ سے بغیر درواز ے اور کنجیوں کے رزق طلب کرتے ہیں وہ اللہ کواس کی ان سنتوں اور قوانین کے خلاف پکارتے ہیں جن کو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا ہے۔
انسان کو جن دروازوں سے خداوندعالم سے ملاقات اور وجہہ کریم کا مشاہدہ کرنے کےلئے اقدام کرنا چاہئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:
۱۔دل کو ہر طرح کے گناہ رنج وغم اور دنیا سے لولگا نے سے پرہیز کرنا چاہئے جس کو علما ء تخلیہ کہتے ہیں (یعنی دل کو ہر طرح کے رنج وغم اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے لولگا نے سے خالی ہونا چاہئے)
امام علیہ السلام فرما تے ہیں :
<واجعلناممن اخلصتہ لودّک ومحبّتک،واخلیت وجھہ لک، وفرّغت فوٴادہ لحبّک،وقطعت عنہ کل شي ءٍ یقطعہ عنک>
"خدایا! ہم کوان لوگوں میں سے قرار دے جن کو اپنی محبت اور مودت کےلئے خالص کیا ہے اور اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عطاکی ہے اور اپنی محبت کےلئے ان کے دلوںکوخالی کر لیا ہے اور ہر اس چیز سے الگ کر دیا ہے جو بندہ کو تجھ سے الگ کرسکے "
منفی پہلو کے اعتبار سے ابتداء میںیہ پہلا مرحلہ ہے۔
علماء کے قول کے مطابق ابتداء میں دوسرا مرحلہ <التحلیہ ۔التخلیہ >کے بالمقا بل ہے یہ وہ ایجابی مطلب ہے جس کو امام علیہ السلام نے مندرجہ ذیل فقروں میں خداوندعالم سے طلب فرمایا ہے :
<رضّیتہ بقضائک،وحبوتہ برضاک وخصصتہ بمعرفتک،واھلّتہ لعبادتک،ورغّبتہ فیما عندک ،والھمتہ ذکرک،واوزعتہ شکرک،وشغلتہ بطاعتک،وصیّرتہ من صالحي بریتک،واخترتہ لمناجاتک>
واجعلناجباھھم ساجدۃ لعظمتک،وعیونھم ساھرۃ فی خدمتک،و دموعھم سائلۃ من خشیتک،وافئدتھم منخلعة من رھبتک >
"اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظرکرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضاکاتحفہ دیا ہے اپنے فراق اور ناراضگی سے بچایاہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کر لیاہے اور اپنے مشاہدہ کےلئے انہیںچُن لیا ہے"
"اور پیشانیاں تیرے سجدہ میںجھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اوران کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں"

ان دونوں باتوں سے گفتگو کا آغاز اللہ سے لو لگا نے کی کنجی ہے یہ وہ
راستہ ہے جس پر انسان کے گا مزن رہنے کی غرض اللہ سے ملاقات ،اس کے وجہہ
کریم اور جمال و جلال کا مشا ہدہ کرنا ہے ۔
٢۔دوسرا مرحلہ بھی پہلے مرحلہ پر مترتب ہے اور یہ اللہ سے ملاقات کر نے
کا درمیانی راستہ ہے ۔اور اسکے بغیر انسان اللہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اسکے قرب
و جوار تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔
<فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَمَلِیْکٍ مُقْتَدِرٍ >(١)
“اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے ”
انسان کو اس مقصد تک پہنچا نے والی سواری جس کی ہر نبی ،ولی
،صدیق اور شہید نے تمنّا کی ہے وہ محبت اللہ سے انس اور اللھسے شوق ملاقات
ہے محبت شوق اور انس کے بغیر انسان اللہ کے بتا ئے ہوئے اس بلندمرتبہ تک
ترقی کرنا ممکن نہیں ہے ۔
محبت شوق اور اُنس، اللہ کے رزق ہیں بیشک اللہ اپنا رزق بندوں میں سے
جس بندہ کا چاہے انتخاب کرکے عطاکر سکتاہے لیکن جن مقدمات کو امام نے ذکر
کیا ہے ہم ان مقدمات کو اس مناجات کے فقروں میں الگ الگ مشاہدہ کر تے ہیں ۔
امام علیہ السلام بڑے ہی اصرار کے ساتھ ان چیزوں کو خدا سے طلب کرتے
ہیں اور مختلف وسیلوں اور تعبیروں سے خداسے متوسّل ہوتے ہیں آپ عمدہ جملوں
سے خداوند عالم کو پکا رتے ہیں : <یا منیٰ قلوب المشتا قین ویاغایة آمال
المحبین>
“ اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اوراے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا ”
پھر آپ اللہ کی محبت ،خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس کی محبت اور ہر
اس عمل کی محبت مانگتے ہیں جو بندہ کو اللہ کے قرب و جوار تک پہنچا تا ہے ۔
ہم براہ راست امام علیہ السلام کے کلمات میں غور و فکر کرتے ہیں اس لئے
کہ حاشیہ پردازی
ہما رے براہ راست آفاق میں محبت کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے کے لمحات
واوقات کو تباہ و برباد کردے گی جس محبت کو امام علیہ السلام نے ہما رے لئے اس
دعا میں پیش کیا ہے :

---

(١)سورئہ قمر آیت ۵۵

<اٴسْاٴ لُکَ حبّکَ وَحبَ مَن یحبّکَ،وحبّ کل عمل یوصلني الیٰ قربک،وان
تجعلک احبّ اليَّ مماسواک،وان تجعل حبي ایاک قائِداً الیٰ رضوانکَ،وشوقي الیک
ذائدا عن عصیانک وامنن بالنظرالیک عليَّ وانظر بعین الود والعطف الیولا تصرف عنّي
وجهک ”
اور آپ نے فرمایا :<واجعلناممن شوّقتہ الیٰ لقائک ،واعذتہ من هجرک وقلاک
وهیمت قلبہ لارادتک >
اس کے بعد آپ نے فرمایا :
< اللهم اجعلناممّن دابهم الارتیاج الیک والحنین ،ودهرههم الزفرة
والانین۔۔قلوبهم متعلقة بمحبّتک،و افئد تهم منخلعة من مهابتکَ>
ان جملوں کو مندرجہ ذیل چار چیزوں میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے :
١۔ہم اس کے ہجر و فراق سے پناہ چاہتے ہیں ۔
٢۔ہم کو اپنی محبت اور مودّت کا رزق عطا کر۔
٣۔ہم کو اپنے سے مانوس ہو نے کا رزق عطا کر۔
۴۔ہم کو اپنی ملا قات کا شوق عطا کر۔
امام علیہ السلام نے “ا نس اور شوق ”کو اس مختصر سے جملہ میں سمو
دیا ہے :
<واجعلنا ممن دابهم الارتیاج الیک والحنین >

اللہ سے خوش ہو نا اس کی طرف راغب ہو نے کے علا وہ ہے اور ان دو نوں چیزوں کو امام علیہ السلام نے اللہ سے طلب کیا ہے ۔ارتیاح (خو ش ہو نا)وہ انسیت ہے جو ملا قات سے پیدا ہو تی ہے اور رغبت وہ شوق ہے جو انسان کو اللہ سے ملاقات کر نے کےلئے اُکساتا ہے ۔

۳۔اس عظیم و بزرگ دعا میں اللہ سے لو لگانے کے لئے سواری، سب سے عظیم آخری مقصد جس کو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین نے بھی طلب فرمایا ہے وہ خدا وند عالم کے وجہ کا دیدار کرنا ہے ،اس مقصد تک وہی افراد پہنچ سکتے ہیں جن کو خدا وندذ عالم نے اپنے قرب و جوا ر کےلئے منتخب فرمایا ہے ۔

امام علیہ السلام فر ما تے ہیں :

<وَاجْعَلْنَامِمَّنْ مَنْحَتَہُ النَّظَرَاِلٰی وَجْہِکَ وَبَوَّأتَہُ مَقْعَدَالصِّدْقَ فِي جَوَا رِکَ وَاجْتَبَیْتَہُ لِمُشَاھَدَتِکَ۔۔وَامْنُنْ بِالنَّظَرِ اِلَیْکَ عَلَيَّ>

"اور ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کواپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انھیں چُن لیاہے ۔۔۔اور مجھ پر یہ احسان کرکہ میری نگاہ تیری طرف رہے "

انسان اپنے پروردگار کے وجہ کا دیدار اور اس کے جلا ل و جمال کا قریب سے مشا ہدہ کرنے کی آرزو رکھتا ہے ،اس کے قرب و جوار میں بیٹھنے کی خو اہش و تمنا رکھتا ہے اور اپنے پروردگار سے شراباً طہورا سے سیراب ہو نا چا ہتا ہے ۔

دوسری صورت

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام کی دعا ؤ ں میں شوق اور انس و محبت کی دوسری صورت پرپوں روشنی ڈالی گئی ہے :

<اِلٰہِی فَاسْلُکْ بِنَاسُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَیْکَ وَسَیِّرْنَافِی اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَیْکَ قَرِّبْ عَلَیْنَا الْبَعِیْدَ وَسَہِّلْ عَلَیْنَاالْعَسِیْرَالشَّدِیْدَ وَاَلْحِقْنَابِعِبَادِکَ الَّذِیْنَ ھُمْ بِا لْبِدَاراِلَیْکَ یُسَارِعُوْنَ وَبَابَکَ عَلَی الدَّوَامِ یَطْرُقُوْنَ وَ اِیَّاکَ فِی اللَّیْلِ وَالنَّہَارِیَعْبُدُوْنَ وھُمْ مِنْ ھَیْبَتِکَ مُشْفِقُوْنَ الَّذِیْنَ صَفَّیْتَ لَہُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَہُمُ الرَّغَائِبَ وَاَنْجَحْتَ لَہُمُ الْمَطَالِبَ وَقَضَیْتَ لَہُمْ مِنْ فَضْلِکَ الْمَآرِبَ وَمَلَأتَ لَہُمْ ضَمَائِرَھُمْ مِنْ حُبِّکَ وَرَوَّیْتَہُمْ مِنْ صَافِي شِرْبِکَ فَبِکَ اِلٰی لَذِیْذِ مُنَاجَاتِکَ وَصَلُوْاوَمِنْکَ اَقْصٰی مَقَاصِدِھِمْ حَصَّلُوْافَیَامَنْ ھُوَعَلٰی الْمُقْبِلِیْنَ عَلَیْہِ مُقْبِلٌ وَبِالْعَطْفِ عَلَیْہِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ وَبِالْغَا فِلِیْنَ عَنْ ذِکْرِہِ رَحِیْمٌ رَؤُفٌ وَبِجَذْبِہِمْ اِلٰی بَابِہِ وَدُوْدٌعَطُوْفٌ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَنِي مِنْ اَوْفَرِھِمْ مِنْکَ حَظّاًوَ اَعْلَاھُمْ عِنْدَکَ مَنْزِلاً وَاَجْزَلِہِمْ مِنْ وُدِّکَ قِسْماًوَاَفْضَلِہِمْ فِي مَعْرِفَتِکَ نَصِیْباً فَقَدْ اِنْقَطَعَتْ اِلَیْکَ ھِمَّتِي وَانْصَرَفَتْ نَحْوَکَ رَغْبَتِي فَاَنْتَ لَاغَیْرُکَ مُرَادِي وَلَکَ لَاسِوَاکَ سَہَرِيْ وَ سُہَادِيْ وَلِقَاؤُکَ قُرَّةَ عَیْنِيْ ووَصْلُکَ مُنٰی نَفْسِيْ وَاِلَیْکَ شَوْقِي وَفِيْ مَحَبَّتِکَ وَلَہِيْ وَاِلٰی ھَوَاکَ صَبَابَتِيْ وَرِضَاکَ بُغْیَتِيْ وَ رُئْیَتُکَ حَاجَتِيْ وَجِوَارُکَ طَلَبِيْ وَ قُرْبُکَ غَایَةُ سُؤْلِيْ وَفِيْ مُنَاجَاتِکَ رَوْحِيْوَرَاحَتِيْ وَعِنْدَکَ دَوَاءُ عِلَّتِيْ وَشِفَاءُ غُلَّتِيْ وَبَرْدُلَوْعَتِيْ وَکَشْفُ کُرْبَتِيْ فَکُنْ اَنِیْسِيْ فِیْ وَحْشَتِيْ وَمُقِیْلَ عَثْرَتِيْ وَغَافِرَ زَلَّتِيْ وَقَابِلَ تَوْبَتِيْوَمُجِیْبَ دَعْوَتِيْ وَوَلِّيَ عِصْمَتِي وَمُغْنِيَ فَاقَتِيْ وَلَاتَقْطَعْنِيْ عَنْکَ وَلَاتُبْعِدْ نِيْ مِنْکَ یَانَعِیْمِي وَجَنَّتِيْ وَیَا دُنْیَايَ وَآخِرَتِيْ >(۱)

"خدا یا!ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں کی ہدایت فرما دے اور ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلادے ،ہر دور کو قریب ، ہرسخت اور مشکل کو آسان بنا دے اور ہمیں ان بندوں سے ملا دے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اورہمیشہ تیرے درکرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کر تے ہیں اور تیری ہی ہیبت سے خوفزدہ رہتے ہیں،جن کے لئے تو نے چشمے صاف کردئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیاہے اور ان کے مطالب کو پورا کردیاہے اور اپنے فضل سے ان کی حا جتوں کو مکمل کردیاہے اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیاہے اور اپنے صاف چشمہ سے انھیں سیراب کردیاہے وہ تیرے ہی ذریعہ تیری لذیذ مناجات تک پہنچے ہیں اور تیرے ہی ذریعہ انھوں نے اپنے بلندترین مقاصد کو حا صل کیا ہے اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کااستقبال کرتا ہے اور ان پرمسلسل مہر بانی کرتاہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پربھی مہربان رہتا ہے اور انھیں محبت کے ساتھ اپنے در وازے کی طرف کھینچ لیتا ہے خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے اپنی بہترین نعمت کاسب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا

مالک بنا دے اور اپنی محبت کاعظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلند ترین مرتبہ دیدے چونکہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتاہوں کسی اور کےلئے نہیں تیری ملاقات میری آنکھوںکی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اور تیری جانب میرا شوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بے قراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے اور تیری ہی رضا میری آرزوہے تیری ہی ملاقات میری حا جت ہے اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے اور تیری منا جات میں میری راحت ا ور سکون ہے تیرے پاس میرے مرض کی دواہے اورمیری تشنگی کا علاج ہے ،غم کی بیقراری کی ٹھنڈک، رنج و غم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے ، تو میری وحشت میں میرا انیس لغزشوں میں کا سنبھالنے والا اور خطاؤں کومعاف کرنے والا اور میری تو بہ کو قبول کرنے والا اورمیری دعاکا قبول کرنے والا ،میری حفاظت کا ذمہ دار فاقہ میں غنی بنانے والاہے مجھے اپنے سے الگ نہ کرنا اپنی بارگاہ سے دور نہ کرنا اے میری نعمت، اے میری جنت اے میری دنیا و آخرت ”

یہ منا جات کا نہا یت ہی بزرگ ٹکڑا ہے اور دعا کے آداب میں سے بہت ہی عمدہ طریقہ ہے ، اہل بیت علیہم السلام کے عمدہ و بہترین کلمات میں سے ایک بہترین کلمہ ہے :دعا ،تضرع اور محبت کے سلسلہ میں ،اور یہ بہت زیادہ غور و فکر کا مستحق ہے۔

---

(۱)بحا رالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۸۔

ہم اس مناجات میں بیان کی گئی حب الٰہی کی بعض صورتوں اور افکار پر صرصری نظر ڈالتے ہیں :

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام مناجات کے آغاز میں پروردگار عالم سے سہارے کی تمنا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم کو اپنی طرف پہنچنے والے راستوں پر چلا دے ۔اس پوری دعا کا خلاصہ یہی جملے ہیں اور دعا کے سب سے اہم مطالب ہیں اس دعا میں حضرت امام زین العابدین خدا سے دنیا اور آخرت کی دعا نہیں ما نگتے ہیں بلکہ آپ خدا سے اپنے سے شر عی محبت کا مطالبہ فر ما تے ہیں ، اس کا قرب ،اس تک رسائی اور اس کا جوار طلب کرتے ہیں اور اپنا ٹھکانا انبیاء علیہم السلام ،شہدا ء اور صدیقین کے ساتھ طلب کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام فر ما تے ہیں :<اِلٰہی فَاسْلُکْ بِنَاسُبُلُ الْوَصُوْلِ اِلَیْکَ>،آپ نے واحد صیغہ“سبیل الْوَصُوْلِ اَلَیْکَ ”نہیں فر ما یاہے بلکہ آپ نے “سُبُلُ الْوَصُوْل”جمع کا صیغہ استعمال فر ما یا ہے چو نکہ خدا وند عالم تک رسائی کا راستہ ایک ہی ہے متعدد راستے نہیں ہیں اور قرآن کریم نے بھی واحد “صراط ”راستہ کا تذکرہ کیا ہے :

<اِہْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَاالضَّالِیْنَ >(۱)

“ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر عضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں ”

آیت:<وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ >(۲)

---

(۱)سورئہ فا تحہ آیت/ ۶۔۷۔

(۲)سورئہ بقرہ آیت/ ۲۱۳۔

“ اور اللّٰہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے ”

اور آیت: <وَیَہْدِیْہِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ>(۱)

“اور انھیں صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے ”

اور آیت:

<وَاجْتَبَیْنَاہُمْ وَہَدَیْنَاہُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ >(۲)

“انھیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستے کی ہدایت کردی”

لیکن "سبیل "جمع کے صیغہ کے ساتھ قرآن کریم میں حق اور باطل کے سلسلہ میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے :

<یَهْدِیْ بِہِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہُ سُبُلَ السَّلَامِ>(۳)

"جس کے ذریعہ خدا اپنی خشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے "

آیت:<لَاتَتَّبِعُوْاالسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہِ >(۴)

"اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جا ؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جا ؤ گے "

آیت:<وَمَالَنَااَلَّانَتَوَکَّلَ عَلٰی اللهِ وَقَدْهَدَانَاسُبُلَنَا>(۵)

"اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جب کہ اسی نے ہمیں ہمارے راستوں کی ہدایت دی ہے "

----

(۱)سورئہ ما ئدہ آیت/ ۱۶۔

(۲)سورئہ انعام آیت/ ۸۷۔

(۳)سورئہ ما ئدہ آیت/ ۱۶۔

(۴)سورئہ انعام آیت/ ۱۵۳۔

(۵)سورئہ ابرا ہیم آیت/ ۱۲۔

آیت:<وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْافِیْنَالَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَاوَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ >(۱)

"اور جن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے اور یقینا اللہ حسن عمل والوں کے ساتھ ہے "

اللہ نے انسانوں کے چلنے کےلئے متعدد را ستے بنا ئے ہیں جن پر وہ اللہ تک رسائی کےلئے گا مزن ہو تے ہیں اور علما ء کے درمیان یہ مشہور ہے :

<اِنَّ الطّرق الیٰ اللہ بعددانفاس الخلا ئق >

"خدا وند عالم کی طرف جانے والے راستے اتنے ہی ہیں جتنی مخلوقات کے سانس کی تعداد ہے "

یہ تمام راستے اللہ تک پہنچنے والے صراط مستقیم کے ما تحت جا ری ہو تے ہیں لیکن خداوند عالم نے ہر انسان کےلئے ایک طریقہ قرار دیا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے رب کی معرفت حا صل کرتا ہے اور خدا تک پہنچنے کےلئے اس پر گا مزن ہو تا ہے ۔

کچھ لوگ علم اور عقل کے راستہ کے ذریعہ خدا تک رسا ئی حا صل کر تے ہیں ،کچھ لوگ اور دل کے ذریعہ خدا تک پہنچتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے ساتھ معاملات اور تجا رت کے ذریعہ اس کی معرفت حا صل کر سکتے ہیں اور سب سے افضل و بہتر طریقہ یہی ہے کہ انسان براہ راست خدا وند عالم سے معا ملہ کرے اور اس کی عطا و بخشش اخذ کرے ۔اس سلسلہ میں خدا وند عالم کا ارشاد ہے :

<یَاَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْاهَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ >(۲)

"ایمان والو کیا تمھیں ایسی تجارت کی طرف رہنما ئی کروں جو تمھیں درد ناک عذاب سے بچا لے "

----

(۱)سورئہ عنکبوت آیت/ ۶۹۔

(۲)سورئہ صف آیت/ ۱۰۔

اور خدا وند عالم کا یہ فر مان ہے :

<وَمِنْ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَاللهُ رَوٴُفٌ بِالْعِبَادِ>(۲)

"اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مر ضی ٔ پروردگار کےلئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہر بان ہے "

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام خدا وند عالم سے اس تک پہنچنے کے متعدد راستے طلب کر تے ہیں ۔جب انسان خدا وند عالم تک رسا ئی کی خا طر متعددراستے طے کرے گا تو اس کا خدا کے قرب و جوار تک پہنچنا زیادہ قوی و بلیغ ہو گا ۔

اس کے بعد حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام پروردگار عالم سے اُس کے اُن صالحین بندوں سے ملحق ہو نے کی خو ا ہش کرتے ہیں جو اللہ سے لو لگا نے میں دو سروں سے سبقت کرتے ہیں اور رات دن اللہ کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہتے ہیں ۔

اللہ تک رسا ئی کا راستہ بہت دشوار ہے اس طریقہ کی قرآن کریم نے "ذات الشو کة "کے نام سے تعبیر کی ہے ۔بہت سے لوگ ہیں جو اس طریقہ کی بڑے عزم و صدق و صفا سے سیر کا آغاز کرتے ہیں لیکن وہ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد ڈنوا ڈول (بہک)ہو جا تے ہیں ۔

اس کے بعد حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام خدا سے یوں سوال کرتے ہیں کہ اے خدا مجھ کو اپنی قربت عطا کر ، اس مشکل سفر میں میرے راستہ کو آسان کر ،مجھے گذشتہ صا لحین سے ملحق فر ما چونکہ اولیاء اورخار دار راستہ کو طے کرنے کےلئے صالحین کی معیت اور مصاحبت سب کے دلوں کو محکم کر دیتی ہے اور راستہ تک پہچانے کےلئے ان کے عزم و ارادہ میں اضافہ کر تی ہے ۔

بیشک اللہ تک رسا ئی بہت مشکل ہے جب کچھ صالحین بندے اس راستہ کو طے کرتے ہیں تو

----

(٢)سورئہ بقرہ آیت/٢٠٧۔

وہ ایک دو سرے سے تمسک اختیار کرتے ہیں ،حق اور صبر کی وصیت کرتے ہیں ۔اسی طرح ان کے لئے "ذات الشوکہ "راستہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے ۔

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام اس مشکل اور طویل راستہ کو طے کر نے اور صالحین کے تقرب اور ان سے ملحق ہو نے کےلئے فر ما تے ہیں :

<وَسَيِّرْنَافِی اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوَفُوْدِعَلَيْکَ قَرِّبْ عَلَيْنَاالْبَعِيْدوَسَهِّلْ عَلَيْنَا الْعَسِيْرالشَّدِيْد،وَاَلْحَقْنَابِعِبَادِکَ الَّذِيْنَ هُمْ بِالْبَدَارِاِلَيْکَ يُسَارِعُوْنَ وَبَابُکَ علیٰ الدَّوَامِ يَطرُقُوْنَ وَاِيَّاکَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِيَعْبُدُوْنَ >

"خدا یا ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلادے ،ہر دور کو قریب ، ہرسخت اور مشکل کو آسان بنا دے اور ہمیں ان بندوں سے ملا دے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اورہمیشہ تیرے درکرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کر تے ہیں "

دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام صالحین کی صفات بیان فر ما تے ہیں جن سے آپ ملحق ہو نے کےلئے اللہ سے سوال کرتے ہیں اور ان کو ایسی عظیم صفت سے متصف کرتے ہیں جس کے بارے میں بہت زیادہ تفکر اور غور و فکر کی ضرورت ہے :

< صَفَّيْتَ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَهُمُ الرَّغَائِبَ ... وَمَلَاْتَ لَهُمْ ضَمَائِرَهُمْ مِنْ حُبِّکَ وَرَوَّيْتَهُمْ مِنْ صَافِیْ شِرِبِکَ>

"جن کے لئے تو نے چشمے صاف کردئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیاہے... اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیاہے اور اپنے صاف چشمہ سے انھیں سیراب کردیاہے "

یہ کونسی صاف ،شفاف ا ورپاکیزہ شراب ہے جس سے ان کا پروردگار انھیں دنیا میں سیراب کریگا ؟اور وہ کونساظرف ہے جن کو اللہ نے اپنی محبت سے پُر کردیا ہے ؟

بیشک وہ پاک وپاکیزہ اور صاف وشفّاف شراب ،محبت ،یقین ،اخلاص اور معرفت ہے اور ظرف دل ہے ۔

خداوندعالم نے انسان کو معرفت ،یقین اور محبت کےلئے بہت سے ظروف کا رزق عطا کیا ہے لیکن ۔قلب ۔دل ۔ان سب میں اعظم ہے ۔

جب خداوندعالم کسی بندہ کو منتخب کر لیتا ہے تو اس کے دل کو پاک وپاکیزہ اور صاف وشفاف شراب سے سیراب کردیتاہے تو اس کا عمل رفتار وگفتار اور اس کی عطا وبخشش بھی اس شراب کے مثل پاک وپاکیزہ اور صاف وشفاف ہوگی ۔
بیشک دل کی واردات اور صادرات میں مشا بہت اور سخنیت پائی جاتی ہے جب دل کی واردات پاک صاف خالص اور گوارا ہیں تو دل کی صادرات بھی اسی کے مشابہ ہونگی تو پھر بندہ کا فعل گفتار ،نظریات اخلاق موقف اور اس کی عطا وبخشش صاف اور گوارا ہوگی جب دل کی واردا ت گندی یا کثافت سے مخلوط ہوگی جن کو شیاطین اپنے دوستوں کو بتایا کر تے ہیں تو لامحالہ دل کی صادرات کذب ونفاق ،خبث نفس اور اللھورسول سے روگردانی کے مشابہ ہو گی ۔
رسول اسلام (ص) سے مروی ہے کہ :
<انّ في القلب لمّتين :لمّة من الملک،وایعادبالخیروتصدیق بالحق،ولمّة من العدو:ایعادبالشرّوتکذیب للحق ۔فمن وجد ذالک فلیعلم انہ من اللّٰہ،ومن وجد الآخرفلیتعوّذ باللّٰہ من الشیطان >ثمّ قرأ <اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَوَیَامُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللهُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَةً مِنْہُ وَفَضْلاً >(۱)

----
(۱) سورئہ بقرہ آیت/۲۶۸

اور حق کی تصدیق کے لئے ہو تی ہے جبکہ دو سری حالت دشمن کی جانب سے ہو تی ہے جو برا ئی کے وعدے اور حق کی تکذیب کی شکل میں ظاہر ہو تی ہے جس کو پہلی حالت مل جائے اس کو معلوم ہو نا چا ہئے کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے ہے اور جس کو دوسری حالت ملے اس کو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :
<اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَوَیَامُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللهُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَةً مِنْہُ وَفَضْلاً>(۱)
“شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمھیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل و احسان کا وعدہ کر تا ہے”
فرشتہ والی حالت یہ دل کی طرف ربّانی واردات ہے اور شیطان کی حالت یہ دل کی طرف شیطانی واردات ہے۔
کیا تم نے شہدکی مکھی کا مشاہدہ نہیں کیا جو پھولوں سے رس چُوستی ہے لوگوں کےلئے میٹھا شہد مہیا کرتی ہے اس میں لوگوں کےلئے شفاء ہے لہٰذاجب وہ کثیف جگہوں سے اپنی غذا مہیا کرے گی تواس کا بھی ویسا ہی اثر ہوگا ۔
خداوندعالم اپنے خلیل ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیم السلام سے فرما تا ہے:
<وَاذکُرْعِبَادَنَااِبْرَاہِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الاَیْدِیْ وَ ا لْاَبْصَار اِنَّااَخْلَصْنَاھُمْ بِخَالِصَةٍ ذِکْرَی الدَّاروَاِنَّھُمْ عِنْدَنَالِمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَار> (۲)
“اوراے پیغمبر ہمارے بندے ابراہیم اسحاق اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور

----
(۱)تفسیر المیزان جلد ۲صفحہ ۴۰۴ ۔
(۲)سورئہ ص آیت ۴۵۔۴۷۔

صاحبان بصیرت تھے ہم نے ان کو آخرت کی یا د کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا اور وہ ہما رے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے ”
یہ عظیم صفت جو اللہ نے ان جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو عطا کی ہے وہ قوت اور بصیرت ہے ایدی اور ابصار یہ اس خالص شراب کا نتیجہ ہے جو اللہ نے ان کو عطا کی ہے :
<اِنَّااَخْلَصْنَاھُمْ بِخَالِصَةٍ ذِکْرَی الدَّار>(۱)
“ہم نے ان کو آخرت کی یا د کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا ”

اگر خداوندعالم نے ان کو اس خالص ذکری الدار سے مزّین نہ فرمایا ہوتا تو وہ ان کےلئے نہ قوت ہوتی اور نہ بصیرت ۔(۲)
اگر انسان پاک و صاف اور اچھے اعمال انجام دیتا ہے تو اس کےلئے پاک و شفاف غذا نوش کرنا ضروری ہے اور انسان کا دل وہی واپس کرتا ہے جو کچھ وہ اخذ کرتا ہے ۔

اصل اختیار

ہم قلب و دل کی واردات اور صادرات اور ان کے ما بین مشا بہت اور سنخیت کو بیان کرنے کے بعد یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں :یہ گفتار اصل اختیار سے کو ئی منا فات نہیں رکھتی ہے جو متعدد قرآنی

---

(۱)سورئہ ص آیت/۴۶۔

(۲)اس مقام پر قلب کی واردات اور صادرات کے ما بین جدلی تعلق ہے اگر دل کی واردات اچھی ہو ں گی اس کے بر عکس بھی صحیح ہے یعنی جب انسان نیک اعمال انجام دیتا ہے تو خدا وند عالم اس کو منتخب کر لیتا ہے اور جب انسان برے کام انجام دیتا ہے تو خدا وند عالم اس سے پاک و صاف خالص شراب سے پردہ کر لیتا ہے اور اس کو خود اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ اسی طرح کھاتاپیتا ہے جس طرح شیطان اور خو اہشات نفسانی اس کی رہنما ئی کرتے ہیں اور لوگ شیطان اور خو اہشات نفسانی کے دسترخوان سے غذا نوش کرتے ہیں ۔

مفا ہیم اور افکار کی بنیاد ہے ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دل ایک خا لی ظرف ہے جو کچھ خیر وشر اس میں ڈالا جاتا ہے اسی کو واپس کرتاہے بلکہ دل ایسا ظرف ہے جو کچھ اس میں ڈالا جاتا ہے اس کو اخذ کرلیتا ہے اور حق کو باطل اور خیر کو شر سے جدا کرتا ہے ۔

افکار اسلامی اصولوں میں سے یہ ایک اصل ہے اس اصل کی بنیاد "وعا القلب " ہے اور اسی "اختیار " پر اسلام کے متعدد مسا ئل ،اصول اور قضایا مو قوف ہیں ۔

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے کہ انسانی حیات میں دل کے کردار کی بہت زیادہ تا کید کی گئی ہے کہ وہ حق و باطل کو جدا کرنے پر قادر ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت دا و ٔد نے اپنے پروردگار سے یوں منا جات کی ہے :

"الٰہي لکل ملک خزانة،فأین خزائنک؟فقال جلّ جلالہ:لی خزانة أعظم من العرش،واوسع من الکرسي،واطیب مِن الجنّة،وأزین من الملکوت، أرضهاالمعرفة،وسماء وهاالایمان،وشمسهاالشوق،وقمرهاالمحبة ،و نجومها الخواطر، و سحابها العقل،ومطرهاالرحمة،وشجرهاالطاعة،وثمرها الحکمة،ولهااربعة ارکان:التوکّل والتفکیر،والأُنسُ والذکرولهااربعة ابواب: العلم والحکمة والصبروالرضا۔الاوهي القلب >(۱)

"اے میرے پروردگار ہر ملک کا خزانہ ہو تا ہے تو تیرا خزانہ کہا ں ہے ؟پروردگار عالم نے فرمایا : میرا خزانہ عرش اعظم ہے ،کر سی سے وسیع ہے ،جنت سے زیادہ پاکیزہ ہے ،ملکوت سے زیادہ مزین ہے زمین اس کی معرفت ہے ،آسمان اس کا ایمان ہے ،سورج اس کا شوق ہے، قمر اس کی محبت

---

(۱)بحارالانوارجلد ۱۵صفحہ۳۹۔

ہے، ستا رے اس کے خیالات ہیں ،عقل اس کے بادل ہیں با رش اس کی رحمت ہے ،طاقت اس کا درخت ہے ،حکمت اس کا پھل ہے ،اسکے چار رکن ہیں :توکل، تفکر ،انس اور ذکر ۔اس کے چار دروازے ہیں :علم ، حکمت ،صبر اور رضا ۔۔۔آگاہ ہو جاؤ وہی دل ہے "

روایت (جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے)سوال اور جواب کی صورت میں رمزی طور پر گفتگو کرتی ہے اور اسلامی روایات میں یہ مشہور و معروف لغت ہے ۔روایت میں ہے کہ خدانے حضرت مو سیٰ سے فر مایا :

"یاموسیٰ جرّد قلبک لحبّي،فاني جعلت قلبک میدان حبي،وبسطت في قلبک ارضاً من معرفتي،وبنیت في قلبک شمساًمن شوقي،وامضیت في قلبک قمراًمن محبتي،وجعلت في قلبک عیناًمن التفکّروادرت في قلبک ریحاًمن توفیقي، وامطرت في قلبک مطراًمن تفضّلي،وزرعت في قلبک زرعاًمن صدقي،وانبت في قلبک اشجاراًمن طاعتي،ووضعت في قلبک جبالاًمن یقیني > (۱)

"اے مو سیٰ اپنے دل کو میری محبت کے لئے خالی کر دو ،کیونکہ میں نے تمہارے دل کو اپنی محبت کا میدان قرار دیا ہے، اور تمہارے دل میں اپنی معرفت کی کچھ زمین ایجاد کی ہے ،اور تمہارے دل میں اپنے شوق کاسورج تعمیر کیا ہے تمہارے دل میں اپنی محبت کا چاند بنایا ہے ،تمہارے دل میں فکر کی آنکھ بنا ئی ہے تمہارے دل میں اپنی تو فیق کی ہوا چلا ئی ہے تمہارے دل میں اپنے فضل کی بارش کی ہے تمہارے دل میں اپنی سچا ئی کی کھیتی کی ہے تمہارے دل میں اپنی اطاعت کے درخت اُگا ئے ہیں تمہارے دل میں اپنے یقین کے پہاڑ رکھے ہیں "

---

(۱)بحارالانوارجلد ۱۵صفحہ۳۹۔

اس روایت میں بھی راز دارانہ گفتگو کی گئی ہے اور دونوں روایات دل کےلئے حق کو باطل اور ہدایت کو ضلالت و گمرا ہی سے جدا کرنے کےلئے واعی کی شرح کر رہی ہیں ۔

ہم پھر مناجات کا رخ کرتے ہیں

اس کے بعد امام علیہ السلام خدا وند عالم کو اس لطیف و رقیق انداز میں پکا رتے ہیں :

<فَیَامَنْ ھُوَعَلٰی الْمُقْبِلِیْنَ عَلَیْہِ مُقْبِلٌ،وَ بِالْعَطْفِ عَلَیْھِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ،وَیا الْغَافِلِیْنَ عَنْ ذِکْرِہِ رَحِیْمٌ رٴَ وفٌ،وَبِجَذْبِھِمْ اِلٰی بَابِہِ وَدُوْدٌعَطُوْفٌ >

" اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کااستقبال کرتا ہے اور ان پرمسلسل مہر بانی کرتاہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پربھی مہربان رہتا ہے اور انھیں محبت کے ساتھ اپنے در وازے کی طرف کھینچ لیتا ہے "

اس مناجات میں دو باتیں شامل ہیں :

بیشک پروردگار عالم اس بندے کا استقبال کرتا ہے جو اس کی خدا ئی کا اقرار کرتا ہے اور اس پر اپنا فضل و کرم کرتا ہے ۔

خدا وند عالم اپنے سے غفلت کرنے والے بندوں پرمہربانی و عطوفت کرتا ہے اور ربانی جذبات کے ذریعہ ان سے غفلت دور کردیتا ہے ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام اللہ سے اس طرح منا جات کرتے ہیں :

< اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِنْ اَوْفَرِھِمْ مِنْکَ حَظّاًوَاَعْلَاھُمْ عِنْدَکَ مَنْزِلاً وَاَجْزَلِھِمْ مِنْ وُدِّکَ قِسْماًوَاَفْضَلِھِمْ فِيْ مَعْرِفَتِکَ نَصِیْباً>

" خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے لئے اپنی بہترین نعمت کاسب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنا دے اور اپنی محبت کاعظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلند ترین مرتبہ دیدے "

دعا کے اس فقرہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو تا ہے :اس جملہ سے پہلے توامام علیہ السلام خدا وند عالم سے یہ درخواست کر رہے تھے کہ مجھ کو ان سے ملحق کردے اور اب یہ تمنا و آرزو کر رہے ہیں کہ اپنے پاس سے میرے زیادہ فضل اور بلند ترین مقام و منزلت قرار دے ،اب اس سوال کو پہلے سوال سے کیسے ملایا جا سکتا ہے ؟

دعا میں اور دعا کرتے وقت امام علیہ السلام کے نفس میں کو نسی چیز مو جزن ہو رہی تھی کہ امام علیہ السلام نے صالحین سے ملحق ہو نے کی دعا کرنے سے پہلے ان پر اپنی سبقت اور امامت کی دعا فر ما ئی ؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس سوال کی تشریح ضروری ہے اور یہ دعا کے اسرار میں سے ایک راز ہے ۔خداوند عالم نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم اس سے دعا کرنے سے فرار اختیار نہ کریں ،دعا کرنے میں بخل سے کام نہ لیں ،جب ہمار ا مو لا کریم ہے ،جب مسئول (جس سے سوال کیا جا رہا ہے)کریم ہے تو اس سے سوال کرنے میں بخل سے کام لینا بہت بری بات ہے ،جس کی رحمت کے خزانوں کی کو ئی انتہا نہیں ہے ،جو ختم ہو نے والے نہیں ہیں اور اس کی کثرت عطا سے صرف اس کا جود و کرم ہی زیادہ ہو تا ہے ۔(۱)

خدا وند عالم نے ہم کو "عباد الر حمن "کے آداب و اخلاق میں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم خدا وند عالم

----

(۱)دعا ئے افتتاح میں آیا ہے :

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْفَا شِیِ فِی الْخَلْقِ اَمْرُہُ وَحَمْدُ ہُ الظَّاہِرِ بِالْکَرَمِ مَجْدُہُ الْبَاسِطِ بِالْجُوْدِ یَدَہُ اَلَّذِیْ لَاتَنْقُصُ خَزَائِنُہُ وَلَاتَزِیْدُہُ کَثْرَۃُ الْعَطَاءِ اِلَّاجُوْداًوَکَرَماًاِنَّہُ ھُوَالْعَزِیْزُالْوَھَّابُ>

"ساری حمد اس خدا کےلئے ہے جس کا امر اوراس کی حمد مخلوقات میں نمایاں ہے اور جس کی بزرگی اس کے کرم کے ذریعہ نمایاں ہے،اور اس کے دونوں ہاتھ بخشش کےلئے کھلے ہوئے ہیں ،اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے ،اور کثرت عطا اس کے یہاں سوائے جود و کرم کے کسی بات کااضافہ نہیں ہو تا ہے"

سے یہ سوال کریں کہ وہ ہم کو متقین کا امام قرار دے:

<وَاجْعَلْنَالِلْمُتَّقِیْنَ اِمَاماً >(۱)

"اور ہم کو متقین کا امام قرار دے "

ہم معصوم علیہم السلام سے وارد ہو نے والی دعا ؤں میں یہ او لو االعزمی والا جملہ بہت زیادہ پڑھا کر تے ہیں :

<آثِرنِی وَلَاتُؤ ثِرْعَلَیَّ اَحَداً >"مجھ کو ترجیح دے اور مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے "

دعائے قاع اور قمہ

دعاؤں کی دو قسمیں ہیں ایک میں بندہ کے مقام اور ان برا ئیوں اور گناہوں کو مجسم کیاجا تا ہے جن سے انسان مرکب ہے جس کو عربی میں قاع کے نام سے یاد کیا گیاہے دوسری قسم میںخداوند عالم کے سلسلہ میں انسان کے شوق اور رجحان کو مجسم کیاجاتاہے اور خدا وند عالم کے جود و کرم وسخاوت اور اس کی رحمت کے خزا نوں کی کو ئی حدنہیں ہے اس کوعربی میں قمہ کہا جاتاہے ۔

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام دعائے اسحا ر میں دونوںکے ما بین اسی نفسی فا صلہ کو بیان فر ما تے ہیں :

<اِذَارَاَیتُ مَوْلَيِ ذُنُوْبِيْ فَزِعْتُ،وَاِذَارَاَیتَ کَرَمَکَ طَمَعْتُ >

"جب میں اپنے گنا ہوں کو دیکھتا ہوں تو ڈرجاتا ہوں اور جب میں تیرے کرم کو دیکھتا ہوں تو پرامیدہوجاتا ہوں "

اور اسی دعا میں آپ فر ما تے ہیں :<عَظُمَ یَاسَیَّدِيْ اَمَلِي وَسَاءَ عَمَلِي فَاَعْطِنِيْ مِنْ عَفْوِکَ بِمِقْدَارِعَمَلِيْ وَلَاتُو اخِذْنِيْ بِاَ سْوَءِ عَمَلِيْ >

----

(۱)سورئہ فر قان آیت/۷۴

"اے میرے مالک میری امیدیں عظیم ہیں اور میرے اعمال بدترین ہیں مجھے اپنے عفوکرم سے بقدرامید دیدے اور میرے بد ترین اعمال کا محاسبہ نہ فرما "

حضرت امیر المو منین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جو دعا کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم فر ما ئی تھی اس میں آپ نے قاع سے ہی آغاز فر ما یا ہے :

<اَللَّھُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِيْ تَھْتِکُ الْعِصَمَ اَللَّھُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ اَللَّھُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تُغَیِّرُالنِّعَمَ اَللَّھُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تَحْبِسُ الدُّعَاءَ اَللَّھُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلَاءَ اَللَّھُمَّ اغْفِرْلِيْ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہُ وَکُلَّ خَطِیْئَۃٍ

اَخْطَاتُهَااَللَّهُمِ اِنِّيِ اَتَقَرَّبُ اِلَيْکَ بِذِکْرِکَ وَاَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی نَفْسِکَ وَاَسْئَلُکَ بِجُوْدِکَ اَنْ تُدْنِيَنِي مِنِ قُرْبِکَ وَاَنْ تُوْزِعَنِيْ شُکْرَکَ وَاَنْ تُلْهِمَنِي ذِکْرَکَ اَللَّهُمِ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ سُؤَالَ خَاضِعٍ مُتَذَ لِّلٍ خَا شِعٍ اَنْ تُسَامِحَنِي وَتَرْحَمَنِي وَتَجْعَلَنِي بِقِسْمِکَ رَاضِياًقَانِعاًوَفِی جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ مُتَوَاضِعاًاَللَّهُمِ وَاَسْئَلُکَ سُئَوالَ مَنِ اشْتَدَّتْ فَاقَتُہ وَاَنْزَلَ بِکَ عِنْدَ الشَّدَائِدِحَاجَتَہُ وَعَظُمَ فِيْمَاعِنْدَکَ رَغْبَتُہ اَللَّهُمَّ عَظُمَ سُلْطَانُکَ وَعَلَامَکَانُکَ وَخَفِی مَکْرُکَ وَظَهَرَاَمْرُکَ وَغَلَبَ قَهْرُکَ وَجَرَتْ قُدْرَتُکَ وَلَايُمْکِنُ الْفِرَارُمِنْ حُکُوْمَتِکَ اَللَّهُم لَا اَجِدُلِذُنُوْبِي غَافِراًوَلَالِقَبَائِحِيْ سَاتِراًوَلَالِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِي الْقَبِيْحِ بِالْحَسَنِ مُبَدِّلاً غَيْرَکَ لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَتَجَرَّاْتُ بِجَهْلِي وَسَکَنْتُ اِلٰى قَدِيْمِ ذِکْرِکَ لِيْ وَمَنِّکَ عَلَيَّ اَللَّهُمِ مَوْلَايَ کَمْ مِنْ قَبِيْحٍ سَتَرْتَہُوکَمْ مِنْ فَادِحٍ مِنَ الْبَلَاءِ اَقَلْتَہُ وَکَمْ مِنِ عِثَارٍوَقَيْتَہُ وَکَمْ مِنْ مَکْرُوْہٍ دَفَعْتَہ وَکَمْ مِنِ ثَنَاءٍ جَمِيْلٍ لَسْتُ اَهْلاً لَہُ نَشَرْتَہُ اَللَّهُمَّ عَظُمَ بَلَائِيْ وَاَفْرَطَ بِيِ سُوْءُ حَالِيْ وَقَصُرَتْ بِيِ اَعْمَالِيْ وَقَعَدَتْ بِي اَغْلَالِيْ وَحَبَسَنِي عَنْ نَفْعِي بُعْدُ اَمَلِي وَخَدَعَتْنِي الدُّنْيَابِغُرُوْرِهَاوَنفسِي بِجِنَايَتِهَاوَمِطَالِيْ يَاسَيِّدِي فَاَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ اَنْ لَايَحْجُبَ عَنْکَ دُعَائِي سُوْءُ عَمَلِي وَفِعَالِي وَلَاتَفْضَحْنِي بِخَفِيِّ مَااطَّلَعْتَ عَلَيْہِ مِنْ سِرِّي >

“خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگادیتے ہیں۔ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں،ا ن گناہوں کو بخش دے جو نعمتوں کو متغیر کر دیا کرتے ہیں ،ان گناہوں کو بخش دے جو دعاؤں کو تیری بارگاہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں،خدایا میرے ان گناہوں کو بخش دے جن سے بلا ئیں نازل ہوتی ہیںخدایا میرے تمام گناہوں اور میری تمام خطاؤں کو بخش دے خدایا میں تیری یاد کے ذریعہ تجھ سے قریب ہو رہا ہوں اور تیری ذات کو تیری بارگاہ میں شفیع بنا رہا ہوںتیرے کرم کے سہارے میرا یہ سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنا لے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرمااور اپنے ذکر کا الہام کرا مت فر ما خدایا! میں نہایت درجہ خشوع خضوع اور ذلت کے ساتھ یہ سوال کر رہا ہوں کہ میرے ساتھ مہربانی فرما مجھ پر رحم کر اور جو کچھ مقدر میں ہے مجھے اسی پر قانع بنا دے ، مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرما،خدایا ! میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حا جتیں تیرے سا منے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو ،خدایا! تیری سلطنت عظیم،تیری منزلت بلند،تیری تدبیر مخفی،تیرا امی ظاہر،تیرا قہر غالب ، اور تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار نا ممکن ہے ۔۔۔خدایا میرے گناہوں کے لئے بخشنے والا۔میرے عیوب کے لئے پردہ پوشی کرنے والا ، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔۔خدایا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے،اپنی جہالت سے جسارت کی ہے اور اس بات پر مطمئن بیٹھا ہوں کہ تونے مجھے ہمیشہ یا د رکھا ہے اور ہمیشہ احسان فرمایا ہے ۔۔۔خدایا میری مصیبت عظیم ہے ۔میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے ۔میرے اعمال میں کوتاہی ہے ۔ مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑکر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور دراز امیدوں نے فوائد سے روک دیا ہے، دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے ۔۔۔میرے آقا و مولا!تجھے تیری عزت کا واسطہ ۔میری دعاؤں کو میری بد اعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بنا پر بر سر عام رسوانہ ہونے پاؤں ”

یہ قاع عبودیت اور اس پر محیط برائیوں کا مخزن ہے۔ پھر دعا کے آخر میں ہم محبت کی اس بلندی تک پہونچتے ہیں جو بندہ کی آرزو اور اللہ کی وسیع رحمت کے سایہ میں اس کی عظیم آرزو کومجسم کرتی ہے :

وَهَبْ لِی الْجِدَّ فِيْ خَشْيَتِکَ وَالدَّوَامَ فِيْ الاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِکَ حَتّٰی اَسْرَحَ اِلَيْکَ فِیْ مَيَادِيْنِ السَّابِقِيْنِ وَاُسْرِعَ اِلَيْکَ فِی الْبَارِزِيْنَ وَاَشْتَاقَ اِلٰی قُرْبِکَ فِی الْمُشْتَاقِيْنِ وَاَدْنُوَمِنْکَ دُنُوَّالْمُخْلِصِيْنِ ۔۔۔وَاَخَافَکَ مَخَافَةَ الْمُوْقِنِيْنَ وَاَجْتَمِعَ فِيْ جَوَارِکَ مَعَ الْمُوْمِنِيْنَ اَللَّهُمَّ وَمَنْ اَرَادَنِی بِسُوْءٍ فَاَرِدْہُ وَمَنْ کَادَنِيْ فَکِدْہُ وَاجْعَلْنِی مِنْ اَحْسَنِ عَبِيْدِکَ نَصِيْباًعِنْدَکَ وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْکَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَدَيْکَ فَاِنَّہُ لَايُنَالُ ذَلِکَ اِلَّابِفَظْلِکَ >(۱)

“اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اور اپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تاکہ تیری طرف سابقین کے ساتھ آگے بڑھوں اور تیز رفتار افراد کے ساتھ قدم ملا کر چلوں ۔مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اور مخلصین کی

طرح تیری قربت اختیار کروں ۔۔۔خدایا جو بھی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتھ کوئی چال چلے تو اسے ویساہی بدلہ دینا اور مجھے بہترین

---

(۱)دعا ئے کمیل

حصہ پانے والا ،قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا کہ یہ کا م تیرے جود وکرم کے بغیر نہیں ہو سکتا "

ہم ابو حمزہ ثما لی سے حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام سے مروی ماہ رمضان المبارک کی دعائے اسحار میں "قاع "اور "قمہ "کے مابین بہت زیادہ فا صلہ کا مشا ہدہ کرتے ہیں اس دعا میں امام علیہ السلام "قاع " سے شروع فر ماتے ہیں :

<وَمَااَنَايَارَبِّ وَمَاخَطَرِیْ هَبْنِی بِفَضْلِکَ وَتَصَدَّقَ عَلَیَّ بِعَفْوکَ اَیْ رَبِّ جَلِّلْنِیْ بِسِتْرِکَ وَاعْفُ عَنْ تَوْبِیْخِی بِکَرَمِ وَجْهِکَ >

"اے میرے خدا میں کیا اور میری اوقات کیا ؟ تومجھ کو اپنے فضل وکرم و مغفرت سے بخش دے اے میرے خدا اپنی پردہ پوشی سے مجھے عزت دے اوراپنے کرم سے میری تنبیہ کونظرانداز گنا ہ فرمادے "

<فَلَاتُحْرِقْنِي بِالنَّاروَاَنْتَ مَوْضِعُ اَمَلِيْ وَلَاتُسْكِنِّيْ الْهَاوِيَةَ فَاِنَّکَ قُرَّةُ عَيِنِيْ۔۔ اِرْحَمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَاغُرْبَتِيْ وَعِنْدَ الْمَوْتَ کُرْبَتِيْ وَفِيْ الْقَبْرِوَحْدَتِيْ وَفِي اللَّحْدِوَحْشَتِيْ وَاِذَانُشِرَتْ فِيْ الْحِسَابِ بَيْنَ يَدَيْکَ ذُلَّ مَوْقِفِيْ وَاغْفِرْلِيْ مَاخَفِيَ عَلٰی الْاٰدَمِيِّيْنَ مِنْ عَمَلِيْ وَاَدِمْ لِیْ مَابِہِ سَتَرْتَنِيْ وَارْحَمْنِي صَرِيْعاًعَلٰی الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِي اَيْدِيْ اَحِبَّتِيْ وَتَفَضَّلْ عَلَيَّ مَمْدُوْداًعَلٰی الْمُغْتَسَلِ يُقَلِّبُنِيْ صَالِحُ جِيْرَتِيْ وَتَحَنَّنْ عَلَیَّ مَحْمُوْلاًقَدْ تَنَاوُلَ الْاَقْرِبَاءُ اَطْرَا فَ جَنَازَتِيْ وَجُدْ عَلَيَّ مَنْقُوْلاًقَدْنَزَلْتُ بِکَ وَحِيْداً فِیْ حُفْرَتِي>

"تو مجھ کو ایسے حالات میں جہنم میں جلانہ د ینا اورقعر جہنم میںڈال نہ دینا کیونکہ تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔ اس دنیا میں میری غربت اور موت کے وقت میرے کرب ،قبرمیں میری تنہائی اور لحد میں میری وحشت اور وقت حساب میری ذلت پر رحم کرنا ،اور میرے تمام گناہوں کو معاف کر دےنا جن کی لوگوں کواطلاع بھی نہیں ہے اور اس پردہ داری کو برقراررکھنا۔ پروردگار!اس وقت میرے حال پر رحم کرنا جب میںبستر مرگ پر ہوں اور احباب کروٹیںبدلوارہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب میں تختہ غسل پرہوں اور ہمسایہ کے نیک افراد مجھ کو غسل دے رہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب تابوت میں اقرباء کے کاندھوںپرسوار ہوں اس وقت مہربانی کرنا جب میں تنہا قبر میں وارد ہوں "

اس کے بعد امام علیہ السلام مر حلہ ٔ او لواالعزمی اور قمہ ٔ دعا کے سلسلہ میں فر ما تے ہیں :

<اَللَّهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُکَ مِنْ خَيْرِمَاسَاَلَکَ مِنْہُ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ يَاخَيْرَمَنْ سُئِلَ وَاَجْوَدَمَنْ اَعْطٰی اَعْطِنِيْ سُوْلِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَوَلَدِيْ،وَارْغَدْعَيْشِيْ، وَاَظْهِرْمُرُوَّتِيْ،وَاَصْلِحْ جَمِيْعَ اَحْوَالِيْ،وَاجْعَلْنِيْ اَطَلْتَ عُمْرَهُ وَحَسَّنْتَ عَمَلَہُ وَاَتْمَمْتَ عَلَيْہِ نِعْمَتَکَ وَرَضِيْتَ عَنْہُ وَاَحْيَيْتَہُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔۔۔اللَّهُمَّ خَصَّنِي بِخَاصَّةِ ذِکْرِکَ ۔۔۔وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْفَرِعِبَادِکَ نَصِيْباًعِنْدَکَ فِيْ کُلِّ خَيْرٍاَنْزَلْتَہُ وَتُنْزِلُہُ >

"اے خدا میں تجھ سے وہ سب کچھ مانگ رہا ہوں جو بندگان صالحین نے مانگا ہے کہ تو بہترین مسئول اور سخی ترین عطا کرنے والا ہے میری د عا کو میرے نفس، میرے اہل و عیال ،میرے والدین ،میری اولاد،متعلقین اور برا دران سب کے با رے میں قبول فرما، میری زندگی کو خو شگوار بنا مروت کو واضح فرماکر میرے تمام حالات کی اصلاح فرما مجھے طولا نی عمر،نیک عمل،کامل نعمت اور پسندیدہ بندوں کی مصاحبت عطا فرما ۔۔۔خدا یا! مجھے اپنے ذکر خاص سے مخصوص کردے ۔۔اور میرے لئے اپنے بندوں میں ہر نیکی میں جس کو تو نے نا زل کیا ہے اور جس کو تو نا زل کرتا ہے سب سے زیادہ حصہ قرار دے '

اس “قاع ”سے “قمہ ”تک کے سفر کو انسان کے اللہ تک سفر کی تعبیر
سے یاد کیا گیا ہے یہ سواری آرزو ، امید اور اولواالعزمی ہے جب انسان کی آرزو ،رجاء
(امید)اور او لواالعزمی اللہ سے ہو تو اس سفر کی کو ئی حد نہیں ہے ۔
تین وسیلے
حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام تین چیزوں کوخداوند عالم
تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہیں اور اللہ نے ہم کو اس تک پہنچنے کےلئے وسیلے
تلاش کرنے کا حکم دیاہے ارشادخداوندعالم ہے :
<یَاَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْااتَّقُوْااللّٰہَ وَابْتَغُوْااِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ>(۱)
“اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو ”
<اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ>(۲)
“یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ
تلاش کر رہے ہیں ”
جن وسائل سے امام علیہ السلام اس سفر میں متوسل ہوئے ہیں وہ حاجت
سوال اور محبت ہیں امام علیہ السلام کا کیا کہنا آپ دعا کی کتنی بہترین تعلیم
دینے والے ہیں ۔
وہ یہ جانتے ہیں کہ اُنھیں اللھسے کیاطلب کرنا چاہئے ،اور کیسے طلب کرنا
چاہئے اور اللہ کی رحمت کے مواقع کہاں ہیں :

پہلا وسیلہ :حاجت

حاجت بذات خوداللہ کی رحمت کی ایک منزل ہے بیشک خداوندعالم کریم ہے
وہ اپنی مخلوق یہاں تک کہ حیوان اور نباتات پر ان کی ضرورت کے مطابق بغیر کسی
سوال کے اپنی رحمت نازل کر تا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خداسے طلب اور
سوال نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ حاجت کے پہلومیں سوال اور طلب اللہ کی رحمت
کے دروازوں میں سے ایک دوسرا دروازہ ہے ۔جب لوگ پیاس کا احساس کر تے ہیں تو
خداوندعالم ان کو سیراب کرتا ہے جب ان کو بھوک لگتی ہے تو خداوندعالم

---

(۱)سورۂ مائدہ آیت /۳۵ ۔
(۲)سورۂ اسراء آیت ۵۷۔

انکو کھا نا دیتا ہے اور جب وہ برہنہ ہو تے ہیں تو خداوندعالم ان کو کپڑا عطا کر تا ہے :
<وَاِذَامَرِضْتُ فَهُوَیَشْفِیْنِ >(۱)
“اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی شفا بھی دیتا ہے ”
یہاں تک کہ اگر ان کو خداکی معرفت نہ ہو وہ یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ کیسے
اللھسے دعا کرنا چاہئے اور اس سے کیا طلب کرنا چاہئے :
<یامَن یُعطي من سئالہ یامن یعطي من لم یسا ٔلہ ومَن لم یعرفہ تحنُّنامنہ
ورحمة >(۲)
“اے وہ خدا جو اپنے تمام سائلوںکودیتا ہے اے وہ خدا جو اسے بھی دیتا ہے
جو سوال نہیں کرتاہے بلکہ اسے پہچا نتابھی نہیں ہے ”
ہم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی مناجات میں اللہ کی رحمت
نازل کرنے کے لئے اس عمدہ اور ربّانی نکتہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں :
<مولايَ یامولاي انت المولیٰ واناالعبد،وهل یرحم العبدالاالمولیٰ۔ مولايَ
یامولاي انت المالک واناالمملوک،وهل یرحم المملوک الاالمالک۔ مولایَ یامولایَ انت
العزیزواناالذلیل وهل یرحم الذلیل الاالعزیزمولايَ یامولاي انت الخالق واناالمخلوق،وهل
یرحم المخلوق الاالخالق۔مولايَ یامولايَ انت العظیم واناالحقیر،وهل یرحم
الحقیرالاالعظیم،مولايَ یامولايَ انت القوي واناالضعیف،وهل یرحم الضعیف

الاالقوی۔مولايَ یامولايَ انت الغنيّ واناالفقير،وهل يرحم الفقيرالاالغنيّ۔مولايَ یامولایانت المعطي واناالسائل،

---

(١)شعراء آیت /٨٠۔
(٢)رجب کے مہینہ کی دعائیں ۔

وهل يرحم السائل الاالمعطي،مولايَ یامولاي انت الحي واناالميت،وهل يرحم الميت الاالحي۔مولايَ یامولايَ انت الباقي واناالفاني،وهل يرحم الفاني الاالباقي مولايَ یامولايَ انت الدائم واناالزائل،وهل يرحم الزائل الاالدائم۔مولايَ یامولاي انت الرازق واناالمرزوق،وهل يرحم المرزوق الاالرازق۔مولايَ یامولايَ انت الجوادواناالبخيل وهل يرحم البخيل الاالجواد۔مولايَ یامولاي انت المعافي واناالمتلیٰ،وهل يرحم المبتلیٰ الاالمعافي۔مولايَ یامولايَ انت الکبير واناالصغير،وهل يرحم الصغيرالّاالکبير۔مولايَ یامولایانت الهادی وانا الضال،وهل يرحم الضال الاالهادی۔مولايَ یامولايَ انت الغفوروانا المذنب،وهل يرحم المذنب الاالغفور۔مولايَ یامولايَ انت الغالب واناالمغلوب، وهل يرحم المغلوب الاالغالب۔مولايَ یامولايَ انت الرب واناالمربوب،وهل يرحم المربوب الاالرب۔مولايَ یامولايَ انت المتکبرواناالخاشع،وهل يرحم الخاشع الاالمتکبر۔مولايَ یامولاي ارحمنی برحمتک،وارض عنی بجودک و کرمک وفضلک۔ یاذاالجودوالاحسان، والطول والامتنان>(ا)

"اے میرے مو لا تو مو لا ہے اور میںتیرا بندہ۔ اب بندہ پر مو لا کے علا وہ کون رحم کرے گا۔ اے میرے مو لا اے میرے مالک تومالک ہے اور میں مملوک اور مملوک پرمالک کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مو لا اے میرے مولا توعزیزہے ا ور میں ذلیل ہوں اور ذلیل پر عزیز کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مو لا اے میرے مو لا توخالق ہے اور میں مخلوق ہوں اور مخلوق پر خالق کے علا وہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مو لا اے میرے مو لا توعظیم ہے اور میں حقیر ہوں اور حقیر پر عظیم کے علاوہ

---

(١)مفاتح الجنان اعمال مسجد کوفہ مناجت امیرالمو منین علیہ السلام ۔

کون رحم کرے گا ۔ میرے مو لا اے میرے مو لا توقوی ہے اور میں کمزور ہوں اور کمزور پر طاقتور کے علا وہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توغنی ہے اور میں فقیر ہوں اور فقیر پر غنی کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مو لا اے میرے مو لا تومعطی ہے اور میں سائل ہوں اور سائل پر معطی کے علاوہ کون رحم کرے گا۔اے میرے مو لا میرے مو لا تو زندہ ہے اور میں مرنے والا ہوں اور مر نے والے پر زندہ کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مو لا میرے مو لا تو باقی ہے اور میں فانی ہوں اور فانی پر باقی کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ اے میرے مو لا میرے مو لا توہمیشہ رہنے والا ہے اور میں مٹنے والا ہوں اور مٹنے والے پر رہنے والے کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا میرے مو لا تورازق ہے اور میں محتاج رزق ہوں اور محتاج پر رازق کے علا وہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توجواد ہے اور میں بخیل ہوں اور بخیل پر جواد کے علاوہ کون رحم کرے گا ؟میرے مو لااے میرے مو لا توعافیت دینے والا ہے اور میں مبتلا ہوں اور درد بتلاپر عافیت دینے والے کے علاوہ کون رحم کرسکتاہے۔ میرے مو لا اے میرے مو لا توکبیر ہے اور میں صغیرہوں اور صغیر پر کبیرکے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توہادی ہے اور میں گمرا ہ ہوں اور گمراہ پر ہادی کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا تورحمن ہے اور میں قابل رحم ہوں اور قابل رحم پر رحمان کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مو لا اے میرے مو لا توبادشاہ ہے اور میں منزل امتحان میں ہوں اور ایسے بندئہ امتحان پر بادشاہ کے علا وہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توراہنما ہے اور میں سر گرداں ہوں اور کیا سر گرداں پر راہنما کے علاوہ اور کو ن رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توبخشنے والا ہے اور میں گناہگار ہوں اور گنا ہگار پر بخشنے والے کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توغالب ہے اور میں مغلوب ہوں اور مغلوب پر

غالب کے علاوہ اور کو ن رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا تورب ہے اور میں مربوب ہوں اور پرورش پانے والے رب
کے علا وہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لا توصاحب کبریا ئی ہے اور میںبندئہ ذلیل ہوں اوربندئہ ذلیل پرخدائے کبیر کے علا وہ کون رحم کرے گا ۔میرے مو لا اے میرے مو لاتو اپنی رحمت سے مجھ پر رحم فرما اور اپنے جود و کرم و فضل سے مجھ سے راضی ہو جا اے صاحب جود و احسان اور اے صاحب کرم و امتنان ”
حضرت امیرالمو منین علیہ السلام اس بہترین مناجات کے ان جملوں میں اللھتبارک وتعالیٰ سے اپنی حاجت اور فقرکےلئے متوسل ہوتے ہیں اور بندہ کی حاجت اور اس کے فقرکو اللہ کی رحمت نازل ہونے کا موردقرار دیتے ہیں ۔
بیشک مخلوق اللہ کی رحمت نازل کرانا چاہتی ہے حقیر عظیم کی رحمت نازل کرانا چاہتا ہے ضعیف قوی کی فقیر غنی کی مرزوق رازق کی،مبتلامعافی کی، گمراہ ہادی کی ،گنا ہگار غفورکی ،حیران وسرگردان، دلیل اور مغلوب غالب کی رحمت کی رحمت نازل ہونے کے خواستگارہیں۔
یہ اللہ کی تکوینی سنتیں ہیں اور اللہ کی سنتوں میں ہرگز تبدیلی نہیں آسکتی جب حاجت اور فقر ہو گا تو ان موقفوں کےلئے اللہ کی رحمت اور فضل ہوگا جس طرح پا نی نیچی جگہ پر گرتا ہے اللہ کی رحمت حاجت وضرورت کے مقام پر نازل ہوتی ہے اللہ کریم وجوادہے اور کریم حاجت وضرورت کے مقامات کی رعایت کرتاہے اور اپنی رحمت اس سے مخصوص کردیتا ہے ۔
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے سحرمیں جس کو آپ نے ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم فرمایا تھا میں فرما تے ہیں :<اعطني فقري،وارحمني لضعفي>
یعنی آپ نے فقر اور ضعف کو وسیلہ قرار دیا ہے اور انھیں کے ذریعہ آپ اللہ کی رحمت سے متوسّل ہو تے ہیں ۔
یہ فطری بات ہے کہ اس کلا م کو مطلق قرار دینا ممکن نہیں ہے اور ایک ہی طریقہ میں منحصر نہیں کیا جا سکتا ہے بیشک اللہ کی رحمت نازل ہونے کے دوسرے اسباب بھی ہیں اور دوسرے موانع و رکاوٹیں بھی ہیں جن سے اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور اللہ کی سنتوں میں مبتلاہونے کا سبب بھی ہیں ۔
ہمارا یہ کہنا ہے :بیشک حاجت اور فقر کی وجہ سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو ہمارے لئے اس گفتار کو اس الٰہی نظام کے مطابق اور اس کے دائرہ میںرہنا چاہئے اور یہ معرفت کا وسیع باب ہے جس کو ہم اس وقت چھیڑنا نہیں چاہتے ہیںعنقریب ہم توفیق پروردگار کے ذریعہ اس حقیقت کی مناسب یا ضروری تشریح کریں گے ۔
ہم قرآن کریم میں بہت سے ایسے نمونے دیکھتے ہیں جن میں حاجت اور فقر کو پیش کیا گیا ہے اور ان کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہے اور اللھنے ان کو قبولیت کے درجہ تک پہنچایا ہے حاجت بھی اُسی طرح قبول ہوتی ہے جس طرح سے دعا اور سوال قبول ہوتے ہیں بیشک خداوندعالم کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا بھی دعا کی ایک قسم ہے ان نمو نوں کو قرآن کریم نے اللہ کے صالحین بندوں کی زبانی نقل کیا ہے ۔
ا۔ عبد صالح حضرت ایوب علیہ السلام کا خداوندعالم کی بارگاہ میں سختیوں اور مشکلات کے وقت اپنی حاجت پیش کرنا ۔
<وَاَیُّوبَ اِذْنَادیٰ رَبَّہُ اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّوَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہُ فَکَشَفْنَامَابِہِ مِنْ ضُرٍّوَآتَیْنَاہُ اَھْلَہُ وَمِثْلَھُمْ مَعَھُمْ رَحْمَةًمِنْ عِنْدِنَاوَذِکْر یٰ لِلْعَابِدِیْنَ>(ا)
“اور ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکاراکہ مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا اور انھیں ان کے اہل وعیال دیدئے اور ویسے ہی اور بھی دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ

---

(۱)سورئہ انبیاء آیت ۸۳/ ۔۸۴ ۔

عبادت گذار بندوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے "
قرآن کریم اس فقرہ میں کوئی بھی دعا نہیں کی گئی ہے جس کی قرآن کریم نے اس امتحان دینے والے صالح بندہ کی زبانی نقل کیا ہے لیکن خداوندعالم نے فرمایا ہے :
<فاستجبنالہ فکشفنامابہ ضُرّ>(١)
" تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا "
گویا حاجت اور فقر کا خدا کی بارگاہ میں پیش کرنا دعا کی ایک قسم ہے ۔
٢۔عبد صالح ذوالنون نے اپنے فقر وحاجت اور اپنے نفس پر ظلم کرنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کیا جب آپ سمندرمیں شکم ماہی کے گھپ اندھیرے میں تھے:
<وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَهَبَ مُغَاضِباًفَظَنَّ اَنْ لَنْ نَّقْدِرَعَلَيْهِ فَنَا دٰی فِیْ الظُّلُمٰتِ اَنْ لَااِ لٰہَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَالَہُ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُو ْمِنِیْنَ >(٢)
" اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکرچلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جاکر آوازدی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک وبے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھاتو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیااور انھیں غم سے نجات دلادی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں "
اس طرح کی استجابت طلب کےلئے نہیں ہے یہ حاجت اور فقر کےلئے ہے عبد صالح ذوالنون نے اس کلمہ :<سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ >(٣)

---

(١)سورئہ انبیاء آیت ٨۴۔
(٢)سورئہ انبیاء آیت ٨٧/ ۔٨٨۔
(٣)سورئہ انبیاء آیت ٨٨۔

" اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا"کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا خدوندعالم نے اس کو قبول کیا اور ان کو غم سے نجات دی :<فَاسْتَجَبْنَالَہُ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ>(١)
"تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیااور انھیں غم سے نجات دلادی "
٣۔ ہم کوقرآن کریم میں اللہ،موسیٰ بن عمران اور ان کے بھائی ہارون کا یہ کلمہ بھی ملتا ہے جب انھوں نے فرعون تک اپنی رسالت کا پیغام پہنچا نے کےلئے اللہسے دعاکی :
<اِذْهَبَااِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہُ طَغٰی فَقُوْلَالَہُ قَوْلًالَیِّناًلَعَلَّہُ یَتَذَکَّرُاَوْیَخْشٰی قَالَارَبَّنَااِنَّنَانَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَااَوْاَنْ یَّطْغٰی >(٢)
"تم دونوں فر عون کی طرف جا ؤ کہ وہ سر کش ہو گیا ہے ،اس سے نر می سے بات کر نا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا خو فزدہ ہو جا ئے ،ان دونوں نے کہا کہ پر ور دگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہم پر زیا دتی نہ کرے یا اور سر کش نہ ہو جا ئے "
ان دونوں نے اللہسے فرعون اور اس کی بادشاہت کے مقابلہ میں خداسے اپنی حمایت اور مدد کی درخواست نہیں کی اور نہ ہی اپنی ضرورت کےلئے امن وامان کی درخواست کی ہے بلکہ انھوں نے اپنی کمزوری، فرعون کی عوام الناس پر گرفت ،فرعون کی طاقت اور اس کی سرکشی کا تذکرہ کیا:

<اِنَّنَانَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَااَوْاَنْ یَّطْغٰی>
"ان دونوں نے کہا کہ پر ور دگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیا دتی نہ کرے یاوہ سر کش نہ ہو جا ئے "
اللہنے ان کی اس درخواست کو مستجاب کرتے ہوئے ان کی حمایت اور تائید میں فرمایا :

---

(۱)سورئہ انبیاء آیت۸۷۔
(۲)سورئہ طہ آیت۴۳۔۴۵۔

<قَالَ لَاتَخَافَااِنَّنِیْ مَعَکُمَااَسْمَعُ وَاَر یٰ>(۱)
"ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں"
۴۔چوتھا نمونہ عبد صالح حضرت نوح علیہ السلام کا وہ کلمہ ہے جو آپ نے اپنے بیٹے کوطوفان میں غرق ہونے سے بچانے کی خاطر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیاتھا :
<وَنَادَ یٰنُوْحُ رَبَّہُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعَدَ کَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ >(۲)
"اور نوح نے اپنے پروردگارکو پکاراکہ پروردگارمیرا فرزندمیرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے "
بہر حال حاجت اور فقرکے وقت بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے یہاں تک کہ حیوانات اورنباتات کی ضرورتوں اور فقر کےلئے بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے ۔
جب پیاس لگتی ہے تواللہ ان کو سیراب کرتا ہے اور جب بھوک لگتی ہے تو اللھان کو سیرکرتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے یہ معرفت کا بہت وسیع وعریض باب ہے اور ہم اس کے ایک پہلو کو رحاب القرآن کے سلسلہ کی کتاب <شرح الصدر >میں بیان کر چکے ہیں ۔

دوسرا وسیلہ :دعا

یہ اللہ کی رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے
خداوندعالم فرماتا ہے :
<ادعونی استجب لکم>(۳)

----
(۱)سورئہ طہ آیت /۴۶ ۔
(۲)سورئہ ہودآیت/۴۵۔
(۳)سورئہ غافر آیت ۶۰ ۔

"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا"
اور خدا کا فرمان ہے:<قُلْ مَایَعْبَوٴُابِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَادُعَاوٴُکُمْ >(۱)
"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعا ئیں نہ ہو تیں تو پرور دگار تمہاری پروا ہ بھی نہ کرتا "
تیسرا وسیلہ :محبت
بیشک بندہ محبت کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل کراتاہے جو کسی دوسرے امرکے ذریعہ نازل نہیں ہوتی ہے
اب ہم ان تینوں وسیلوں کے سلسلہ میں تفکر کرتے ہیں جن کو امام نے خداوندعالم تک رسائی کےلئے اپنا وسیلہ قراردیا ہے ۔
<رِضَاکَ بُغْیَتِيْ وِرُوٴْ یَتِکَ حَاجَتِيْ ۔۔۔وَعِنْدَکَ دَوَاءُ عِلَّتِيْ وَشِفَاءُ غُلَّتِي وَبَرْدُلَوْعَتِيْ وَکَشْفُ کُرْبَتِيْ>(۲)
"تیری ہی رضا میرا آرزو ہے اور تیراہی دیدار میری حا جت ہے اور تےرا ہی ہمسایہ میرا مظلوب ہے تیرے پاس میرے مرض کی دواہے اور میری تشنگی کا علاج ہے غم کی بے قراری کی ٹھنڈک، رنج و غم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے "یہ وسیلہٴ حاجت وفقر ہے ۔
<جوارک طلبي وقربک غاية سوٴ لي۔۔۔ فکن انيسي في وحشتي ومقيل عثرتي وغافرزلّتي وقابل توبتي،ومجيب دعوتي ،وولي عصمتي ومغني فاقتي >

" اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے اور تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے
۔۔۔پس تو میری وحشت میں میرا انیس، ہوجا لغزشوں میں سنبھالنے والا خطاؤں‌کو
معاف کرنے والا اور میری

---

(۱)سورئہ فرقان آیت ۷۷۔
(۲)مناجات مریدین

توبہ کوقبول کرنے والا ،میری دعا کاقبول کرنے والا ،میری حفاظت کا ذمہ داراور فاقہ میں غنی بنانے والاہے "یہ وسیلہ دعا ہے ۔
<فانت لاغیرک مرادي،ولک لالسواک سهري وسهادي،ولقاء ک قرّة عیني
ووصلک منیٰ نفسي والیک شوقي ،وفی محبّتک ولهي والی هواک صبابتي>
"فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتاہوں کسی اور کے لئے نہیں ۔ اور تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اورتیری جانب میرا شوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بیقراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے "یہ وسیلہ محبت ہے۔
اب ہم امام کے کلام کے اس فقرہ کے بارے میں غوروفکر کرتے ہیں اور یہ دعا کا عمدہ جملہ ہے بیشک فن اور ادب کے مانند دعا کے عمد ہ وبہترین درجہ ہیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:
<فقدانقطعت الیک همتي وانصرفت نحوک رغبتي،فانت لاغیرک مرادی،ولک لاسواک سهری وسها دی ولقا ء ک قره عینی>
"اس لئے کہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے اور میری رغبت تیری ہی بارگاہ کی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں‌کسی اور کے لئے نہیں‌تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹنھڈک ہے "
جو چیز"انقطاع "میں ہے وہ "تعلق"میں نہیں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا ہے:
<فقدتعلقت بک همتي>نہیں فرمایا ہے بیشک اللہ سے لولگانا دوسروں سے لولگانے کو منع نہیں کرتا ہے ۔جب بندہ خدا سے لولگانے میں صادق ہے اور یہ کہتا ہے :
<فقدانقطعت الیک همتي>بیشک "انقطاع"ایجابی اور سلبی دونوں معنی کا متضمن ہے ۔ پس انقطاع"من الخلق الی اللّٰہ"،انقطاع"الی اللّٰہ"اس جملہ کے ایجابی معنی ہیں جن کاامام نے قصد فرمایا ہے۔
بیشک محبت میں اخلاص فصل اور وصل ہے فصل یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں سے فاصلہ و دوری اختیار کرنا ،اللہ اورا للہ نے جن کی محبت کا حکم دیا ہے ان سے وصل (ملنا)ہے اور یہ دونوں ایک قضیہ کے دو رخ ہیں۔
جب محبت خالص اور پاک وصاف ہوتی ہے تو وہ دو باتوں کی متضمن ہوتی ہے:محبت و برائت ،اور وصل وفصل وانقطاع من الخلق "الی اللّٰہ"ہے۔
یہی معنی دوسرے جملے "وانصرفت الیک رغبتی"کے بھی ہیں۔
انصراف الی اللّٰہ سے "اعراض "اور "اقبال"دونوں مراد ہیں ۔اعراض یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں سے روگردانی کرنا اور "اقبال "سے مراد اللہ ا ور اللہ نے جس سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے ۔
پھراس حقیقت کےلئے تیسری تاکید جو ان سب میں بلیغ ہے ،اس میں محبت اور انصراف الی اللّٰہ کے معنی کو شامل ہے اور خدا کے علاوہ دوسروں سے منقطع ہونا ہے:
<فانت لاغیرک مرادي ولک لالسواک سهوي وسهادي>
"سہو"اور" سہاد "نیند کے برعکس ہیں سہر یعنی محبت کی وجہ سے رات میں نماز ہں‌پڑھنا ۔ سہاد:بیداری کی ایک قسم ہے اور یہ حالت انسان کو اپنے کسی اہم کام میں مشغول ہونے کے وقت پیش آتی ہے جس سے اس کی نیند اڑجاتی ہے اور انسان اللہ سے لولگانے کا مشتاق ہوتا ہے۔

یہ دونوں محبت کی حالتےں ایک دوسرے کے مثل ہیں :انس اور شوق ۔بندہ کا اللہ کے ذکر سے مانوس ہونا ،اور اللہ کا بندہ کے پاس اس طرح حاضر ہونا کہ بندہ اپنی دعا،ذکر، مناجات اور نماز میں خدا کے حاضر ہونے کا احساس کرتا ہے اور اللہ سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔

محب اللہ کی بارگاہ میں ان دونوں باتوں کو سمجھ کر حاضر ہوتا ہے تو یہ دونوں حالتےں اسکی نیند اڑا دیتی ہیں اس کوبیدار کر دیتی ہیں جب لوگ گہری نیند میں سوجاتے ہیں اور نیند کی وجہ سے اپنے احساس بیداری اور شعور کو کھو بیٹھتے ہیں ۔

بیشک نیند ایک ضرورت ہے تمام لوگ اس سے اپنا حصہ اخذ کرتے ہیں جس طرح وہ کھانے پینے سے اپنی ضرورتےں پوری کرتے ہیں چاہے وہ لوگ صالح و نیک ہوں یا برے ہوں ۔یہاں تک کہ انبیاء اور صدیقین بھی سوتے تھے۔

لیکن ایک شخص جوضرورت بھر سوتا ہے جس طرح وہ کھانے پینے سے اپنی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص نیند کے سامنے سر تسلیم خم کردیتا ہے اور نیند اس پر غالب آجاتی ہے ان دونوں آدمیوں کے درمیان فرق ہے۔

اولیاء اللہ نیند کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے ہیں۔بیشک نیند ان کی ضرورت ہے اور وہ اپنی ضرورت کے مطابق اس سے اپنا حصہ اخذ کرتے ہیں ۔رسول اللہ (ص)بھی خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد ہی سوتے تھے اور آپ کا فرمان تھا کہ میرے سر کے پاس وضو کاپانی رکھ دیناتاکہ میں خدا کی بارگاہ میں حاضری دے سکوں۔

جب آپ کےلئے نرم اور آرام وہ بستر بچھایا جاتا تھا تو آپ اسکو اٹھانے کا حکم دیدتے تھے اس لئے کہ کہیں ان پر نیندغالب نہ آجائے ۔

آپ سخت چٹائی پر آرام فرماتے تھے یہاں تا کہ چٹائی ان کے پہلوپر اثر انداز ہو اور آپ پر نیند غالب نہ آجائے۔

خداوند عالم نے رات میں مناجات ،ذکر اور اپنے تقرب کے وہ خزانے قرار دئے ہیں جو دن میں نہیں قرار دئے ہیں۔ان کی طرح رات کے لئے بھی افراد ہیں جو رات میں نماز ےں پڑھتے ہیں جب لوگ سوجاتے ہیں ،جب لوگ سستی میں پڑے رہتے ہیں تو یہ بشاش بشاش ہو تے ہیں۔ جب لوگ اپنے بستروں پر گہری نیند میں سوئے رہتے ہیں۔تو یہ اللہ سے ملاقات کرکے عروج پر پہنچتے ہیں ۔

رات کےلئے بھی دولت ہے جس طرح دن کےلئے دولت ہے ،رات میں بھی دن کی طرح خزانے ہیں۔عوام الناس دن کی دولت ،اسکے خزانے کو پہچانتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ہیں جو رات کی دولت اور اسکے خزانے کی قیمت سے واقف ہیں اور جب انسان رات اور دن کی دولت سے ایک ساتھ بہرہ مند ہوتا ہے تو اسے انصاف پسند،متوازن اور راشد کہاجاتا ہے ۔

رسول اللہ ایک ساتھ دونوں سے بہرہ مندہوتے تھے اور بالکل متوازن طورپر دونوں کو اخذ کئے ہوئے تھے ۔آپ نے رات سے محبت،اخلاص اور ذکر اخذ کیااور دن سے طاقت، حکومت اور مال اخذ کیا تاکہ دین کی دعوت اور اسکے محکم ومضبوط ہونے پر متمکن ہوجائیں اور رات میں آپ معین وقت پر عبادت کیلئے اٹھتے تھے اور رسالت جیسے ثقیل وسنگین عہدے کو اٹھانے پر متمکن تھے:

<یَاأَیُّهَاالْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّاقَلِیْلاً نِصْفَهُ اَونْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً اَوْزِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلاً اِنَّاسَنُلْقِي عَلَیْکَ قَوْلاًثَقِیلاً اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ هِیَ اَشَدُّوَطْاًوَّاَقْوَمُ قِیْلاً اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحاً طَوِیْلاً>(۱)

"اے میرے چادر لپیٹنے والے رات کو اٹھو مگر ذرا کم آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کردو یا کچھ زیادہ کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر با قا عدہ پڑھو ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نا زل کرنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے یقیناً آپ کے لئے دن میں بہت سے مشغولیات ہیں "

---

(۱)سورئہ مزمل آیت ۱/۔۷۔

اور ہمارے لئے اس مقام پر رات اور اسکے رجال کے سلسلہ میں حدیث قدسی سے ایک روایت کا نقل کرنا بہتر ہے۔
روایت میں آیا ہے کہ خداوند عالم نے بعض صدیقین پر وحی نازل کی ہے:
<انلي عبادمن عبادي یحبّونی فاحبّھم ویشتاقون الی واشتاق الیھم و یذکروني واذکرھم وینظرون اليَّ وانظرالیھم وان حذوت طریقھم احببتُک وان عدلت منھم مقتّک قال:یاربّ وماعلا متھم ؟قال:یراعون الظلال بالنھارکمایراعي الراعي الشفیق غنمہ،ویحنّون الیٰ غروب الشمس کمایحنّ الطیرالیٰ وکرہ عند الغروب،فاذاجنّھم اللیل واختلط الظلام ،وفرشت الفرش،ونصبت الا سرۃ وخلا کلّ حبیب بحبیبہ نصبواالیّ اقدامھم وافترشوالیّ وجوھھم،وناجونی بکلامي،وعلقواالیّ بانغامي فمن صارخ وباکٍ،وَمتأَوِّهٍ شاکٍ،ومن قائم وقاعد وراکع وساجد بعیني مایتحملون من اجلي،وبسمعي مایشکون من حبّي اول مااعطیھم ثلاث:
۱۔اَقذف من نوري في قلوبھم فیخبرون عنّي کمااخبرعنھم۔
۲۔والثانیة:لوکانت السماوات والارض فی موازینھم لاستقللتھالھم۔
۳۔والثالثة:اُقبل بوجھي الیھم،افتریٰ من اقبلت بوجھی علیہ یعلم احد مااریداعطیہ؟>(۱)
"میرے کچھ بندے مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں ،وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں ان ذکر کرتا ہوں وہ مجھے دیکھتے

---

(۱)لقاء اللہ ص۱۰۴۔

ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں اگر تم بھی انھیں کا طریقہ اپناؤ گے تو میں تم سے بھی محبت کرونگا اور اگر اس سے رو گردانی کروگے تو تم سے ناراض ہو جاؤنگا ۔سوال کیا گیا پروردگار عالم ان کی پہچان کیا ہے؟ آواز آئی کہ وہ دن میں اپنے سایہ تک کی اس طرح مراعات کرتے ہیں کہ جیسے کو ئی مہربان چوپان اپنے گلّہ کی ،اور وہ غروب شمس کے اسی طرح مشتاق رہتے ہیں جیسے پرندہ غروب کے وقت اپنے آشیانہ میں پہنچنے کے مشتاق رہتے ہیں پس جب رات ہو تی ہے اور ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے بستر بچھ جاتے ہیں پلنگ بچھادئے جا تے ہیں ہر حبیب اپنے محبوب کے پاس خلوت میں چلا جاتا ہے تو وہ اپنے قدم میری طرف بڑھا دیتے ہیں میری طرف اپنے رخ کر لیتے ہیں میرے کلام کے ذریعہ مجھ سے مناجات کرتے ہیں نیز منظوم کلام کے ذریعہ میری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو کتنے ہیں جو چیخ چیخ کر روتے ہیں ،کتنے ہیں جو آہ اور شکوہ کرتے ہیں ،کتنے ہیں جو کھڑے رہتے ہیں ،کتنے ہیں جو بیٹھے رہتے ہیں ،رکوع کرتے رہتے ہیں سجدہ کرتے رہتے ہیں میں دیکھنا چا ہتا ہوں کہ وہ میری خاطر کیا کیا برداشت کرتے رہتے ہیں میں سنتا رہتا ہوں جو وہ میری میری محبت کی خاطر پیش آنے والی مشکلات کا شکوہ کرتے ہیں میں سب سے پہلے ان کو تین چیزیں عطا کرونگا :
۱۔میں ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دونگا تو وہ میرے بارے میں اسی طرح بتائیں گے جیسے میں ان کے با رے میں بتا ؤنگا ۔
۲۔اگر آسمان و زمین ان کی ترازؤوں میں ہو تو میں ان کے لئے آسمان و زمین کا وزن بھی کم کر دونگا۔
۳۔میں ان کی طرف توجہ کرونگا اور جس کی طرف میں اپنا رخ کرلوں تو کسی کو کیا معلوم میں اسے کیا دیدونگا "
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:
<کان ممااوحیٰ اللہ تعالی الی موسی بن عمران:کذّب مَن زعم انہ یحبّني فاذاجنّہ اللیل نام عنّي،یابن عمران،لورأیت الذین یقومون لي في الدجیٰ وقد مثلت نفسیبین اعینھم،یخاطبوني وقدجللت عن المشاھدۃ،ویکلموني وقد عززت عن

الحضور،یابن عمران،هب لي من عینک الدموع،ومن قلبک الخشوع،ثم ادعني في ظلمة اللّیالي تجدني قریبامجیبا>(۱)
"خداوند عالم نے حضرت مو سیٰ بن عمران سے کہا کہ :جو شخص رات میں مجھ سے راز و نیاز نہیں کرتا وہ میرا محب نہیں ،فرزند عمران اگر تم ان افراد کو دیکھوگے کہ جو تاریکی ٔ شب میں میری بارگاہ میں آتے ہیں اور میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہوں تووہ مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جبکہ میں نظر نہیں آتا ہوں تو وہ مجھ سے کلام کرتے ہیں حالانکہ میں ان کے سامنے حاضر نہیں ہوتا ،اے فرزند عمران اپنی آنکھوں سے اشک گریاں اور دل سے خشوع مجھے ہدیہ کرو پھر مجھے تا ریکی ٔ شب میں پکارو تو مجھے اپنے قریب اور اپنی دعا کا قبول کرنے والا پاؤگے "

نہج البلاغہ کے خطبہ متقین میں امیر المومنین علی بن ابی طالب رات کی تاریکی میں مناجات کرنے والے اولیاء اللہ کی پر وردگار عالم کی بارگاہ میں حاضری کے حالات کی اس طرح عکاسی فرماتے ہیں:
<اماَاللَّیْلُ فَصَافُّوْنَ اَقْدَامَھُمْ،تَالِیْنَ لاجْزَاءِ الْقُرْآنِ یُرَتِّلُونَہَاتَرْتِیْلاً، یُحَزِّنُوْنَ بِہِ اَنْفُسَہُمْ وَیَسْتَثِیْرُوْنَ بِہِ دَوَاءَ دَائِہِمْ فَاِذَامَرُّوْابِآیَةٍ فِیْہَاتَشْوِیْقٌ رَکَنُوْااِلَیْہَا طَمَعاًوَتَطَلَّعَتْ نُفُوْسُہُمْ اِلَیْہَاشَوْقاًوَظَنُّوْااَنَّہَانُصْبُ اَعْیُنِہِمْ وَاِذَامَرُّوابِآیَةٍ فِیْہَا تَخْوِیْفٌ اَصْغَوْااِلَیْہَامَسَامِعَ قُلُوْبِہِمْ وَظَنُّوْااَنَّ زَفِیْرَجَہَنَّمَ وَشَہِیْقَہَافِي اُصُوْلِ آذَانِہِمْ فَہُمْ
---
(۱)لقاء اللہ صفحہ/۱۰۔

حَانُوْنَ عَلیٰ اَوْسَاطِہِمْ مُفْتَرِشُوْنَ لِجِبَاھِہِمْ وَاَکُفِّہِمْ وَرُکَبِہِمْ وَاَطْرَافِ اَقْدَامِہِمْ یَطَّلِبُوْنَ الیٰ اللّہِ تَعَالیٰ فِيْ فِکَاکِ رِقَابِہِمْ۔
وَاَمَّاالنَّہَارُفَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ قَد بَرَاھُمُ الْخَوْفُ بَرْیَ الْقِدَاحِ ۔۔۔>(۱)
"رات ہو تی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلا وت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تا زہ کرتے ہیں اور اپنے مر ض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی تر غیب دلا ئی گئی ہو ،تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھینچتے ہیں اور یہ خیال کر تے ہیں کہ وہ (پر کیف)منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے جس میں (جہنم سے)ڈرایا گیا ہو تو اس کی جا نب دل کے کا نوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ دوزخ کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار اُن کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے ،وہ (رکوع)اپنی کمریںجھکا ئے اور (سجدہ میں)اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنا رے (انگوٹھے) زمین پر بچھا ئے ہو ئے اللہ سے گلو خلا صی کے لئے التجائیں کرتے ہیں ۔
دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم ،نیکوکار اور پرہیز گار نظر آتے ہیں ۔۔۔"
اللہ سے ملاقات کے شوق کی ایک اور حالت
اللہ سے ملاقات کرنے کے شوق کی ایک اور صورت کا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:
<اِلٰہِيْ فَاجْعَلْنَامِنَ الَّذِیْنَ تَرَسَّخَتْ اَشْجَا رُالشَّوْقِ اِلَیْکَ فِيْ حَدَائِقِ صُدُوْرِھِمْ وَاَخَذَتْ لَوْعَتُ مُحَبَّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوْبِہِمْ فَہُمْ اِلیٰ اَوْکَارِالْاَفْکَارِیَاوُوْنَ
---
(۱)نہج البلاغہ خطبہ۲۰۳۔

وَفِيْ رِیَاضِ الْقُرْبِ وَالْمُکَاشَفَةِ یَرْتَعُوْنَ وَمِنْ حِیَاضِ الْمَحَبَّةِ بِکَاسِ الْمُلَاطَفَةِ یَکْرَعُوْنَ وَشَرَایِعَ الْمُصَافَاتِ یَرِدُوْنَ قَدْکُشِفَ الْغِطَاءُ عَنْ اَبْصَارِھِمْ وَانْجَلَتْ ظُلْمَتُ الرَّیْبِ عَنْ عَقَائِدِھِمْ وَضَمَائِرِھِمْ وَانْتَفَجَتْ مُخَالَجَةُ الشَّکِّ عَنْ قُلُوْبِہِمْ وَسَرَائِرِھِمْ وَانْشَرَحَتْ بِتَحْقِیْقِ الْمَعْرِفَةِ صُدُوْرُھُمْ وَعَلَتْ لِسَبْقِ السَّعَادَةِ فِيْ الزّھادة وھِمَمُھُمْ وَعَذُبَ فِی مَعِیْنِ الْمُعَامَلَةِ شِرْبُھُمْ وَطَابَ فِيْ مَجْلِسِ الْاُنْسِ سِرُّھُمْ وَاَمِنَ فِيْ مَوَاطِنِ الْمَخَافَةِ

سِرِّہُمْ وَاطْمَاَنَّتْ بِالرُّجُوْعِ اِلٰی رَبِّ الْاَرْبَابِ اَنْفُسُہُمْ وَتَیَقَّنَتْ بِالْفَوْزِوَالْفَلَاحِ اَرْوَاحُہُمْ وَقَرَّتْ بِالنَّظَرِاِلٰی مَحْبُوْبِہِمْ اَعْیُنُہُمْ وَاسْتَقَرَّبِاِدْرَاکِ السُّوْلِ وَنَیْلِ الْمَامُوْلِ قَرَارُہُمْ وَرَبِحَتْ فِيْ بَیْعِ الدُّنْیَابِالْآخِرَةِ تِجَارَتُہُمْ اِلٰهِيْ مَااَلَذَّ خَوَاطِرَالْاِلْہَامِ بِذِکْرِکَ عَلٰی الْقُلُوْبِ وَمَااَحْلٰی الْمَسِیْرَ اِلَیْکَ بِالْاَوْہَامِ فِيْ مَسَالِکِ الْغُیُوْبِ وَمَااَطْیَبَ طَعْمُ حُبِّکَ وَمَااَعْذَبَ شِرْبَ قُرْبِکَ فَاَعِذْنَامِنْ طَرْدِکَ وَاِبْعَادِکَ وَاجْعَلْنَامِنْ اَخصِّ عَارِفِیْکَ وَاَصْلِحْ عِبَادِکَ وَاَصْدَقِ طَائِعِیْکَ وَاَخْلَصِ عُبَّادِکَ>(۱)

"خدا یا !ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میںتیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز و گداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے وہ فی الحال آشیانہ ٔ افکار میں پناہ لئے ہو ئے ہیں اور ریاض قرب اور مکاشفات میں گردش کر رہے ہیںتیری محبت کے حوض سے سیراب ہو رہے ہیں اور تیرے اخلاص کے گھاٹ پر وارد ہو رہے ہیں ان کی نگاہو ں سے پردے اٹھادئے گئے ہیں اور ان کے دل و ضمیر سے شکوک کی تاریکیاںزائل ہو گئی ہیں ان کے عقائد سے شک و شبہ کی تاریکی محو ہو گئی ہے اورتحقیقی معرفت سے ان کے سینے کشادہ ہو گئے ہیں اور سعادت

---

(۱)مفاتیح الجنان مناجات عارفین۔

حاصل کرنے کے لئے زہد کی راہ میں ان کی ہمتیں بلند ہو گئی ہیں اورا طاعت کے ذریعہ سے ان کا چشمہ شیریں ہو گیاہے مجلس انس میں ان کاباطن پاکیزہ ہو گیا ہے اورمحل خوف میں ان کا راستہ محفوظ ہوگیا ہے وہ مطمئن ہیںکہ ان کے دل رب العالمین کی طرف راجع ہیں اور ان کی روحوںکو کامیابی اور فلاح کایقین ہے اور ان کی آنکھوں کومحبوب کے دیدار سے خنکی حاصل ہو گئی ہے اور ان کے دلوں کو اورمدعاکے حصول سے سکون مل گیا ہے دنیا کو آخرت کے عوض بیچنے میں ان کی تجارت کامیاب ہو گئی ہے خدایا !دلوں کےلئے تیرے ذکر کا الہام کس قدر لذیذ ہے اور تیری بارگاہ کی طرف آنے میں ہر خیال کس قدر حلاوت کا احساس کرتا ہے۔ تیری محبت کا ذائقہ کتنا پاکیزہ ہے اور تیرے قُر ب کاچشمہ کس قدرشیریں ہے ہمیں اپنی دوری سے بچالے اور اپنے مخصوص عارفوں اوراپنے صالح بندوں میں سے سچے اطاعت گذار اور خالص عبادت گذاروں میں قرار دےنا "

ہم اس مقام پراہل بیت علیہم السلام کی دعا اور مناجات توقف نہیں کرناچاہتے لیکن ہم امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات کے اس جملہ کے بارے میں کچھ غوروفکر کرنا چاہتے ہیں جس جملہ سے آپ نے مناجات کا آغاز فرمایا ہے:

<اِلٰهِيْ فَاجْعَلْنَامِنَ الَّذِیْنَ تَرَسَّخَتْ اَشْجَارُالشَّوْقِ اِلَیْکَ فِیْ حَدَائِقِ صُدُوْرِهِمْ وَاَخَذَتْ لَوْعَتُ مُحَبَّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوْبِہِم>

"خدا یا! ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میںتیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز و گداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے "

بیشک اولیاء اللہ کےلئے جیساکہ امام علیہ السلام کے کلام سے ظاہر ہوتاہے خوبصورت باغ،طیب وطاہر ہیں اور عوام الناس سے مختلف طرح کی چیزیں صادر ہوتی ہیں:

کچھ لوگوںکے دلوں سے مکاتب اور علمی مدرسے وجود میں آتے ہیں اور علم خیر اور نور ہے بشرطیکہ اللہ سے ملاقات کا شوق باقی رہے بعض لوگوں کے سینہ تجارت گاہ ،بینک اور مال و دولت کے مخزن ہوتے ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہو تی ہے اور شمارش کے نقشے ہو تے ہیں اور فائدہ و نقصان کے مقام ہو تے ہیں مال اور تجارت اچھے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ کام اسکے دل کو مشغول نہ کردے اور ایسا رنج وغم نہ ہو جو اس سے جدا نہ ہوسکتا ہوکچھ لوگوں کے دل ایسی زمین ہوتے ہیںجس میںببول کے درخت،جنگل(اندرائن جوکڑواہونے میںضرب المثل ہے) زہریلے ، کینہ مال پر لڑائی جھگڑا ، بادشاہت اور دوسروں کےلئے کید

ومکر ہوا کرتے ہیں،اور کچھ افراد کے صدور (قلوب)کھیلنے کودنے والے افعال پر ہوتے ہیں دنیا وسیع پیمانہ پر ایک گروہ کےلئے لہو ولعب ہے ۔

لوگوں میں سے کچھ لوگوں کا دل دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا ہے:ایک حصہ زہر،کینہ ،مکروکید سے پر ہے اور دوسرا حصہ لہو ولعب سے لبریز ہے۔جب پہلے حصہ کا راحت وآرام چھن جاتا ہے تو وہ دوسرے حصہ سے پناہ مانگتا ہے اور لہو ولعب سے مدد چاہتا ہے تاکہ وہ نفس کو پہلے حصہ کے عذاب سے نجات دلا سکے۔

لیکن اولیاء اللہ کے سینے اس شوق کے باغ(جیسا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے)کے سلسلہ میںبارونق اور طیب وطاہر میوے ہوتے ہیں کبھی ان میں شوق کے درخت جڑ پکڑ جاتے ہیں اور اس میں اپنی شاخیں پھیلادیتے ہیں ۔اللہ سے ملاقات کا شوق ایسا امر نہیں ہے کہ اگر اس پر خواہشات نفسانی غالب آجائے یا دنیااپنے کو زیب وزینت کے ساتھ اسکے سامنے پیش کردے تو وہ شوق ملاقات ختم ہوجائے ،اور جب صاحب دنیا کےلئے دنیا تنگ ہوجاتی ہے اور وہ مشکلوں میں گھرجاتا ہے نہ تو اس شوق میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ ہی اس کے اوراق (پتّے)مرجھاتے ہیں۔

بیشک جب اللہ سے شوق ملاقات کے اشجار ان دلوں میں اپنی جڑ محکم و مضبوط کر لیتے ہیں تو تمام مشکلوں کے باوجود ہمیشہ ہرے بھرے اور پھل دیتے رہتے ہیں۔

اللہ سے ملاقات کرنے کے شوق کی حالت روح کے ہلکے ہونے کی حالت ہے اور یہ حالت سنگینی اور دنیا پر اعتما د کرنے کی حالت کے برعکس ہے جس کے سلسلہ میں قرآن کریم میں گفتگو کی گئی ہے:

<مَالَکُمْ اِذَاقِیْلَ لَکُمْ انْفِرُوْافِی سَبِیْلِ اللهِ اَثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیَاةِالدُّنْیَامِنَ الآخِرَةِ> (۱)

"جب تم سے کہا گیاکہ راہ خدا میں جہاد کےلئے نکلو تو تم زمین سے چپک کر رہ گئے کیا تم آخرت کے بدلے زندگا نی دنیا سے راضی ہو گئے ہو"

بیشک جب انسان دنیا سے لولگاتا ہے ،اسی سے راضی ہوتاہے اور اس پر اعتماد وبھروسہ کرلیتا ہے تو اسکا نفس بھاری اور ڈھیلا ہوجاتا ہے اور جب اسکا نفس (۲)دنیا سے آزاد ہوجاتا ہے تو ہلکا ہوجاتا ہے اور اللہ کی محبت اور اس سے شوق ملاقات کو جذب کرتا ہے۔

ہم اہل بیت سے ماثورہ دعاؤں کے بارے میں روایات کی روشنی میں محبت، شوق اور انس کی بحث کا اختتام کرتے ہیں اور اب "محبت خدا "کی بحث کا آغاز کرتے ہیں ۔

اللہ کےلئے خالص محبت

یہ مقولہ توحید حب کے مقولہ سے بلند ہے بیشک توحید حب اللہ کی محبت کے علاوہ دوسری محبتوں کی نفی نہیں کرتی ہے لیکن اللہ کی محبت کو دوسری محبتوں پر غلبہ دیتی ہے پس اللہ کی محبت حاکم اور غالب ہے :

<وَالَّذِیْنَ آمَنُوْااَشَدُّحُبًّالِلّٰہِ>(۳)

"ایمان والوں کی تمام تر محبت خدا سے ہو تی ہے "

---

(۱)سورئہ توبہ آیت ۳۸۔

(۲)دنیا سے آزاد ہونے کا مطلب اس کو ترک کردینا نہیں ہے رسول خدا (ص) بھی دنیا سے آزاد تھے لیکن پھر بھی اپنی دعوت کے سلسلہ میں دنیا کا سہاراлیتے تھے "

(۳)سورئہ بقرہ آیت ۱۶۵۔

یہ ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط اور توحید کی شقوں میں سے ایک شق ہے۔

لیکن اللہ سے خالص محبت،اللہ کے علاوہ دوسروں سے کی جانے والی محبت کی نفی کرتی ہے لیکن اگر محبت خدا(الحب للہ،البغض للہ)کے ساتھ باقی

رہے ۔یہ ایمان اور توحید کی شان میں سے نہیں ہے ،لیکن صدیقین اور ان کے مقامات کی شان ہے۔
بیشک خداوند عالم اپنے اولیاء اور نیک بندوں کے دلوں کو اپنی محبت کے علاوہ دوسروں کی محبت سے خالی کرنے پر متمکن کردیتا ہے ۔
حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<القلب حرم اللّہ فلا تسکن حرم اللّہ غیراللّہ >(١)
"دل اللہ کا حرم ہے اور اللہ کے حرم میں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں رہ سکتا ہے"
یہ دل کی مخصوص صفت ہے چونکہ اعضاء وجوارح انسان کی زندگی میں مختلف قسم کے کام انجام دیتے ہیں جن کو خداوند عالم نے اس کےلئے مباح قرار دیا ہے اور ان کو بجالانے کی اجازت دی ہے لیکن دل اللہ کا حرم ہے اور اس میں اللہ کے علاوہ دوسرے کی محبت کا حلول کرنا سزاوار نہیں ہے۔
روایت میں دل کی حرم سے تعبیر کرنے کے متعلق نہایت ہی دقیق نکتہ ہے بیشک حرم کا علاقہ امن وامان کاعلاقہ ہے اور اسکا دروازہ ہراجنبی آدمی کےلئے بند رہتا ہے اور اس میں رہنے والوں کو کوئی ڈروخوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میںکوئی اجنبی داخل ہوسکتا ہے اسی طرح دل اللہ کا امن وامان والا علاقہ ہے اس میں اللہ کی محبت کے علاوہ کسی اورکی محبت داخل نہیں ہوسکتی اور اس میں اللہ کی محبت کو کوئی برائی یا خوف پیش نہیں آسکتا ہے۔
صدیقین اور اولیاء اللہ سے خالص محبت کرنے والے بندے ہیں اللہ کی محبت اور دوسروں

---

(١) بحار الانوار جلد ٧٠صفحہ/٢٥۔

کی محبت کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا ہاں اللہ کی محبت کے زیر سایہ تو دوسروں کی محبت ہوسکتی ہے ۔
ہم مندرجہ ذیل حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں محبت کی سوزش اور محبت میں صدق اخلاص دیکھتے ہیں :
<سَیِّدِيْ اِلَیْک رَغْبَتِی،وَاِلَیْکَ رَھْبَتِی،وَاِلَیْکَ تَاْمِیْلِيْ وَقَدْ سَاقَنِيْ اِلَیْک اَمَلِيْ وَعَلَیْکَ یَاوَاحِدِيْ عَکَفَتْ ھِمَّتِي وَفِیْمَاعِنْدَکَ انْبَسَطَتْ رَغْبَتِيْ وَلَکَ خَالِصِ رَجَائِيْ وَخَوْفِيْ وَبِکَ اَنِسَتْ مَحَبَّتِيْ وَاِلَیْکَ اَلْقَیْتُ بِیَدِيْ وَبِحَبْلِ طَاعَتِکَ مَدَدْتُ رَھْبَتِيْ یَامَوْلَايَ بِذِکْرِک عَاشَ قَلْبِيْ وَبِمُنَاجَاتِکَ بَرَّدْتُ اَمَلَ الْخَوْفِ عَنِّيْ۔۔>(١)
"میرے مالک میری تیری ہی طرف رغبت ہے اور تجھی سے خوف تجھی سے امید رکھتا ہے،اور تیری ہی طرف امید کھینچ کر لے جاتی ہے ، میری ہمت تیری ہی جناب میںٹھہرگئی ہے اور تیری نعمتوں کی طرف میری رغبت پھیل گئی ہے خالص امیداورخوف تیری ہی ذات سے وابستہ ہے محبت تجھی سے مانوس ہے اور ہاتھ تیری ہی طرف بڑھایا ہے اور اپنے خوف کوتیری ہی ریسمان ہدایت سے ملا دیا ہے خدایامیرادل تیری ذات سے زندہ ہے اور میرادرد خوف تیری مناجات سے ٹھہراہے "
امام علیہ السلام مناجات کے اس ٹکڑے میں اپنی رغبت ،رہبت ،اور آرزو تمام چیزوں کو اللہ سے مربوط کرتے ہیں اور خدا کی عطا کردہ ہمت کے ذریعہ ان سب کے پابند تھے آپ خالص طورپر خدا سے امید رکھتے تھے اور اسی سے خوف کھاتے تھے۔
رسول خدا (ص)سے مروی ہے :
<احبّوااللہ من کلّ قلوبکم>(٢)

---

(١) دعائے ابو حمزہ ثمالی ۔
(٢)کنز العمال جلد٧٤صفحہ/٤٤۔

"تم اللہ سے اپنے پورے دلوں کے ساتھ دو ستی کرو "
اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی دعا میں آیا ہے:

<اللھم انّي أسألک ان تملاقلبي حبّالک وخشية منک،وتصديقالک وايمانابک وفرقاًمنک وشوقااليک>(۱)
"بار الہٰا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل کو اپنی محبت ،خوف ،تصدیق ایمان اور اپنے شوق سے لبریز فر ما دے "
اگر اللہ سے محبت اور اس سے شوق ملاقات سے بندہ کا دل لبریز ہوجائے تو پھر اس میں اللہ سے محبت کے علا وہ کسی دوسرے سے محبت کی کو ئی خالی جگہ ہی باقی نہیں رہ جاتی مگر یہ کہ محبت اس خدا کی محبت کے طول میں اور اسی کی محبت کے نتیجہ پرکہ محبت بھی درحقیقت اللہ کی محبت ہے اور اسی شوق کا نتیجہ ہے۔
ماہ رمضان کے آجانے پر حضرت امام صادق علیہ السلام کی دعاکا ایک حصہ یہ ہے :
<صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍوَآلِ مُحَمَّدٍوَاشْغَلْ قَلْبِیْ بِعَظِیْمِ شَانِکَ،وَاَرْسِلَ مُحَبَّتَکَ اِلَیْہِ حَتّٰی اَلْقَاکَ وَاَوْدَاجِيْ تَشْخَبُ دَماً>(۲)
"خدایا! محمد وآل محمد پر درود بھیج اپنی شان کی عظمت کے صدقہ میں میرے دل کو اپنی یاد میں مصروف رکھ میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے تاکہ میں تجھ سے خون میں غلطاں حالت میں ملاقات کروں "
اس کا مطلب خداوند عالم کیلئے خالص محبت کرنا ہے چونکہ خدا کی محبت دل کو مصروف کرنے
والا کام ہے اور اس سے جدا نہ ہو نے والا امر ہے ۔

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۸صفحہ/۸۹۔
(۲) بحا ر الانوار جلد ۹۷صفحہ ۳۳۴۔

بندہ سے متعلق خداوند عالم کی حمیت

بیشک اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے اور محبت کی ایک خصوصیت غیرت ہے وہ غیور بندوں کے دلوں میں ہوتی ہے بندے اللھسے خالص محبت کریں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے سے محبت نہ کریں اور بندوں کو اپنے دل میں دوسروں کی محبت داخل کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ روایت میں آیا ہے کہ
موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنے رب سے وادی مقدس میں مناجات کرتے ہوئے عرض کیا اے پروردگار :
<اني اخلصت لک المحبّة منيّ وغسلت قلبي ممّن سواک >(ا)
"میں صرف تیرا مخلص ہوں اور تیرے علاوہ کسی اور سے محبت نہیں کرتا"اور مجھے اپنے اہل وعیال سے شدید محبت ہے خداوندعالم نے فرمایا ۔اگر تم مجھ سے خالص محبت کرتے ہوتو اپنے اہل وعیال کی محبت اپنے دل سے الگ کردو "
اللہ کی اپنے بندے پر یہ مہربانی ہے کہ وہ اپنے بندے کے دل سے غیرکی محبت کو زائل کر دیتا ہے اور جب خداوند عالم اپنے بندے کو اپنے علاوہ کسی اور سے محبت کرتے ہوئے پاتاہے تو اس کی محبت کو بندے سے سلب کردیتا ہے یہاں تک کہ بندہ کا دل اس کی محبت کےلئے خالص ہوجاتاہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی دعا میں آیاہے :
<انت الذي ازلت الاغیارعن قلوب احبّائک حتیٰ لم یحبّواسواک ماذا وجد مَن فقدک وماالذی فقد مَن وجدک لقدخاب من رضي دونک بدلا"(۲)
"تونے اپنے محبوں کے دلوں سے غیروں کی محبت کو اس حد تک دور کردیا کہ وہ تیرے علاوہ

---

(۱) بحارالانوار جلد ۸۳ صفحہ ۲۳۶ ۔
(۲) بحارا لانوارجلد ۹۸ صفحہ ۲۲۶۔

کسی سے محبت ہی نہیں کرتے ۔جس نے تجھے کھو دیا اس نے کیا پایا ؟اور جس نے تجھے پالیا اس نے کیا کھویا ؟جو شخص تیرے علاوہ کسی اور سے راضی ہوا وہ نا مراد رہا ”
ہمارے لئے اس سلسلہ میں اس تربیت کرنے والی خاتون کا واقعہ نقل کرنابہتر ہے جس کو شیخ حسن البنانے اپنی کتاب “مذاکرات الدعوۃ والداعیۃ ”میں نقل کیا ہے۔ حسن البنّاکہتے ہیں :شیخ سلبی (مصرکے علم عرفان اور اخلاق کی بڑی شخصیت)کو خداوندعالم نے ان کی آخری عمرمیں ایک بیٹی عطاکی شیخ اس سے بہت زیادہ محبت کر تے تھے یہاں تک کہ آپ اس سے جدا نہیں ہوتے تھے وہ جوں جوں جوان اور بڑی ہو رہی تھی شیخ کی اس سے محبت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا شیخ بنّا نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ایک شب پیغمبر اکرم کی شب ولا دت شیخ شلبی کے گھر کے نزدیک ایک خوشی کی محفل سے لوٹنے کے بعد شیخ شلبی سے ملا قات کی جب وہ چلنے لگے تو شیخ نے مسکرا کر کہا :انشاء اللّٰہ کل تم مجھ سے اس حال میں ملاقات کروگے کہ جب ہم روحیہ کو دفن کرینگے ۔
روحیہ ان کی وہی اکلو تی بیٹی تھی جو شادی کے گیارہ سال بعد خداوند عالم نے ان کو عطا کی تھی اور جس سے آپ کام کرتے وقت بھی جدا نہیں ہوتے تھے اب وہ جوان ہو چکی تھی اس کا نام روحیہ اس لئے رکھا تھا کیونکہ وہ ان کےلئے روح کی طرح تھی ۔
بنّا کہتے ہیں کہ : ہم نے اُن سے رو تے ہوئے سوال کیا کہ اس کا انتقال کب ہوا ؟شیخ نے شلبی نے کہا آج مغرب سے کچھ دیر پہلے ۔ہم نے عرض کیا :تو آپ نے ہم کو کیوں نہیں بتایا تا کہ ہم دو سرے گھر سے تشیع کی جماعت کے ساتھ نکلتے ۔؟شیخ نے کہا : کیا ہوا ؟ہمارا رنج و غم کم ہو گیا غم خو شی میں بدل گیا ۔کیا تم کو اس سے بڑی نعمت چا ہئے تھی ؟
گفتگو شیخ کے صوفیانہ درس میں تبدیل ہو گئی اور وہ اپنی بیٹی کی وفات کی وجہ یہ بیان کرنے لگے کہ خداوند عالم ان کے دل پر غیرت سے کام لینا چاہتا تھا کیونکہ خداوند عالم کو اپنے نیک بندوں کے دلوں کے سلسلہ میں اسی بات سے غیرت آتی ہے کہ وہ کسی دو سرے سے وابستہ ہوں یا کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہوں ۔انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیش کی جن کا دل اسماعیل علیہ السلام میں لگ گیا تھا تو خداوند عالم نے ان کو اسما عیل کو ذبح کرنے کا حکم دیدیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا دل حضرت یوسف علیہ السلام میں لگ گیا تھا تو خداوند عالم نے حضرت یوسف کو کئی سال تک دور رکھا اس لئے انسان کے دل کو خداوند عالم کے علاوہ کسی اور سے وابستہ نہیں ہو نا چا ہئے ورنہ وہ محبت کے دعوے میں جھوٹا ہوگا ۔
پھر انھوں نے فضیل بن عیاض کا قصہ چھیڑا جب انھوں نے اپنی بیٹی کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو بیٹی نے کہا بابا کیا آپ مجھے بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں ؟تو فضیل نے کہا : ہاں ۔بیٹی نے کہا : خدا کی قسم میں آج سے پہلے آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتی تھی ۔فضیل نے کہا :کیسے اور میں نے کیوں جھوٹ بولا؟بیٹی نے کہا کہ : میں سوچتی تھی کہ آپ خداوند عالم کے ساتھ اپنی اس حالت کی بنا پر خدا کے ساتھ کسی کو دو ست نہیں رکھتے ہوں گے ۔تو فضیل نے رو کر کہا کہ :اے میرے مو لا اور آقا چھوٹے بچوں نے بھی تیرے بندے کی ریا کاری کوظاہر کردیا ۔ایسی باتوں کے ذریعہ شیخ شلبی ہم سے روحیہ کے غم کو دور کرنا چا ہتے تھے اور اس کی مصیبت کے دردو الم سے ہو نے والے غم کوہم سے برطرف کرنا چا ہتے تھے ہم نے ان کو خدا حافظ کہا اور اگلے دن صبح کے وقت روحیہ کو دفن کردیا گیا ہم نے گریہ و زاری کی کو ئی آواز نہ سنی بلکہ صرف صبر و تسلیم و رضا کے مناظرکا مشا ہدہ کیا ۔

اللّٰہ کےلئے اور اللّٰہ کے بارے میں محبت

اب ہم مندرجہ ذیل سوال کا جواب بیان کریں گے اللّٰہ کےلئے خالص محبت کے یہ معنی فطرت انسان کے خلاف ہیں چونکہ اللھنے انسان کو متعدد چیزوں سے محبت اور متعدد چیزوں سے کراہت کرنے والی فطرت د ے کرخلق کیا ہے اوراس

معنی میں اللھسے خالص محبت کرنے کا مطلب یہ ہے انسان کی اس فطرت کے خلاف محافظت کرے جس فطرت پر اللھنے اس کو خلق کیا ہے ؟

جواب :اللھسے خالص محبت کرنے کا مقصد انسانی فطرت کا انکار کر نا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں سے اللھمحبت کرتاہے اور جن چیزوں کو ناپسند کرتاہے ان کی محبت اور کراہت کی توجیہ کرنا ہے لہٰذا پر وردگار عالم اپنے بندے اور کلیم حضرت موسیٰ بن عمران سے ان کے اہل کی محبت ان کے دل سے نکلوانا نہیںچاہتا ہے بلکہ خداوندعالم یہ چاہتاہے کہ ان کے اہل وعیال کی محبت خداوندعالم کی محبت کے زیرسایہ ہو اور ہر محبت کےلئے بندے کے دل میں وہی ایک منبع ومصدر ہونا چاہئے دوسرے لفظو ں میں :بیشک پر وردگار عالم اپنے بندے اور کلیم موسیٰ بن عمران سے یہ چاہتا ہے کہ ہر محبت کو اللّٰہ کی محبت کے منبع اور مصدرسے مر بوط ہونا چاہئے اس وقت بندے کی اپنے اہل وعیال سے محبت تعظیم کےلئے ہوگی یہی اس کا دقیق مطلب ہے اور تربیت کا بہترین اور عمدہ طریقہ ہے اور اسی طریقہ تک صرف اسی کی رسائی ہو سکتی ہے جس کو اللھنے اپنی محبت کےلئے مخصوص کرلیا ہے اور اس کو منتخب کرلیا ہے بیشک رسول اللّٰہ (ص)لوگوں میں سب سے زیادہ پاک وپاکیزہ اور طیب وطاہرتھے آپ کا فرمان ہے میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتاہوں :عورت خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈ ک نمازہے ۔ (۱)

بیشک یہ وہ محبت ہے جو اللّٰہ کی محبت کے زیرسایہ جاری رہتی ہے اور ان تینوں میں رسول خدا سب سے زیادہ نمازسے محبت کر تے تھے اس لئے کہ نمازان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے بیشک نماز سے رسول اللّٰہ (ص)کی محبت اللّٰہ کی محبت کے زیرسایہ جاری تھی ۔

پس اللّٰہ سے محبت کرنے میں انسان کی فطرت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ہے جس فطرت پر اللّٰہ نے انسان کو خلق کیاہے ۔بلکہ جدید معیار و ملاک کے ذریعہ حیات انسانی میں محبت اور عداوت کے نقشہ کو اسی نظام کے تحت کرنا ہے جس کو اسلام نے بیان کیا ہے ۔

انسان کی فطری محبت خود اسکے مقام پر باقی ہے لیکن جدید طریقہ کی وجہ سے اللّٰہ کی تعظیم وتکریم کرنا ہے ۔

---

(۱)الخصال صفحہ /۱۶۵۔

اس بنیاد پر اللّٰہ کےلئے محبت اور اللّٰہ کے سلسلہ میں محبت کی قیمت کےلئے اسلامی روایات میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے :

<المحبّۃللهاقرب نسب>(۱)

"خدا سے محبت سب سے نزدیکی رشتہ داری ہے "

اور حضرت علی علیہ السلام کا ہی فرمان ہے :

<المحبّۃفي اللهآکد من وشیج الرحم>(۲)

"خدا سے محبت خو نی رشتہ داری سے بھی زیادہ مضبوط ہے "

یہ تعبیر بہت دقیق ہے اور ایک اہم فکر کی طلبگار ہے ۔بیشک لوگوں کے اپنی زندگی میں بہت گہری رشتہ داری اور تعلقات ہوتے ہیں ۔ان تمام تعلقات میں رشتہ داری کے تعلقات بہت زیادہ معتبر ہیں ،اور اللّٰہ تعالیٰ کی محبت کی رشتہ داروں کی محبت سے زیادہ محبت کی تاکید کی گئی ہے جب انسان اپنی محبت اور تعلقات رشتہ داری کے ذریعہ قائم کرلے۔اسی محبت سے اور عداوت کی وجہ سے رشتہ داری کا مل اور ناقص ہوگی۔

رشتہ داروں کی محبت پر اس لئے زیادہ زور دیا گیا ہے کہ جب اللّٰہ کے علاوہ کسی اور سے محبت ہوگی تو اس محبت میں تغیر وتبدل ہوگا اور خلل واقع ہوگا ۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں کے تاثرات دوسرے بعض لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں لیکن جب انسان اپنے بھائی سے اللّٰہ کےلئے محبت کرے گا تو وہ بہت زیادہ قوی

محبت ہوگی اور یہ محبت مختلف اور ایک دوسرے کےلئے متضاد محبت سے کہیں زیادہ موٴثر ہوگی ۔

---

(۱)میزان الحکمة جلد ۲ص۲۲۳۔
(۲)میزان الحکمةجلد ۲صفحہ/۲۳۳۔

اللہ کےلئے خالص محبت صرف انسان کے فطری تعلقات کی نفی نہیں کرتی بلکہ انسان پر اس بات پر زور دیتی ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات راسخ کرتی ہے کہ اس محبت کو ایک بڑے منبع کے تحت منظم کرے جس کو ہر صدیق اور ولی خدانے منظم و مرتب کیا ہے ۔ پس اللہ کے نزدیک لوگوں میں وہ شخص زیادہ افضل ہوگا جو اپنے بھائی سے اللہ کی محبت کے زیر سایہ محبت کرے ۔حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<مٰاالتقی موٴمنان قط الاکان افضلہمااشدّھماحبّالاخیہ>(۱)

"مو من جب بھی آپس میں ملیں گے تو ان میں وہ افضل ہو گا جو اپنے بھائی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہو "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہی فرمان ہے :

<انّ المتحابین فی اللّہ یوم القیامة علیٰ منابرمن نور،قد اضاء نوراجسادھم ونورمنابرھم کلّ شی ٴ حتی یُعرفوابہ،فیُقال:ھوٴلاء المتحابّون فِيْ اللّہ >(۲)

"اللہ کی محبت میں فنا ہوجانے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہو ں گے ان کے اجساد اور ان کے منبروں کے نور کی روشنی سے ہر چیزروشن ہو گی یہاں تک کہ ان کا تعارف بھی اسی نور کے ذریعہ ہوگا ۔پس کہا جائیگا :یہ لوگ اللہ کی محبت میں فناء فی اللہ ہوگئے ہیں "

روایت کی گئی ہے کہ پروردگار عالم نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے کہا :

<ھل عملت لي عملاً ؟قال:صلّیت لک وصمت،وتصدّقت وذکرت لک،فقال اللّہ تبارک وتعالیٰ:امّا الصلاة فلک برھان،والصوم جُنّة،والصدقة قدظلّ،والذکرنور،فأي عمل عملت لی؟قال موسیٰ:دلّنی علی العمل الذي ھو

---

(۱)بحار الانوار جلد ۷۴ص۳۹۸
(۲)بحار الانوار جلد ۷۴ص۳۹۹۔

لک۔قال:یاموسیٰ،ھل والیت لي ولیّاوھل عادیت لي عدوّاًقطّ؟فعلم موسیٰ انّ افضل الاعمال الحبّ فی اللّہ والبغض في اللّہ >(۱)

"کیا تم نے میرے لئے کوئی عمل انجام دیا ہے ؟حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا :

میں‌نے تیرے لئے نماز پڑھی ہے، روزہ رکھاہے ،صدقہ دیاہے اور تجھ کو یاد کیا ہے پروردگار عالم نے فرمایا :نماز تمہارے لئے دلیل ہے ،روزہ سپر ہے صدقہ سایہ اور ذکر نور ہے پس تم نے میرے لئے کونسا عمل انجام دیا ہے ؟حضرت موسیٰ نے عرض کیا :ہر وہ چیز جس پر عمل کا اطلاق ہوتا ہے وہ تیرے لئے ہے خداوندعالم نے فرمایا :کیا تم نے کسی کو میرے لئے ولی بنایااور کیا تم نے کسی کو میرا دشمن بنایا ہرگز؟تو موسیٰ کو یہ معلوم ہوگیا کہ سب سے افضل عمل اللہ کی محبت اور بغض میں فنا ہوجانا ہے"

حدیث بہت دقیق ہے نماز کےلئے امکان ہے کہ انسان اسکو اللہ کی محبت کے عنوان سے پیش کرے یا ممکن ہے نماز کو اپنے لئے جنت میں دلیل کے عنوان سے پیش کرے ۔روزہ کو ممکن ہے انسان اللہ کی محبت کےلئے مقدم کرے اور ممکن ہے اسکو اپنے لئے جہنم کی آگ سے سپر قرار دے لیکن اولیاء اللہ کی محبت اور اللہ کے دشمنوں سے برائت اللہ کی محبت کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے ۔

محبت کا پہلا سر چشمہ

ہم اللہ کی محبت کےلئے کہاں سے سیراب ہوں؟ہماری اس بحث میں یہ سوال بہت اہم ہے ۔ جب ہم اللہ کی محبت کی قیمت سے متعارف ہوگئے تو ہمارے لئے اس چیز سے متعارف ہونا بھی ضروری ہے کہ ہم اس محبت کو کہاں سے اخذ کریں اور اسکا سرچشمہ و منبع کیا ہے ؟

اس سوال کا مجمل جواب یہ ہے کہ اس محبت کا سرچشمہ ابتدا وانتہاء اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اس مجمل جواب کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہے اور تفصیل یہ ہے :

---

(۱) بحارالانوار جلد ۶۹ص۲۵۳۔

ا۔اللہ اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے

بیشک اللہ اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے ،ان کو رزق دیتا ہے ،ان کو کپڑا پہناتا ہے ، ان کو بے انتہا مال ودولت عطا کرتا ہے ،ان کو معاف کرتا ہے ،ان کی توبہ قبول کرتا ہے ،ان کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے ،ان کو توفیق عطا کرتا ہے ،ان کو اپنے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے ،ان کو اپنی رعایاکا ولی بنا تا ہے اور ان پر فضیلت دیتا ہے ،ان سے برائی اور شر کو دور کرتا ہے یہ سب محبت کی نشانیاں ہیں۔

۲۔ان کو اپنی محبت والفت عطا کرتا ہے

اللہ کی بندوں کےلئے یہ محبت ہے کہ وہ ان (بندوں)سے محبت کرتا ہے اور ان کو اپنی محبت کا رزق عطا کرتا ہے ۔محبت کا یہ حکم بڑا عجیب و غریب ہے بیشک محبت کا دینے والا وہ خداہے جو اپنے بندوں سے محبت سے ملاقات کرتا ہے ان کو جذبہ عطا کرتا ہے پھر اس جذبہ کے ذریعہ ان کو مجذوب کرتا ہے ۔

ہم یہ مشاہدہ کرچکے ہیں کہ ماثورہ روایات اور دعاؤں میں اس مطلب کی طرف متعدد مرتبہ ارشارہ کیاگیاہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بارہوےں مناجات میں فرماتے ہیں :

<اِلٰهي فَاجْعَلْنَامِنَ الَّذِيْنَ تَرَسَّخَتْ اَشْجَا رُالشَّوْقِ اِلَيْکَ فِيْ حَدَائِقِ صُدُوْرِهِمْ وَاَخَذَتْ لَوْعَتُ مُحبّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوْبِهِم>

”خدا یا !ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میںتیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز وگدازنے جن کے دلوں پرقبضہ کر لیا ہے “

ہم اس دعا کی پہلے شرح بیان کرچکے ہیں ۔

چودھویں مناجات میں آیا ہے :<اَساْ لُکَ اَنْ تَجْعَلَ عَلَيْنَاواقِيَةًتُنْجِيْنَا مِنَ الْهلَکٰاتِ،وتُجَنِّبُنَامِنَ الْآفٰاتِ،وَ تُکِنُّنَامِنْ دَواهِي الْمُصِيبٰاتِ،وَاَنْ تُنْزِلَ عَلَيْنٰامِنْ سَکِينَتِکَ،وَاَنْ تُغَشِّيَ وُجُوهَنٰابِاَنْوٰارِمَحَبَّتِکَ،وَاَنْ تُووِيَنٰااِلٰی شَدِيدِرُکْنِکَ،وَاَنْ تَحْوِيَنٰافَي اَکْنٰافِ عِصْمَتِکَ،بِرَاْفَتِکَ وَرحْمَتِکَ يٰااَرْحَمَ الرّاحِمِيْنَ>

“ ہمارے لئے وہ تحفظ قراردےدے جو ہمیں ہلاکتوں سے بچا لے اور آفتوں سے محفوظ کرکے مصیبتوں سے اپنی پناہ میںرکھے ۔ ہم پر اپنا سکون نازل کردے اور ہمارے چہر وںپر اپنی محبت کی تابانیوں کا غلبہ کردے۔ ہم کو اپنے مستحکم رکن کی پناہ میں لے لے اور ہم کو اپنی مہربانیوںکی عصمت کے زیرسایہ محفوظ بنادے”

پندرھویں مناجات (زاہدین)میں آیا ہے :

<اِلٰهي فَزَهِّدْنٰافيهٰاوَسَلِّمْنٰامِنْهٰابِتَوْفيقِکَ وَ عِصْمَتِکَ،وَانْزَعْ عَنّاجَلاٰبيبَ مُخٰالَفَتِکَ،وَتَولَّ اُمُورَنٰا بِحُسْنِ کِفٰايَتِکَ،وَاَجْمِلْ صِلاٰتِنٰامِنْ فَيْضِ مَوٰاهِبِکَ،وَاَغْرِسْ فِي اَفْئِدَتِنٰااَشْجٰارَمَحَبَّتِکَ وَاَتْمِمْ لَنٰااَنْوٰارَمَعْرِفَتِکَ،وَاَذِقْنٰاحَلاٰوَةَعَفْوِکَ وَلَذَّةَمَغْفِرَتِکَ،وَاَقْرِراَعْيُنَنٰايَومَ لِقٰائِکَ بِرُؤْيَتِکَ،وَاَخْرِجْ حُبَّ الدُّنْيٰامِنْ قُلُوبِنٰاکَمٰافَعَلْتَ بِالصّالِحين مِنْ صَفْوَتِکَ،وَالْاَبْرٰارِمِنْ خٰاصَّتِکَ بِرحْمَتِکَ يٰااَرْحَمَ الرّاحِمين>

“خدا یا ہم کو اس دنیامیں زہد عطا فرما اور اس کے شرسے محفوظ فرما اپنی توفیق اور عصمت کے ذریعہ ہم سے اپنی مخالفت کے لباس اتر وادے اور ہمارے امور کا تو ہی ذمہ دار بن کر ان کی بہترین کفایت فرمااپنی وسیع رحمت سے مزید عطافرمااور اپنے بہترین عطایا سے ہمارے ساتھ اچھے اچھے برتأو کرنا اور ہمارے دلوں میں اشجار محبت بٹھا دے اور ہمارے لئے انوار معرفت کو مکمل کردے اور ہمیں اپنی معافی کی حلاوت عطا فرمااور ہمیں مغفرت کی لذت سے آشنابنا دے ہماری آنکھوں کوروز قیامت اپنے دیدار سے ٹھنڈاکر دےنا اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دےنا جیسے تونے اپنے نیک اور منتخب اورتمام مخلوقات میں نیک کردار لوگوں کے ساتھ سلوک کیا ہے اور اپنی رحمت کے سہارے اے ارحم الراحمین ”

آخر میں ہم اس مطلب کی تکمیل کےلئے سید ابن طاوؤس کی نقل کی ہوئی روز عرفہ پڑھی جانے والی امام حسین علیہ السلام کی دعا نقل کررہے ہیں :

<کیف یستدل علیک بِماھو فِی وجوده مفتقر الیک اَیَکُوْنُ لِغَیْرِکَ مِنَ الظُّہُوْرِمَالَیْسَ لَکَ حَتی ٰیَکُوْنَ ھُوَالْمُظْہِرَلَکَ مَتٰ یٰغِبْتَ حَتّٰ یٰتَحْتَاجَ اِلٰ یٰدَلِیْلٍ یَدُلُّ عَلَیْکَ وَمَتٰ یٰبَعُدَتْ حَتیٰ تَکُوْنَ الآثَارُهِیَ الَّتِیْ تُوْصِلُ اِلَیْکَ عَمِیَتْ عَیْنٌ لَاتَرَاکَ عَلَیْہَارَقِیْباًوَخَسِرَتْ صَفْقَتُہُ عَبْدٍ لَمْ تَجْعَلْ لَہُ مِنْ حُبِّکَ نَصِیْبا۔۔فَاھْدِنِیْ بِنُوْرِکَ اِلَیْکَ،وَاَقِمْنِیْ بِصِدْقِ الْعُبُوْدِیَّةِ بَیْنَ یَدَیْکَ ۔۔وَصُنّیْ بِسِتْرِکَ الْمَصُوْنِ ۔۔وَاسْلُکْ بِیْ مَسْلَکَ اَھْلَ الْجَذْبِ،اِلٰہِی اَغْنِنِیْ بِتَدْبِیْرِکَ لِیْ عَنْ تَدْبِیْرِیْ،وَبِاِخْتِیَارِکَ عَنْ اِخْتِیَارِیْ وَاَوْقِفْنِیْ عَنْ مَرَاکِزِ اِضْطِرَارِیْ ۔۔اَنْتَ الَّذِیْ اَشْرَقْتَ الْاَنْوَارَ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَائِکَ حَتّٰی عَرَفُوْکَ ووَحَّدُوْکَ ۔وَاَنْتَ الَّذِیْ اَزَلْتَ الْاَغْیَارَعَنْ قُلُوْبِ اَحِبَّائِکَ حَتّٰ یٰلَمْ یُحِبُّواسِوَاکَ وَلَمْ یَلْجَؤُااِلٰ یٰغَیْرِکَ اَنْتَ الْمُوْنِسُ لَہُمْ حَیْثُ اَوْحَشَتْہُمُ الْعَوَالِمُ وَاَنْتَ الَّذِیْ ھَدَیْتَہُمْ حَیْثُ اِسْتِبَانَتْ لَہُمُ الْمَعَالِمُ ۔مَاذَاوَجَدَمَنْ فَقَدَکَ ؟وَمَاالَّذِیْ فَقَدَ مَنْ وَجَدَکْ ؟لَقَدْ خَابَ مَنْ رَضِیَ دُوْنَکَ بَدَلاً،وَلَقَدْخَسِرَمَنْ بَغٰ یٰعَنْکَ مُتَحَوَّلاً کَیْفَ یُرْجٰ یٰسِوَاکَ وَاَنْتَ مَاقَطَعْتَ الْاِحْسَانَ؟وَکَیْفَ یُطْلَبُ مِنْ غَیْرِکَ وَاَنْتَ مَابَدَّلْتَ عَادَةَ الْاِمْتِنَانِ ؟یَامَنْ اَذَاقَ اَحِبَّائَہُ حَلَاوَةَ الْمُوَانَسَةَ فَقَامُوْابَیْنَ یَدَیْہِ مُتَمَلِّقِیْنَ وَیَامَنْ اَلْبَسَ اَوْلِیَائَہُ مَلَبِسَ ھَیْبَتِہِ فَقَامُوْابَیْنَ یَدَیْہِ مُسْتَغْفِرِیْنَ ۔۔اِلٰہِی اَطْلُبْنِیْ بِرَحْمَتِکَ حَتّٰ یٰاَصِلَ اِلَیْکَ،وَاجْذُبْنِیْ بِمَنِّکَ حَتّٰ یٰاَقْبَلَ عَلَیْکَ >(۱)

---

(۱)بحارالانوار ج۹۸ص۲۲۶۔

“میں ان چیز وں‌کو کس طرح راہنمابناؤں‌جو خود ہی اپنے جود میں‌تیری محتاج ہیں کیا تیرے کسی شی ٔ کوتجھ سے بھی زیادہ ظہورحاصل ہے کہ وہ دلیل بن کر تجھ کو ظاہر کرسکے تو کب ہم سے غائب رہا ہے کہ تیرے لۓ کسی دلیل اور راہنمائی کی ضرورت ہو ،اور کب ہم سے دور رہا ہے کہ آثار تیری بارگاہ تک پہنچا نے کا ذریعہ بنیں وہ آنکھیں اندھی ہیں جو تجھے اپنا نگراں نہیں‌سمجھ رہی ہیں اور وہ بندہ اپنے معاملات ِحیات میں سخت خسارہ میں ہے جسے تیری محبت کاکوئی حصہ نہیں ملا ۔۔تو اپنی طرف اپنے نور سے میری ہدایت فرما، اور مجھ کو اپنی سچی بندگی کے ساتھ اپنی بارگاہ میں‌حاضری کی سعادت کرامت فرما ۔۔اور اپنے محفوظ پردوں سے میری حفاظت فرما ۔۔اور جذب و کشش رکھنے والوں کے مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرما اپنی تدبیر کے ذریعہ مجھے میری تدبیر سے بے نیاز کردے اوراپنے اختیار کے ذریعہ میرے اختیار اورانتخاب سے مستغنی بنا دے اوراضطرارواضطراب کے مواقع کی اطلاع اورآگاہی عطافرما۔۔تو ہی وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں انوارالوہیت کی روشنی پیدا کر دی تووہ تجھے پہچان گئے اور تیری وحدانیت کا اقرار کرنے لگے اور توہی وہ ہے جس نے اپنے محبوں کے دلوں سے اغیار کو نکال کرباہرکردیا تواب تیرے علا وہ کسی کے چاہنے والے نہیں ہیں، اور کسی کی پناہ نہیں مانگتے تو نے اس وقت ان کا سمان فراہم کیاجب سارے عالم سبب وحشت بنے ہو ئے تھے اور تو نے ان کی اس طرح ہدایت کی کہ سارے راستے روشن ہو گئے پروردگارجس نے تجھ کو کھو دیا اس نے کیاپایا؟اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھویا؟جو تیرے بدل پر راضی ہوگیاوہ نا مراد ہوگیا،اور جس نے تجھ سے رو گردانی کی وہ گھاٹے میں رہا ،تیرے علاوہ غیرسے امید کیوں کی

جائے جبکہ تونے احسان کاسلسلہ روکانہیں اور تیرے علاوہ دوسرے سے مانگا ہی کیوں جا ئے جبکہ تیرے فضل و کرم کی عادت میں فرق نہیں ایا ہے وہ پرور دگارجس نے اپنے دو ستوں کو انس و محبت کی حلاوت کا مزہ چکھا دیاہے تو اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے اولیاء کو ہیبت کا لباس پہنا دیاہے تو اس کے سامنے استغفار کرنے کے لئے استادہ ہیں۔۔۔میرے معبود مجھ کو اپنی رحمت سے طلب کر لے تا کہ میں تیری بارگاہ تک پہونچ جا ؤں اور مجھے اپنے احسان کے سہارے اپنی طرف کھینچ لے تا کہ میں تیری طرف متوجہ ہوجاؤں "

۳۔بندوں سے خداوندعالم کا اظہاردوستی

خداوندعالم اپنے بندوں سے دوستی کا اظہار کرتا ہے اور بندوں کو اپنی ذات سے محبت کرانے کےلئے نعمتوں سے مالامال کردیتا ہے بیشک پروردگار عالم دلوں پر نعمت اس لئے نازل کرتاہے کہ خداوندعالم نے جن پر نعمت نازل کی ہے وہ اللہ کو دوست رکھیں ۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دعائے سحر میں آیا ہے :

<تَتَحَبَّبُ اِلَیْنَابِالنِّعَمِ وَنُعَارِضُکَ بِالذُّنُوْبِ خَیْرُکَ اِلَیْنَانَازِلٌ وَشَرُّنَا اِلَیْکَ صَاعِدٌ وَلَمْ یَزَلْ وَلَایَزَالُ مَلَکٌ کَرِیْمٌ یَاْتِیْکَ عَنَّابِعَمَلٍ قَبِیْحٍ فَلَا یَمْنَعُکَ ذٰلِکَ مِنْ اَنْ تَحُوْطَنَابِرَحْمَتِکَ وَتَتَفَضَّلْ عَلَیْنَابِآلَائِکَ فَسُبْحَانَکَ مَااَحْلَمَکَ وَاَعْظَمَکَ وَاَکْرَمَکَ مُبْدِئاًوَمُعِیْد اً>(۱)

"تو نعمتیں دے کرہم سے محبت کرتا ہے اور ہم گناہ کر کے اس کا مقابلہ کرتے ہیں تیراخیربرابر ہما ری طرف آرہا ہے اور ہما راشر برابر تیری طرف جارہا ہے فرشتہ برابر تیری بارگاہ میں ہماری بد اعمالیوں کادفتر لے کر حاضر ہوتاہے لیکن اس کے باوجود تیری نعمتوں میںکمی نہیں اتی اورتو برابر فضل و کرم کر رہاہے تو پاک پاکیزہ ہے تو تجھ جیسا حلیم عظیم اور کریم کون ہے ابتدا اور انتہا میں تیرے نام پاکیزہ ہیں "

اللہ کا اپنے بندے پر نعمت فضل ،بھلائی عفواور ستر (عیب پوشی)نازل کرنے اور بندہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے جوبرائی اور شر صعود کرتا ہے ان دونوںکے درمیان مقائسہ سے اس بات

---

(۱)بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۵ ۔

کا پتہ چلتا ہے کہ بندہ اپنے مولا سے شرمندہ ہے ،وہ اللہ کی طرف سے اس محبت اور دوستی کا روگردانی اور دشمنی کے ذریعہ جواب دیتا ہے ۔

انسان کتنا شقی اور بدبخت ہے کہ اللہ کی محبت اوردوستی کا جواب ردگردانی اور دشمنی سے دیتا ہے ۔

امام زمانہ حضرت حجة علیہ السلام کے دعاء افتتاح میں ان کلمات کے سلسلہ میں غوروفکر کریں

<اِنَّکَ تَدْعُوْنِی فَاُوَلِّي عَنْکَ وَتَتَحَبَّبُ اِلَيَّ فَاَتَبَغَّضُ اِلَیْکَ،وَتَتَوَدَّدُاِلَيَّ فَلاَاَقْبَلُ مِنْکَ،کَانَّ لِیَ التَّطَوُّلَ عَلَیْکَ،فَلَمْ یَمْنَعُکَ ذٰلِکَ مِنَ الرَّحْمَةِلِي وَ الاِحْسَانِ اِلَيَّ وَالتُّفَضُّلِ عَلَيَّ >(۱)

"اے پروردگار بیشک تو نے مجھ کو دعوت دی اور میں نے تجھ سے رو گر دانی کی اور تونے محبت کی اور میں نے تجھ سے بغض و عناد رکھا اور تومیرے ساتھ دو ستی کرتا ہے تو میں اس کو قبول نہیں کرتا ہوں گویا کہ میرا تیرے اوپر حق ہے اور اس کے باوجود اس نے تجھ کو میرے اوپر احسا ن کر نے اور فضل کر نے سے نہیں رو کا "

<خیرک الینانازل وشَرُّنَااِلَیْکَ صَاعِدٌ>(۲)

"تیراخیربرابر ہما ری طرف آرہا ہے اور ہما راشر برابر تیری طرف جارہا ہے"

---

(١)مفاتیح الجنان دعائے افتتاح ۔
(٢)بحارالانوار جلد ١٨ صفحہ ٨٥ ۔

اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں دعاؤں کے مصادر

ہمارے پاس ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی احادیث میں مناجات اور دعاؤں کاصاف شفاّف اور طیب و طاہر دولت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔

اصحاب ائمہ علیہم السلام اور تدوین حدیث کا اہتمام

ائمہ علیہم السلام اپنے اصحاب سے دعاؤں کے سلسلہ میں جو کچھ وصیت فرماتے تھے تووہ ان کو لکھنے کے بڑے پابند تھے ۔
سید رضی الدین علی بن طاؤس نے کتاب مہج الدعوات میں امام مو سیٰ بن جعفر سے منسوب دعا ئے جوشن صغیر کو نقل کرتے وقت یہ تحریر کیاہے کہ امام کاظم علیہ السلام کے صحابی ابو وصاح محمدبن عبداللّٰہ بن زید النہشلی نے اپنے والد بزگوار عبداللّٰہ بن زید سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن زید کا کہنا ہے کہ ابوالحسن کاظم کے اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں کی ایک خاص جماعت تھی جو مجلس میں اپنے ساتھ غلاف میں بڑی نرم و نازک آبنوس کی تختیاں لیکرحاضرہو اکر تے تھے جب بھی آپ اپنی زبان اقدس سے کو ئی کلمہ ادا فر ما تے تھے یا کو ئی فتویٰ صادر فرما تے تھے تو وہ قوم جو کچھ سنا کرتی تھی اس کو لکھ لیا کرتی تھی۔اسی بنیاد پر عبداللّٰہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو دعا میں یہ فر ما تے سناہے اور اس

(ا)مہج الدعوات مؤلف سید رضی الدین علی بن طاؤس ۔

سلسلہ میں مشہور و معروف دعا "جو شن صغیر" مو سیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ذکر فرمائی ہے۔

حدیث کے سلسلہ میں(اصول اربعماۂ) چا رسو اصول

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب نے آپ کی احا دیث کی تدوین چارسو کتابوں میں کی ہے جو اصول اربعماۂت کے نا م سے مشہور ہو ئیں۔شیخ امین الاسلام طبر سی (متوفی ٥۴٨ئھ)نے اعلام الوریٰ میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ کے چار ہزار اہل علم شاگرد مشہور تھے اور آپ نے ان کے جوابات میں مسائل کے سلسلہ میں چار سو کتابیں تحریر کیں جن کو اصول اربعماۃ کہا جاتاہے اور اصحاب اصول کا طریقہ کار ائمہ علیہم السلام سے سنی جا نے والی تمام چیزوں کو لکھنا اور تدوین کرنا تھا ۔
شیخ بہا ئی کتاب الشمسین میں تحریر کرتے ہیں :"ہما رے بزرگان سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ اصحاب اصول کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی کسی امام سے کو ئی حدیث سنتے تھے تو وہ اس حدیث کو اپنے اصول میں درج کرنے کےلئے

سبقت کرتے تھے کہ ہم کہیں دنوں کے گذر نے کے ساتھ ساتھ اس پوری حدیث یا بعض حصہ کو فر اموش نہ کر دیں "اس لئے یہ اصول اصحاب کی طرف سے مورد وثوق تھے جب وہ ان سے کو ئی روایت نقل کرتے تھے تو اس کے صحیح ہو نے کا حکم لگا تے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے ۔

جناب محقق داماداصول اربعمأت نقل کرنے کے بعد انتیسویں نمبر پر ذکر کرتے ہیں :یہ با ت جان لینی چا ہئے کہ معتمد اصول مصححہ کو اخذ کرنا روایت کو صحیح قرار دینے کا ایک رکن ہے "۔

ائمہ علیہم السلام کے اصحاب کی بڑی تعداد نے اصول کی کتابت کے سلسلہ میں کہا ہے کہ ان اصول کا پورا کرنا اور ان اصول سے مکمل طور پر استفادہ کرنا ممکن نہیں ہے جناب شیخ طو سی اپنی کتاب فہرست کی ابتدا میں تحریر فر ما تے ہیں :

ہم ان اصول کے مکمل ہو نے کی ضمانت نہیں لے سکتے چونکہ ہمارے اصحاب کی تصانیف اور ان کے اصول اکثر شہروں میں منتشر ہو نے کی وجہ سے صحیح طور پر ضبط نہ ہو سکے لیکن ہاں کتاب الذریعہ میں آقائے بزرگ طہرانی کے قول کے مطابق ان کی تعداد چار سو سے کم نہیں ہے۔

محقق داماداپنے مذکورہ تلخیص نمبرمیں تحریر کرتے ہیں :یہ مشہور ہے کہ اصول اربعمأت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شا گردوں کے ذریعہ تحریر کئے گئے ہیں جبکہ ان کے جلسوں میں شریک ہو نے اور ان سے روایت نقل کرنے والے راویوں کی تعدادتقریباً چار ہزار ہے اور ان کی کتابیں اور تصنیفات بہت زیادہ ہیں لیکن ان میں سے قابل اعتماد یہی چار سو اصول ہیں "

میراث اہل بیت علیہم السلام اور طغرل بیگ کی آتش زنی

اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں سے یہ اصول متعدد طا ئفوں کے پاس تھے ان ہی میں سے دعا ؤں کی کتابیں بھی تھیں جو کتا بوں کے اس مخزن کے جلنے کی وجہ سے تلف ہو گئیں تھیں جس کو وزیر ابو نصر سابور بن ارد شیر (شیعہ وزیر جس کو بہاء الدولہ نے وزارت دی تھی)نے وقف کیا تھا یہ اس دور میں کتابوں کا سب سے بڑا مخزن شمار کیا جاتا تھا۔یا قوت حموی نے معجم البلدان جلد ۲صفحہ/۳۴۲پر مادہ بین سورین میں کہا ہے کہ : بیشک بین السورین کرخ بغداد میں آبادی کے لحاظ سے سب سے اچھا محلہ تھا "اس میں کتابوں کا مخزن تھا جس کو ابو نصرسابور بن ارد شیر وزیرکو بہا ء الدولہ بو یہی کے وزیر نے وقف کیا تھا ،دنیا میں اس سے اچھی کتابیں کہیں نہیں تھیں تمام کتابیں معتبر ائمہ اور ان کے محرز اصول کے تحت تحریر کی گئی تھیں جب محلہ کرخ کو جلایا گیاتواس میں‌یہ تمام کتابیں جل کر راکھ ہوگئیں اورانھیں کتابوں میں جن کو طغرل بیگ نے جلایا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں کی کتابیں بھی تھیں۔

محقق،طہرانی کتاب یا قوت میں، حموی کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :" ہم کو اس بات کا گمان ہے کہ بغداد کے محلہ کرخ میں شیعوں کےلئے وقف کی گئی اس لا ئبریری کی کچھ کتابیں وہی دعا ئی اصول ہیں جن کو ائمہ کے قدیم اصحاب نے ائمہ سے نقل کیا ہے اور بزرگان رجال نے ان سے ہر ایک کی سوانح عمری میں صاف صاف کہا ہے کہ یہ کتابیں انھیں کی ہیں اس کو کتاب ادعیہ بھی کہا ہے نیز اس کتاب کے اس کے مو ٔ لف سے نقل کرنے کی روش کو بھی ذکر کیا ہے "(۱)

اہل بیت علیہم السلام کی محفوظ رہ جانے والی میراث

ان اصول کی کچھ کتابیں شیخ الطائفہ ،شیخ ابو جعفر طوسی ؒکی کتاب "التہذیب"اور الاستبصار مؤلف کے پاس تھیں۔اس وقت بغداد میں امہات اصول کے نام سے بھرے ہوئے دو کتاب خانہ تھے ان میں سے ایک کتابخانہ سابور تھا جس کے بانی شیعہ علماء تھے جو بغداد میں کرخ کی طرف بنایا گیا تھا اوردوسرا کتابخانہ ان

کے استاد محترم شریف مرتضیٰ کا تھا جس میں اسّی ہزار کتابیں تھیں وہ کتابیں ابن ادریس حلی کے زمانہ تک باقی رہیں جن میں سے "مستطرفات السرائر"کا استخراج کیا گیا۔

دعاؤںکے کچھ مصادر کا تلف ہونے سے محفوظ رہنا

محقق بزرگ طہرانی کتاب الذریعہ میں تحریر کرتے ہیں :منجملہ دعائی اصول جو شاپور کتاب خانہ میں یا خاص عناوین کے تحت موجود تھے یا قوت حموی کی تشریح کے مطابق سب کے سب جل کر راکھ ہوگئے لیکن ان میں سے جو کچھ شخصی طورپر دوسروں کے پاس موجود تھے، وہ محفوظ رہ گئے ادعیہ ، اذکار اور زیارتوں کے مطالب ہم تک اسی طرح پہنچے ہیں جس طرح ان اصول میں مندرج تھے چونکہ کتاب خانہ کے جلائے جانے سے چندسال پہلے متعدد علماء اعلام نے ادعیہ ، اعمال اور زیارتوں کی کتابیں تالیف کی تھیں اور جوکچھ ان کتابوں میں دعاؤں کے اصول موجود تھے ان کو اخذ کرلیا تھا ۔

ان اصول سے تالیف کی گئیں کتابیں کتاب خانہ کے جلائے جانے سے پہلے اسی طرح موجود تھیں اور آج بھی موجود ہیں ،جیسے کتاب دعا مولف شیخ کلینی ضمتوفی ۳۲۹ئھ ق۔ کتاب

----

(١)الذریعہ جلد ٨ صفحہ ١٧۴۔

کامل الزیارات۔مولف قولویہ متوفی ۳۶۰ئھ ق،کتاب الدعا والمزار مولف شیخ صدوق متوفی ۳۸١ئھ، کتاب المزار مولف شیخ مفید متوفی ٢ ۴١ ء قاور کتاب روضةالعابدین مولف کراجکی متوفی ۴۴۹ ئھ ق۔

کتاب مصباح المتہجد کے ذریعہ محفوظ رہنے والی دعائےں

وہ دعائیہ مصادر جو ان قدیمی اصول سے اخذ کئے گئے ہیں ان میں سے کتاب مصباح المتہجد ہے جو شیخ الطائفہ طوسی ضمتوفی ۴۶۰ئھ ق)کی تالیف ہے آپ نے ۴۰۸ء ھ ق میں عراق آنے کے بعد ان قدیم اصول کو اخذ کیا جو کتابخانہ شاہ پور اور کتاب خانہ شریف مرتضی کے ماتحت موجود تھے آپ نے احادیث احکام کے سلسلہ میں تہذیب الاحکام اور اسبتصار تالیف کی اور دعا واعمال کے متعلق مصباح المتہجدنام کی کتاب تحریرکی ہے اور اس میں ان ہی مقدار میں ان اصول کو تحریر کیا ہے جن کو عبّاد متہجدین سے آسانی سے اخذ کرسکےں۔

سید ابن طاؤوس تک پہنچنے والے دعاؤں کے کچھ مصادر

دعاؤں کے کچھ وہ مصادر جو ساتویں ہجری تک کرخ میں شاپور کتاب خانہ کے جل جانے سے بچ گئے اور وہ سید رضی الدین ابن طاؤوس متوفی ۶۶۴ئھ ق کے ہاتھوں میں آئے ۔

وہ اپنی کتاب کشف المحجہ جس کو اپنے فرزندکیلئے تالیف کیا تھا اسکی بیالیسیوں فصل میں اس طرح تحریر کرتے ہیں : خداوند بزرگ و تعالیٰ نے میرے سامنے تمہارے لئے متعددکتابیں لکھنے کا موقع فراہم کیا ---اور اللہ نے میرے لئے "دعوات "کی ساٹھ جلدوں سے زیادہ جلدیں لکھنے کا موقع فراہم کیا ۔(١)

جب سید ابن طاؤوس نے کتاب مہج الدعوات تحریر کی تو آپ کے پاس دعاؤں کی ستّرسے زیادہ کتابےں موجود تھیں۔

----

(١)کشف المحجہ ثمرةالمہجہ مولف ابن طاؤوس۔

آپ کتابِ مہج الدعوات کے آخر میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں :یہ میری زندگی کی آخری کتاب ہے---

سید ابن طاؤوس اپنی زندگی کی آخری کتاب الیقین میں تحریرکرتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کی اس آخری کتاب کو اس وقت تحریر کیا ہے جب میرے پاس دعاؤں کی ستّرسے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔(١)

سید ابن طاؤوس کے پاس حدیث اور دعا کے پندرہ سو مصادر
جب سید نے دعا کے سلسلہ میں اپنی بڑی کتاب "اقبال"تحریر کی توشہید کے اپنے مجموعہ میں جبعی کے نقل کے مطابق ان کے پاس ان کی اپنی پندرہ سو کتابےں موجود تھیں اور یہ ۶۵۰ ئھ ق کی بات ہے جب سید رضی الدین ابن طاؤوس کتاب اقبال لکھ کر فارغ ہوئے ۔
شہید تحریرکرتے ہیں ۶۵۰ ئھ ق میں آپ کی ملکیت میں چھ سو پچاس کتابیں تھیں۔ (۲)
سید ابن طاؤوس کی ادعیہ اور اذکار کے سلسلہ میں پندرہ کتابےں
سید ابن طاووس اپنی کتاب "فلاح السائل "میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے جب دعاوٴں کے سلسلہ میں اپنے جد شیخ ابو جعفر طوسی ض کی کتاب"المصباح الکبیر "پڑھی تو ہم کو اس میں بہت سے اہم مطالب نظر آئے جن کو شیخ طوسی ضنے اپنی کتاب میں ملحق نہیں فر ما یا تھا لہٰذا ہم نے کتاب"المصباح الکبیر "پر پندرہ جلدوں میں "تتمات مصباح المتہجد و مہمات فی صلاح المتعبد " نامی کتاب مستدرک تحریر کی ہے ۔وہ کتاب فلاح السائل کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں :
ہم نے اللہ کی مدد سے چند جلد کتابیں مرتب و منظم کی ہیں جن کو اہم اور تتمہ کے عنوان سے شمار کیا جاتا ہے ۔

----
(۱)الذریعہ جلد ۲ص۲۶۵۔
(۲)الذریعہ جلد ۲ص۲۶۴۔۲۶۵۔

پہلی جلد :جس کا نام "فلاح السائل "ہے جو رات اور دن کے اعمال کے سلسلہ میں ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں ۔
تیسری جلد :اس کتاب کا نام "زهرة الربیع فی ادعیة الاسابیع "۔
چو تھی جلد :اس کتاب کا نام جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع"۔
پانچویں جلد :اس کتاب کا نام "الدروع الواقیة من الاخطار "۔
چھٹی جلد :اس کتاب کا نام "المضمار للسباق واللحاق "۔
ساتویں جلد:اس کتاب کا نام "السالک المحتاج الیٰ معرفة منا سک الحجاج "۔
آٹھویں اور نویں جلد :ان دونوں کتابوں کا نام "الاقبال بالاعمال الحسنة فیما نذکرہ ممایعمل میقاتاواحداًکل سنة "۔
دسویں جلد :اس کتاب کا نام السعادات بالعبادات التی لیس لهاوقت محتوم و معلوم فی الروایات بل وقتهابحسب الحا دثات المقتضیة والادوات المتعلقة بها
جب ہم اللہ کے فضل وکرم سے ان کتابوں کو لکھ کر فارغ ہو ئے تو ہم کو محسوس ہوا کہ ہم سے پہلے اس طرح کے علوم سے پرُ کتابیں کسی نے نہیں لکھیں اور یہ انسان کی ضروریات میں سے ہے کہ انسان مرنے سے پہلے جزاکے طور پراپنی عبادات کو قبول کرانے اور قیامت میں سرخرو ہونے کی استعدادکا ارادہ رکھتا ہے :
پہلا حصہ :"فلاح السائل ونجاح السائل فی عمل یوم و لیلة"۔
دوسرا حصہ : "زهرة الربیع فی ادعیة الاسابیع "۔
تیسرا حصہ :کتاب الرجوع فی زیارات وزیادات صلوات ودعوات الاسبوع فی اللیل والنهار ۔
چو تھا حصہ :"الاقبال "وہ اعمال حسنة جن کو انسان ہر سال میں ایک مرتبہ انجام دیتا ہے ۔
پانچواں حصہ :"اسرار الصلوات وانوار الدعوات " اگر پروردگار نے مجھے اس کی تالیف کی مہلت دی تو میں اس کو پوری زندگی میں محفوظ رکھوں گا مگر یہ کہ خداوند عالم ایسے شخص کو اذن دے جس کو میری وفات سے قبل اس میں تصرف کر نے کا حق حاصل ہو "(۱)
سید ابن طاووس سے متاٴخر دعا ؤں کے مصادر

آقا بزرگ محقق تہرانی ض تحریر کرتے ہیں :پھر علماء نے سید بن طاووس ض کی مدون کتابوں میں ان ادعیہ و اذکار کا اضافہ کیاجو ائمہ علیہم السلام سے منسوب تھے اور جو پرانی دعاؤں کی کتابوں میں درج تھے اور وہ کتابیں سید ابن طاووس کے پاس مو جود نہیں تھیں اور وہ جلنے ،غرق ہو نے، زمیں بوس ہو نے اور دیمک کے کھانے سے محفوظ رہ گئیں تھیں یہاں تک کہ وہ ہم تک پہونچیں ،تو ہم نے ان دعاؤں کو ان کی دعا کی کتابوں میں درج کردیا ۔

ان افراد میں سے شیخ سعید محمد بن مکی ہیں جو   ۷۸۶ئھ میں شہید ہو ئے ؛

شیخ جمال السالکین موجودہ کتاب "المزار "کے موٴ لف ہیں،

ابو العباس احمد بن فہد حلی موٴ لف کتاب "عدة الداعی "اور کتاب "التحصین فی صفات العارفین "متو فیٰ ۸۴۱ ئھ ۔

شیخ تقی الدین ابراہیم الکفعمیمتوفیٰ   ۹۰۵ ئھ ،انھوں نے کتاب "جنة الامان الواقیہ "،"بلد الامین "،محا سبة النفس اور ائمہ علیہم السلام سے دوسری تمام ماثورہ دعائیں اور اذکار تحریرکئے ہیں انھوں کتاب "الجنة "کے شروع میں یہ تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب معتمد اور صحیح السند کتابوں سے اخذ شدہ مطالب سے تحریر کی گئی ہے اور کتاب "الجنة "اور "البلد "کے دوسو سے زیادہ مصادر شمار

---

(۱)فلا ح السا ئل صفحہ /۷-۹ طبع ۱۳۷۲ئھ شمسی ۔

کئے ہیں اور ان میں اصل متن کتاب کو بھی نقل کیا ہے اور ان میں اکثر دعاوٴں کی قدیم کتابیں ہیں:

جیسے کتاب "روضة العابدین "موٴ لف کراجکی ،متوفیٰ   ۴۴۹ ئھ ۔

کتاب "مفتاح الفلاح موٴلف شیخ بہا ئی متوفیٰ   ۱۰۳۱ئھ ۔

کتاب "خلا صة الاذکار موٴلف محدث فیض کا شانی متوفیٰ   ۱۰۹۱ ئھ۔

اور علا مہ مجلسی ۺمتوفیٰ   ۱۱۱۱ ئھ ۔انھوں نے عربی زبان میں بحار الانوار تحریر کی ہے اور "زاد المعاد " ، "تحفة الزائر "،مقباح المصابیح "، ربیع الاسابیع "اور مفاتح الغیب "فارسی زبا ن میںتحریر کی ہیں۔ (۱)

---

(۱)الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ جلد ۸ /۱۷۹-۱۸۰۔

دعااور قضا و قدر

دعااورقضاء و قدرخدا وند عالم نے ہر چیز کےلئے قضا و قدر قرار دیا ہے اور انسان ان دونوں سے کسی صورت میں نہیں بچ سکتا ہے وہ خدا وند عالم کا حتمی و یقینی ارادہ ہے تو دعا کے مو قع پر انسان کیا کرے ؟

کیا جس چیز سے مشیت الٰہی اور اس کا علم یقینی طور پر متعلق ہو گیاہو کیا دعا اس کو بدل سکتی ہے ؟

اور جب دعامیں اتنا اثر ہے کہ وہ قضا و قدر الٰہی میں رد و بدل کر سکتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

اس سوال کے جواب کےلئے قضا و قدر کی بحث کاچھیڑنا لا زم و ضروری ہے ۔۔۔اگر چہ ہم اس بحث کو چھیڑنے سے دعا کی بحث سے دور ہو کر فلسفہ کی بحث میں دا خل ہو جا ئیں گے لہٰذا ہم اپنی ضرورت کے مطابق اس سوال سے متعلق بحث کو مختصر طور پربیان کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں ۔

تا ریخ اور کا ئنات میں قا نو ن علیت

تاریخ اور کا ئنات کی حرکت کے مطابق یقینی اور عام طور پر بغیر کسی استثنا ء کے قانون علیت جا ری و ساری ہے ۔

<للهِ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَایَشَا ءُ>(۱)

---

(١)سورۂ شوریٰ آیت/ ۴۹۔

“بیشک آسمان و زمین کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھوں میں ہے وہ جو کچھ چا ہتا ہے پیدا کرتا ہے ’
<اِنَّ اللہَ یَفْعَلُ مَایُرِیْدُ >(١)
“اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے ”
<اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِمَایُرِیْدُ>(٢)
“بیشک تمہارا پروردگا ر جو بھی چا ہے کرسکتا ہے ”
<اِنَّمَاقَوْلُنَالِشَیْءٍ اِذَاَارَدْنَاہُ اَنْ نَقُوْلَ لَہُ کُنْ فَیَکُوْنُ>(٣)
“ہم جس چیز کا ارادہ کرلیتے ہیں اس سے فقط اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا پھر وہ ہو جا تی ہے ”
<وَلَوْشَاءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ >(۴)
“خدا چا ہے تو ان کی سماعت و بصارت کو بھی ختم کر سکتا ہے ”
<وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہِ مَنْ یَّشَا ءُ>(۵)
“اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے ”
<یَرْزَقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِحِسَابٍ >(۶)
“وہ جسے چاہتا ہے رزق بے حساب عطا کر دیتا ہے ”

---

(١)سورۂ حج آیت/ ١۴۔
(٢)سورۂ ھود آیت/ ١٠٧۔
(٣)سورۂ نحل آیت/۴٠۔
(۴)سورۂ بقرہ آیت /٢٠۔
(۵)سورۂ بقرہ آیت/ ١٠۵۔
(۶)سورۂ آل عمران آیت/ ٣٧۔

<وَاللہُ یُوْتِیْ مُلْکَہُ مَنْ یَّشَاءُ>(١)
“اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیدیتا ہے ”
<قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزَعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّمَنْ تَشَاءُ وَتُذِلّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ>(٢)
“پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ خدا تو صاحب اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتاہے اور جسے چا ہتا ہے سلب کرلیتا ہے ۔جس کو چا ہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چا ہتا ہے ذلیل کرتا ہے سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شیٔ پر قادر ہے ”
<اِنْ یَّشَا ٔ یُذْھِبْکُمْ اَیُّھَاالنَّاسُ وَیَا ٔتِ بِآخَرِیْنَ >(٣)
“وہ چاہے تو سب کو اٹھا لے جا ئے اور دو سرے لوگوں کو لے آئے ”
یہ آیات اور ان آیات کے مانند آیات قرآن کریم میں بہت زیادہ مو جود ہیں اور ان آیات سے یہ صاف طور پر وا ضح ہے کہ اللہ تبارک و تعا لیٰ کا ئنات پر سلطان مطلق ہے اس کی کو ئی حد و حدود نہیں ہے اس کو کو ئی چیز عا جز نہیں کر سکتی اور نہ کو ئی چیز اس کےلئے ما نع ہو سکتی ہے ۔
وہ ہرچیز پر قا در ہے وہ جو چا ہتا ہے کر تا ہے وہ جو بھی چا ہے کر سکتا ہے ،اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جا ئے گا اور اُن سے سوال کیا جا ئیگا اور اس کو کو ئی چیز عا جز نہیں کر سکتی ہے ۔
یہود یوں کا یہ نظریہ ہے کہ خدا وند عالم کا ارادہ اس عام نظام علیت کا محکوم ہے جو کائنات اور تا ریخ پر حکم کر تا ہے ،اور خداوند عالم (یہودیوں کی نظر میں)کائنات اور تا ریخ کو خلق کر نے کے بعد ان پر با دشاہت نہیں رکھتا ہے ۔

---

(١)سورۂ بقرہ آیت/ ٢۴٧۔
(٢)سورۂ آل عمران آیت/ ٢۶۔
(٣)سورۂ نساء آیت/ ١٣٣۔

قرآن کریم اس بارے میں فر ماتا ہے :

<وَقَالَتِ الْیَهُوْدُیَدُاللهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْابِمَاقَالُوْابَلْ یَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ>(١)
"اور یہو دی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہو ئے ہیں جبکہ اصل میں انھیں کے ہاتھ بندھے ہو ئے ہیں اور یہ اپنے قول کی بنا پر ملعون ہیں اور خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہو ئے ہیں "

ہم نے جوکچھ بیان کیاہے اس میں کو ئی شک نہیں ہے اور اس بارے میں قرآن کریم صاف طور پر بیان کر رہا ہے اور یہود یوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا باطل ہونا خود بخود ظاہر ہے۔

خدا وند عالم کے ارادہ کا قا نون علیت سے رابطہ

ہم اس قدرت اور حکومت کی رو شنی میں جس کو قرآن کریم نے الٰہی ارادہ کے تحت کائنات، تا ریخ اور معا شرہ میں مقرر کیا ہے تو فطری طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ قانون علیت سے خدا کا کیا رابطہ ہے ؟

کیا یہ تعطیل ہے ؟یعنی الٰہی ارادہ قانون علیت کو معطل کر دیتا ہے جب خدا وند عالم اس کاارادہ کرنا چا ہے ۔

اس کا جواب بغیر کسی شک و شبہ کے نفی میں ہے ۔

اللہ نے علت کو خلق کیا ہے اور اس کے علاوہ کسی نے علت کی تخلیق نہیں کی ہے ،علت کا خلق کرنا علیت کو با لضرورہ خلق کر نے کے برابر ہے ۔جس طرح اس نے آگ کو پیدا کیا اسی طرح اس میں حرارت کو بھی پیدا کیا اور آگ کو حرارت کے بغیر پیدا کرنا زوج کو زوجیت(2)

---

(١)سورئہ ما ئدہ آیت/ ۶۴۔
(٢)اس میں بہت کم فرق ہے پہلا وجو د کےلئے ضروری ہے اور دوسرا ما ھیت کےلئے لا زم ہے ۔

کے بغیر پیدا کرنے کے مانند ہے ۔یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ آگ کو اس کے بغیر پیدا کرے کہ وہ حرارت کےلئے علت ہوہاں وہ آگ کے علاوہ اس کو ایسی چیز میں تو تبدیل کر سکتا ہے جو آگ کے مشابہ ہے ۔پس اس قول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کا ئنات اور تا ریخ پر ارادئہ الٰہیہ کے حاکم ہو نے سے قانون علیت کا معطل ہو جانا ہے ۔

پس ارادئہ الٰہیہ اور قانون علیت میں کیا رابطہ ہے ؟

ارادئہ الٰہیہ قانون علیت پر بنفس نفیس قانون کی طرح حاکم ہے

قرآن کر یم نے اس علاقہ و رابطہ کی متعدد مقامات پرو ضاحت کی ہے اور بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے اور اسے اس قانون پر خوداس قانون کے با لکل اپنی جگہ پر باقی رہتے ہوئے مطلق تسلط حاصل ہے قرآن اللہ کے ارادہ کو معطل نہیں کرتا جیسا یہودیوں نے کہا ہے اور نہ نظام علت کو معطل کرتا ہے جیسا کہ اشاعرہ نے کہا ہے بلکہ یہ تو اس کا ئنات اور اس قانون پر اللہ کی حاکمیت کو مقرر کرتا ہے جب وہ کسی قوم پر نعمت نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قوم پرہواؤ ں کو رحمت کی بشارت کےلئے رواں دواں کرتا ہے :

<هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ بُشْراً بَیْنَ یَدَیْہِ رَحْمَتِہِ >(١)
"اور وہی وہ ہے جس نے ہوا ؤں کو رحمت کی بشارت کے لئے رواں کر دیا ہے"

<اللہُالَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُسَحَاباً>(٢)
"اللہ وہی ہے جس نے ہوا ؤں کو بھیجا تو وہ بادلوں کو منتشر کر تی ہیں "

<وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَا قِحَ فَاَ نْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً>(٣)

---

(١)سورئہ فر قان آیت/۴۸۔
(٢)سورئہ فاطر آیت/ ٩۔
(٣)سورئہ حجرآیت/ ٢٢۔

"اور ہم نے ہواؤں کو بادلوں کا بوجھ اٹھا نے والا بنا کر چلا یا ہے پھر آسمان سے پا نی برسایا ہے '

پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو بادلوں کا بوجھ اٹھانے والی ہواؤں کو بھیج کر آسمان سے پانی برساتا ہے اور جب وہ کسی قوم کو اپنی رحمت کی بشارت دینا چا ہتا ہے تو وہ اس پر ہواؤں کو رحمت کی بشارت دینے کے لئے رواں کرتا ہے تا کہ وہ بادلوں کو لیجا ئیں اور ان پر آسمان سے پانی برسائے تا کہ ان کی زمین ہری بھری ہو جا ئے جس میں اللہ نے اپنی رحمت ودیعت کی ہے ۔

اللّٰہ جس پر اپنی نعمتیں نازل کرناچا ہتا ہے اپنی نعمت کے ان ہی اسباب کے ذریعہ نعمتیں نازل کرتا ہے جس طرح وہ جب کسی قوم سے اس کے برے عمل کی وجہ سے انتقام لینا چا ہتا ہے عذاب کے اسباب کے ذریعہ انتقام لیتا ہے خدا وند عالم آل فرعون کی تنبیہ کے سلسلہ میں ارشاد فر ماتا ہے :

<وَلَقَدْ اَخَذْنَاآلَ فِرْعَوْنَ بِالسَّنِینَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْنَ>(١)

"اور ہم نے آل فر عون کو قحط اور ثمرات کی کمی کی گرفت میں لے لیا کہ وہ شاید اسی طرح نصیحت حاصل کر سکیں "

آل فرعون کے عذاب اور ان کی تنبیہ کا اختتام قحط اور خشک سالی پر ہوا اور" سنون"سنة" کی جمع ہے جس کا مطلب قحط اور خشک سالی ہے ۔

جب خداوند عالم کسی قوم پر نعمت نازل کرنا چا ہتا ہے تو اسباب نعمت کے ذریعہ اس پر نعمت نا زل کرتا ہے اور اسباب نعمت سے ہوا اور بادل ہیں ۔جب کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چا ہتا ہے تو اسباب عذاب کے ذریعہ اس پر عذاب نا زل کرتا ہے اور اسباب عذاب میں سے قحط اور بہت کم بارش ہو نا ہے ۔

قانون تسبیب

قانو ن تسبیب سے مراد یہ ہے کہ خداوند عالم جس چیز کو چا ہتا ہے اس کو اخذ کرلیتاہے اور

---

(١) سورئہ اعراف آیت/ ١٣٠ ۔

جس چیز میں چا ہتا ہے اپنی مشیت کے اسباب متحقق کر دیتا ہے قرآن کریم میں اس مطلب کے سلسلہ میں بہت زیادہ شواہد مو جود ہیں خداوند عالم فر ماتا ہے :

<فَمَنْ یُرِدِاللّٰہُ اَنْ یَہْدِیَہُ یَشْرَحْ صَدْرَہُ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُرِدْاَنْ یُّضِلَّہُ یَجْعَلْ صَدْرَہُ ضَیِّقاًحَرجاًکَاَنَّمَایَصَّعَّدُ فِی السَّمَاءِ >(١)

"پس خدا جسے ہدایت دینا چا ہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چا ہتا ہے اس کے سینہ کو ایسا تنگ اور دشوار گذار بنا دیتا ہے جیسے آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہو وہ اسی طرح بے ایمانوں پر ان کی کثافت کو مسلط کر دیتا ہے "

اور جس مطلب کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں اس مطلب کو یہ آیت مکمل طور پر واضح کر رہی ہے بیشک خدا وند عالم کسی قوم کی اس کے اعمال کے ذریعہ ہدایت یااس کو گمرا ہ کر نے کا ارادہ رکھتا ہے تو اگر ہدایت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کردیتا ہے یا ان کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کردیتا ہے اور جب وہ کسی قوم کو گمراہ کرنا چا ہتا ہے تو اس کے محقق ہو نے کے اسباب فراہم کرتا ہے اور اس قوم کے سینہ کو تنگ بنا دیتا ہے اور فرماتا ہے :

<وَاِذَااَرَدْنَااَنْ نُّہْلِکَ قَرْیَةً اَمَرْنَامُتْرَفِیْہَافَفَسَقُوْافِیْہَافَحَقَّ عَلَیْہَاالْقَوْلُ فَدَمَّرْ نَاھَاتَدْمِیْراً >(٢)

"اور ہم نے جب بھی کسی قریہ کو ہلاک کر نا چاہا تو اس کے ثروتمندوں پر احکام نافذ کردئے اور انھوں نے ان کی نا فرمانی کی تو ہماری بات ثابت ہو گئی اور ہم نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا "

جب خدا وند عالم کسی معاشرہ کو (ان کے اعمال کے سبب)ہلاک کرنا چا ہتا ہے تو تو اسی سبب

---

(١)سورئہ انعام آیت/١٢٥۔

(٢)سورئہ اسراء آیت /١٦۔

کا انتخاب کرتا ہے جو اس کے فاسد ہو نے کا سبب ہوتا ہے تو وہ اس کو آرام میں ڈال دیتا ہے اور یہ آرام آہستہ آہستہ ان کے فسق ونافرمانی کا سبب ہو جاتا ہے پھر خدا وند عالم ان پر اپنا عذاب نازل کردیتا ہے ۔خدا وند عالم فر ماتا ہے :

<وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَذَاتِ الشَّوْکَةِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَیُرِیْدُ اللّٰهَ اَنْ یُحِقَّ بِکَلِمَاتِہِ وَیَقْطَعْ دَابِرَالکَافِرِیْنَ >(۱)

"اور تم چا ہتے تھے کہ وہ طاقت والا گروہ نہ ہو اور اللہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو ثابت کر نا چا ہتا ہے اور کفار کے سلسلہ کو منقطع کر دینا چا ہتا ہے "

جب خدا وند عالم رسول اسلام (ص) کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے لئے حقانیت کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو جاہ و حشم اور شان و شوکت کے اسباب فراہم کردیتا ہے۔

جیسا کہ پرور دگار عالم نے ذات شوکت کے طریقہ کو مسلمانوں کے تکامل کا سبب قرار دیا ہے اور زمین پر لوگوں کے لئے ان کو قیموم اور ان کا امام قرار دیا ہے اسی طرح خداوند عالم نے لوگوں کے ہلاک کرنے کے لئے آزمائش و امتحان و آرام قرار دیا ہے ۔خداوند عالم فرماتا ہے :

<فَلاَتُعْجِبْکَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَایُرِیْدُاللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَافِی الْحَیٰاةِ الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ کَافِرُوْنَ >(۲)

"تمہیں ان کے اموال و اولاد حیرت میں نہ ڈال دیں بس اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انھیں‌کے ذریعہ ان پر زندگانی دنیا میں عذاب کرے اور حالت کفر ہی میں ان کی جان نکل جا ئے "

خداوند عالم نے ان کے اموال اور اولاد کو ان کے عذاب اور ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے

---

(۱)سورئہ الا نفال آیت/۷۔

(۲)سورئہ توبہ آیت/۵۵۔

قانون توفیق

قانون توفیق قانون تسبیب سے قریب ہے یعنی خداوند عالم بندہ کے ذریعہ اسباب خیر کو نافذ کرا دیتا ہے جب خداوند عالم کسی مریض کو شفا دینے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک ایسے طبیب کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو اس بندہ کے مرض کی علت کو پہچانتا ہے اور وہ دوائیں فراہم کردیتا ہے جس سے وہ مریض کا علاج کرتا ہے ۔

جب کسی بندہ کے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اسباب ہدایت اور خیر کی طرف ہدایت کردیتا ہے ، جب کسی بندہ کو رزق دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے اسباب رزق فراہم کردیتا ہے اور جب اس کے خلاف ارادہ کرتا ہے تو اسباب رزق کے مابین پردے حائل کردیتا ہے ۔

کائنات میں سلطان مطلق اللہ کا ارادہ

ہر چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس کی حکمت اور بادشاہت کے سامنے خاضع ہے :

<مَایَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلاَ مُمْسِکَ لَهَاوَمَایُمْسِکَ فَلاَمُرْسِلَ لَہُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَالْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ >(۱)

"اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو روک دے اس کا کو ئی بھیجنے والا نہیں ہے وہ ہر شے پر غالب اور صاحب حکمت ہے "

<اِنَّ اللہَ بَالِغُ اَمْرِهِ>(۲)

"بیشک خدا اپنے حکم کا پہنچانے والا ہے "

اِنْ یَنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَاغَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَنْصُرُکُم

---

(١)سورئہ فاطر آیت/ ٢۔
(٢)سورئہ طلاق آیت/ ٣۔

مِن بَعْدِہِ >(١)
"اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کو ئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور وہ تمہیں چھوڑدے گا تو اس کے بعد کون مدد کرے گا "
<وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْءً فَلَا مَرَدَّ لَہُ وَمَالَہمُ مِنْ دُوْنِہِ مِنْ وَّالٍ>(٢) "اور جب خدا کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کر لیتا ہے تو کو ئی ٹال نہیں سکتا ہے اور نہ اس کے علا وہ کو ئی کسی کا والی و سر پرست ہے "
<اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَایُرِیْدُ>(٣)
"بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر ہی کے رہتا ہے "
<اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَایُرِیْدُ >(۴)
"اللّٰہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے "
<اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُو مِنُ الْمُہَیْمِنُ >(۵)
"وہ بادشاہ ،پاکیزہ صفات ،بے عیب ،امان دینے والا ،نگرانی کرنے والاہے "
خداوند عالم کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین رابطہ
اللہ کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین حتمی نظریہ فیصلہ کن قول یہ ہے کہ قانون علیت کائنات میں یقینی اور عام طور پر نافذ ہو تا ہے ۔

---

(١)سورئہ آل عمران آیت/ ١۶٠۔
(٢)سورئہ رعد آیت /١١۔
(٣)سورئہ ہود آیت/١٠٧۔
(۴)سورئہ حج آیت/ ١۴۔
(۵)سورئہ حشر آیت ٢٣۔

مگر یہ قانون اللہ کی مشیئت کے سامنے محکوم ہے حاکم نہیں ہے اور اللہ کا ارادہ اس پر حاکم ہے اللہ کے ارادہ کے حاکم ہو نے کا مطلب اس قانون کوملغیٰ اور معطل قرار دینا نہیں ہے اور کیسے خدا اس قانون کوملغیٰ قرار دے سکتا ہے جبکہ اسی نے اس کو خلق فرمایا ہے لیکن خداوند عالم ان اسباب میں سے جس کو چا ہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے قائم و دائم رکھتا ہے اور اس کائنات میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اسباب عزت کے ذریعہ عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسباب ذلت کے ذریعہ ذلیل کرتا ہے ۔
اس بنا پر یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اسباب و علل کے ذریعہ کائنات اور تاریخ کے مستقبل کا مطالعہ کرسکے چونکہ ہر امرمیں اللہ کی مشیئت کا دخل ہے لہٰذا یہ اسباب و علل جس طرح اللہ چا ہتا ہے اسی طرح متغیر ہو جا تے ہیں۔
کبھی طاقتور اور کمزور لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں جب ہم میں سے کو ئی ایک ان دونوں کے مستقبل کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ یہی خبر دیتا ہے کہ طاقتور لشکر کو فتح نصیب ہو گی اور کمزور لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا مگرجب خداوند عالم چھوٹے گروہ کوبڑے لشکر پر غالب کرنا چاہتاہے تو ایسے اسباب فراہم کر دیتا جن کا گمان بھی نہیں ہوتاہے وہ بڑے گروہ کے دلوں میں رعب و خوف پیدا کردیتا ہے اور چھوٹے گروہ کے دلوں میں طاقت اور عزم و ارادہ کو محکم کردیتا ہے اور اس چھوٹی جماعت کے کارنامہ کو مضبوط کر دیتا ہے لیکن بڑے گروہ کے اس فعل کو مضبوط نہیں کرتا (یعنی ان کے دلوں میں خوف و رعب اسی طرح باقی رہتا ہے)اور بڑی جماعت کوعسکری غلطیوں میں مبتلاکر دیتا ہے اور چھوٹے گروہ کو مضبوط ومحکم کر دیتا ہے اور امور کو اسی کے مطابق انجام دیتا ہے :<فتنصرالفئة القلیلة علی الفئة الکثیرة اذاشاء اللہ >

"پس چھوٹے گروہ کو بڑے گروہ پر کامیاب کردیتا ہے جب وہ چا ہتا ہے "
چھوٹے اور بڑے گروہ کے جنگ کے راستہ کو ایک نہیں قرار دیتا جیسا کہ اللہ پر ایمان نہ لانے والے افراد گمان کرتے ہیں ،اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کثرت اسباب مدد میں سے نہیں ہے اور اقلیت اسباب شکست میں سے نہیں ہے ۔بیشک ہمارا یہ کہنا ہے کہ مدد کے دوسرے اسباب بھی ہیں اسی طرح شکست کے بھی دوسرے اسباب ہیں ،جب خداوند عالم کسی چھوٹے گروہ کی مدد کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کےلئے فتح کے اسباب مہیا کردیتا ہے اور یہ اس کے قبضہ ٔ قدرت میں ہے اور جب کسی بڑے گروہ کو شکست سے دو چار کرنا چا ہتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کردیتا ہے اور یہ بھی اسی کے قبضہ ٔ قدرت میں ہے :
<قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُلَاقُوْااللّٰہِ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةًکَثِیْرَةًبِاِذْنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ >(۱)
"اور ایک جماعت جس نے خدا سے ملاقات کر نے کا خیال کیا تھا کہا کہ اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ بڑی بڑی جماعتوں پر حکم خدا سے غالب آجا تے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے "

تکوین (موجودات)میں بداء

کائنات میں بداء کا مطلب یہ ہے :کائنات اور تاریخ میں جو حادثات رونما ہو نے والے ہیں ان کے راستہ کو بدل دینا ۔اگر قانو ن علیت لوگوں کی زندگی پر حاکم ہو تا تو بہت سے مقامات ایسے آئے ہیں جہاں پر انسان پستی کے گڑھے میں گرنے والا تھا تو اس مو قع پر مشیت الٰہی نے بڑھ کر اس کو سہارا دیا اور پستی کے گڑھے میں گرنے سے اس کو نجات دی ۔۔۔ جو قانون علیت کی حرکت کے خلاف ہے ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ قانون ملغیٰ (بے کار) ہے اور اس کی کو ئی حیثیت نہیں ہے

---

(۱)سورئہ بقرہ آیت ۲۴۹۔

بلکہ خداوند عالم کی جانب سے یہ قانون محکوم ہے اوراس کے محکوم ہونے کے وہ نتائج ہیں جو لوگوں کی سمجھ کے خلاف ہیں اور لوگ ان کو اسباب و مسببات اور علل و معلولات کا تسلسل کہتے ہیں ۔
قانون علیت میں یہ تحکم الٰہی جو لوگوں کو چونکا دیتا ہے اور ان کے حسابات میں تغیر و تبدل کردیتا ہے اسے بداء کہا جاتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہو نے والی بہت سی روایات میں بیان کیا گیا ہے ۔
"بداء "کے ذریعہ کائنات ،تاریخ اور معاشرہ میں تغیر واقع ہو جاتا ہے وہ حادثات واقع ہو جاتے ہیں جن کو انسان شمار نہیں کر سکتا ،لوگوں کی توقع کے خلاف مدد ہو جا تی ہے ،وہ لوگ شکست کھا جاتے ہیں جو کبھی شکست کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے ،کمزور باشاہ بن جاتا ہے اور بادشاہ ذلیل ہو جاتے ہیں ۔
محو اور اثبات
محو اور اثبات کے معنی میں بداء کے یہی معنی قرآن کریم میں بیان ہو ئے ہیں :
<یَمْحُواللّٰہُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہُ اُمُّ الْکِتَابِ >(۱)
"اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا بر قرار رکھتا ہے کہ اصل کتاب اسی کے پاس ہے "
"اُمّ الکتاب "سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے جس کو روایات کی زبان میں "لوح محفوظ "سے تعبیر کی گئی ہے جس میں محو اور تغییر واقع نہیں ہو تا اور نہ ہی خدا وند عالم ایسا ہے کہ وہ پہلے ایک چیز سے نا آگاہ ہو اور بعد میں اس کو اس چیز کا علم حاصل ہو ۔
شیخ صدوق ؒنے کتاب " اکمال الدین "میں ابو بصیر اور سماعة سے اور انھوں نے امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

---
(۱)سورئہ رعد آیت/ ۳۹۔

<من زعم انّ اللّہ عزّوجلّ یبدوٴلہ في شي ءٍ لم یعلمہ امس فابروٴامنہ>(۱)

"جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ عز و جل کےلئے ایسی چیز کا علم حاصل ہو تا ہے جس کو وہ کل نہیں جانتا تھاتو اسے ہم سے برائت کرناچا ہئے " محو " کتاب تکوین " میں تو جاری ہو سکتا ہے لیکن "اُمُّ الکتاب "جو خداوند عالم کا علم ہے اس میں جا ری نہیں ہو سکتا ہے ۔

خداوند عالم کا علم ثابت ہے اس میں کسی قسم کی رد و بدل اور تغیر وتبدل واقع نہیں ہو سکتا ہے اور تغیر و تبدل کائنات ،مجتمع اور تاریخ میں ان اسباب کے ذریعہ واقع ہو تا ہے جن کو خداوند عالم نے ان کےلئے فراہم کر رکھا ہے ۔عیاشی نے ابن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

<انَّ اللّہ یقدِّم مایشاء ویوٴخرمایشاء،ویمحومایشاء ویثبت مایشاء وعندہ امّ الکتاب وقال فکل امریریدہ اللّہ فھو فِيْ علمہ قبل ان یصنعہ لیس شي ء یبدولہ الّاوقدکان فِيْ علمہ، انّ اللّہ لایبدولہ من جھل >(۲)

بیشک خداوند عالم جس چیز کو چا ہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس چیز کو چا ہتا ہے مو خر کردیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت (برقرار) رکھتا ہے اس کے پاس اُمّ الکتاب ہے اور ہر وہ امر جس کا خداوند عالم ارادہ کرتا ہے وہ اس سے پہلے کہ اس چیز کو موجود کرے اس کے علم میں ہے کو ئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وہ ابتدا کرے وہ اس کے علم میں نہ ہو ،بیشک خداوندعالم کسی چیز کی ابتدا کرنے سے نا آگاہ نہیں ہے "

---
(۱)بحار الانوار جلد ۴ صفحہ ۱۱۱۔
(۲)بحار الانوار جلد ۴ صفحہ ۱۲۱۔

عمار بن مو سیٰ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

"جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سےیمحواللہ کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

<اِنَّ ذلک الکتاب کتاب یمحواللّہ مایشاء ویثبت،فمن ذلک یَرُدُّ الدعاء القضاء وذالک الدعاء مکتوب علیہ الّذي یُرَدُّبہ القضاء حتّٰی اذاصارالیٰ اُمِّ الکتاب لم یغن الدعاء فیہ شیئاً>(۱)

"بیشک وہ کتاب ایسی کتاب ہے جس میں سے اللہ جو چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے جو شخص دعا کے ذریعہ قضا کو رد کرنا چاہتا ہے تو وہ دعا خداوند عالم کے پاس لکھی ہو ئی ہے جس کے ذریعہ سے قضا ٹل جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ ام الکتاب تک پہنچتی ہے تو دعا اس میں کچھ نہیں کرسکتی ہے "

خداوند عالم کائنات کے نظام میں قانون علیت کے ذریعہ جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے ۔کبھی ایک معین و مشخص مرض صاحب مرض کی طبیعی اسباب کے ذریعہ مو ت کا سبب ہو تا ہے تو خداوند عالم اس کو اپنے اذن و امر سے اس کےلئے بر قرار رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور صاحب مرض کی شفا ء کے اسباب فراہم کردیتا ہے ۔اسباب کے معطل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تکوین میں توقانون محو جاری ہو جاتا ہے لیکن ام الکتاب میں نہ محو جاری ہو تا ہے نہ کو ئی تغیر وتبدل ہو تا ہے اور نہ ہی خداوند عالم کسی چیز سے ناآگاہ ہو نے کے بعد اس کا عالم ہوتا ہے۔

کتاب تکوین میں یہ محو اسباب و مسببات کے نظام کےلئے خدا وند عالم کی "حکمت "اور "رحمت ' کی بنا پر جاری ہو تے ہیں ۔جب خداوند عالم کی "حکمت "اور "رحمت ' کائنات اورمعاشرہ میں کسی چیز

---

(۱)بحارالانوار

کے حادث ہو نے کا تقاضا کرتی ہے تو خداوند عالم اس کے اسباب فراہم کردیتا ہے اور جو کچھ کائنات اورمعاشرہ میں ہو تا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت، اسباب اور مسببات کے نظام کی باعث نہ ہو ۔یہ نظام "محو "اور "اثبات "کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے امر کا خاضع ہے ،اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اس پر نافذ ہے ۔جب خدا وند عالم اپنے اذن اور امر سے اس کا اثبات چاہتا ہے تو وہ ثابت رہتا ہے اور جب اللہ اس میں تغیر تبدل اور اس کو مٹانا چاہتا ہے تو وہ اس کے حکم اور بادشاہت سے بدل جاتے ہیں ۔

"بداء "پر ایمان کی تردید

ہمیت کے اعتبار سے بداء پر ایمان رکھنا خداوند عالم پر ایمان رکھنے کے بعد آتا ہے ؛ بداء کے انکار کرنے کا مطلب کائنات اور معاشرہ کی حرکت اور اس کی دیکھ بھال کرنے سے خداوندعالم کے ارادہ کو معزول کرنا اور نظام علیت و سببیت میں اللہ کے ارادہ کو محکوم کرنا ہے جیسا کہ یہود کہتے ہیں :

<یَدُاللهِمَغْلُوْلَةٌ >(۱)

"خدا کے ہاتھ بندھے ہو ئے ہیں "

بلکہ ہمارا قول یہ ہے :

<بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ >(۲)

"بلکہ خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہو ئے ہیں "

خداوند عالم کی بادشاہت کی کو ئی انتہا نہیں ہے اس کا ہاتھ پوری کائنات اور معاشرہ پر پھیلاہوا ہے ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ پر مسلمان انسان کے عقیدہ رکھنے کی یہ پہلی پناہ گاہ ہے اور دوسری پناہ گاہ

---

(۱) سورئہ مائد ہ آیت ۶۴ ۔
(۲) سورئہ مائد ہ آیت ۶۴ ۔

اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھنا ہے ۔بیشک اللہ تعالیٰ پر ایمان نظام میں اسباب و مسببات میں ہر حال میں جو تغیر و تبدل ہوتا ہے وہ اس کی دسترس میں ہے بندہ اپنی تمام حاجتوں میں اسی سے پناہ چاہتا ہے اور اکثر انسان کو جو چیز اللہ سے متمسک کرتی ہے وہ حاجتوں اور رنج و غم کے وقت خداوند عالم سے دعا کرنے کا وقت ہے ۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کے قضا اور قدر میں تغیر و تبدل کی کو ئی سبیل نظر نہیں آتی اور وہ حادثوں کے واقع ہونے کے وقت دعا کرنے میں کو ئی فائدہ نہیں دیکھتا تو انسان اپنی حاجت اور اہم کام کے وقت خداوند عالم سے پناہ نہیں مانگتا ہے ۔اللہ کی پناہ تو وہ لوگ مانگتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو قضا ہیں خداوندعالم کی ایک قضا وہ ہے جو ام الکتاب میں لکھی گئی ہے جس میں تغیر و تبدل کا کو ئی امکان ہی نہیں ہے ۔دوسری قضا وہ ہے جس میں جب اللہ چا ہتا ہے تو تغیر و تبدل واقع ہو جاتا ہے تو اس وقت بندے اپنی حاجتوں اور دعاؤں کے قبول ہو نے کے لئے اس کی پناہ ماگتے ہیں ۔

دعا اور بداء

جوامور اسباب و حوادث کی رفتاربدلنے میں خداوند عالم کے ارادہ کے دخل انداز ہو نے کا سبب ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں جیسے ایمان اور تقویٰ، خداوند عالم ارشاد فر ماتا ہے :

<وَلَوْاَنَّ اَهْلَ الْقُرٰیٓ آمَنُوْاوَاتَّقُوْالَفَتَحْنَاعَلَیْهِمْ بَرَکَات مِنَ السَّمَاء>(۱)

"اور اگراہل قریة ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرلیتے تو ہم ان کےلئے زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے "

شکر :<لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ >(۲)

---

(۱)سورئہ اعراف آیت/۹۶۔
(۲)سورئہ ابراہیم آیت/۷۔

"اگر تم ہمارا شکریہ ادا کروگے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے "
استغفارکے بارے میں ارشاد ہوتا ہے :
<وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ وَمَاکَانَ اللہُ مُعَذِّبَہُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ >(۱)
"حالانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہیں نازل کرے گا جب تک "پیغمبر "آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کرنے والا نہیں ہے اگر یہ توبہ اور استغفار کرنے والے ہو جا ئیں'
دعا اور ندا کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے :
<وَنُوْحاًاِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَالَہُ فَنَجَّیْنَاہُ وَاَھْلَہُ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ>(۲)
"اور نوح کو یاد کرو جب انھوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گزارش قبول کر لی اور انہیں اور ان کے اہل کوبہت بڑے کرب سے نجات دلادی "
<وَاَیُّوْبَ اِذْنَادٰی رَبَّہُ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّوَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَالَہُ فَکَشَفْنَامَابِہِ مِنْ ضُرٍّوَآتَیْنَاہُ اَھْلَہُ وَمِثْلَھُمْ مَعَھُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَاوَذِکْرٰی لِلْعَابِدِیْنَ>(۳)
"اور ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پرور دگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھو لیا ہے اور تو بہترین رحم کر نے والا ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کر دیا اور انہیں ان کے اہل و عیال دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یاد دہا نی ہے "

---

(۱)سورئہ انفال آیت/ ۳۳۔
(۲)سورئہ انبیاء آیت/ ۷۶ ۔
(۳)سورئہ انبیاء آیت /۸۳ ۔۸۴۔

<وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَھَبَ مُغَاضِبًافَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَعَلَیْہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمَاتِ اَنْ لَا اِلٰہَ اَلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَالَہُ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ >(۱)
"اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہیں کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پرور دگار تیرے علا وہ کو ئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا ،تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور انھیں غم سے نجات دلادی اور ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلا تے رہتے ہیں "
مطلق طور پرپوری کائنات کا نظام خدا وند عالم کے قبضہ ٔ قدرت میں ہے کائنات میں کو ئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی سلطنت کو محدود کرے اور اس کو عاجز کردے ۔یہ بادشاہت اس کے ذاتی اسباب کے ذریعہ جاری رہتی ہے اور اس کا مطلب اسباب و مسببات کو معطل کرنا نہیں ہے خدا وند عالم اس نظام کائنات میں اپنی بادشاہت ،حکم اور امر سے جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور اپنے اذن سے جس چیز کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے یہ محو اور اثبات فقط کتاب تکوین میں جاری ہوتا ہے اور " اُم الکتاب' میں ایسا نہیں ہے ۔ خداوند عالم تکوین میں اپنی حکمت اور رحمت سے کسی چیز کو محو کرتا ہے اور اس محو کرنے کو ہی بداء کہا جاتا ہے جواہل بیت علیہم السلام سے مروی متعدد روایات میں ایا ہے اور خداوند عالم متعدد اسباب کے ذریعہ بداء کو جا ری کرتا ہے، جیسے استغفار ،تقویٰ ،ایمان ،شکر اور دعا وغیر ہ
دعا بداء کے اہم اسباب میں سے ہے : <اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ >(۲)
"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرومیں قبول کرونگا "

----
(١)سورۂ ا نبیاء آیت/ ٨٨۔
(٢)سورۂ مومن آیت/ ۶٠۔

زیارت کے توحیدی اور سیاسی پہلو

تاریخ میں خاندان توحید

قرآن کریم میں ایک ہی خاندان توحید کا تذکرہ ہوا ہے
اس خاندان کے رائد(چلانے والے)اور پدر ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام تھے خدا فرماتا ہے :
<هُوَاجْتَبٰاكُمْ وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَالِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْداًعَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْاشُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ>(١)
"۔۔۔اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور دین میں کو ئی زحمت نہیں قرار دی ہے ۔یہی تمہارے بابا ابراھیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے   تا کہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو ۔۔۔"
اس خاندان کی آخری کڑی حضرت رسول اللہ خاتم الانبیاء تھے،آپ ہی پر رسالت کا خاتمہ ہوا،یہی خاندان شجرہ طیبہ ہے ،اسکی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں ۔اسکی شاخیں مبارک ،پھل پاک وپاکیزہ ہیں تاریخ میں مستمر ہیں اورقرآن کریم کے بیان کے مطابق ایک ہیں :

----
(١)سورۂ حج آیت /٧٨۔

<اِنَّ هٰذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةًوَاحِدَةً وَاَنَارَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنَ>(١)
"بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہٰذا میری ہی عبادت کرو "
<وَاِنَّ هٰذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةًوَاحِدَةً وَاَنَارَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنَ>(٢)
"اور تمہارا سب کا دین ایک دین ہے اور میں ہی سب کا پرور دگار ہوں لہٰذا بس مجھ سے ڈرو"
قرآن کریم نے اس خاندان کی وحدت ویکپارچگی کے گوشت وپوست اور اجزاء کے مابین علاقہ وتعلق کو محکم ومضبوط کیا ہے اور اس خاندان کے درمیان گہرا تعلق پیدا کیا ہے ۔
یہ اہتمام اسلامی تربیت کی راہ اس خاندان کے اتحاد نیز اس خاندان کی طرف منسوب وحی کی گہرائی کے تعلق کوبیان کر نے کے لئے ہے اور اس خاندان کے رموز اور صالح افرادکو منظر عام پرلانا لوگوں کی زندگی کےلئے نمونہ ہیں ۔
اسی طرح یہ اہتمام نسل در نسل اس خاندان میں توحید کی وراثت اس کی ارزش کو باقی رہنے اور اس خاندان کی تمام نسلوں اور اس خاندان کی کڑیوں کے مابین رابطہ کو مضبوط کرنے کے لئے ہے ۔
اس خاندان کی نسلوں کے در میان رابطہ اور تسلسل

قرآن کریم نے اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تعلق کو کتنی اہمیت دی ہے اس سلسلہ میں ہم مندرجہ ذیل آیات ذکر کررہے ہیں :

۱۔اس خاندان کے درمیان ایک دو سرے کی شناخت ،اس خاندان کے نیک ارکان کا

---

(۱)سورئہ انبیاء آیت/ ۹۲۔

(۲)سورئہ مومنون آیت ۵۲۔

تذکرہ، ان کے اسماء کی تعظیم ،ان کا تذکرہ کرکے ان کو مشہور کرنا قرآن کریم میں اس امرکا بڑا اہتمام کیا گیا ہے ہم اس اہتمام کے شواہد ذیل میں پیش کررہے ہیں :

<وَاذْکُرْفِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ اِذِانْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَامَکَانًاشَرْقِیًّا>(۱) "اوراے پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کویاد کرو کہ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں"

<وَاذْکُرْفِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّہُ کَانَ صِدِّیْقاً نَبِیًّا>(۲)

"اور کتاب خدا میں ابراہیم کا تذکرہ کرو کہ وہ ایک صدیق پیغمبر تھے "

<وَاذْکُرْفِیْ الْکِتَابِ مُوْسٰی اِنَّہُ کَانَ مُخْلِصاًوَکَانَ رَسُوْلاًنَبِیًّا>(۳)

"اور اپنی کتاب میں مو سیٰ کا تذکرہ کرو کہ وہ میرے مخلص بندے اور رسول و نبی تھے "

<وَاذْکُرْفِی الْکِتَابِ اِسْمَاعِیْلَ اِنَّہُ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ>(۴)

"اور اپنی کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے تھے"

<وَاذْکُرْفِی الْکِتَاب اِدْرِیْسَ اِنَّہُ کَانَ صِدِّیْقاً نَبِیًّا>(۵)

"اور اپنی کتاب میں ادریس کا بھی تذکرہ کروکہ وہ بہت زیادہ سچے پیغمبر تھے "

<وَاذْکُرْعَبْدَنَادَاوُدَذَاالْاَیْدِ>(۶)

"اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو صاحب طاقت بھی تھے "

---

(۱)سورئہ مریم آیت/ ۱۶۔

(۲)سورئہ مریم آیت۔ ۴۱۔

(۳)سورئہ مریم آیت/ ۵۱۔

(۴)سورئہ مریم آیت/ ۵۴۔

(۵)سورئہ مریم آیت/ ۵۶۔

(۶)سورئہ ص آیت/ ۱۷۔

<وَاذْکُرْ عَبْدَنَااَیُّوْبَ اِذْنَادٰی رَبَّہُ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ>(۱)

"اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے بڑی تکلیف اور اذیت پہنچائی ہے "

<وَاذْکُرْعِبَادَنَااِبْرَاہِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ اُوْلِی الاَیْدِیْ وَالاَبْصَارِاِنَّا اَخْلَصْنَاھُمْ بِخَالِصَةٍ ذِکْرَی الدَّارِ >(۲)

"اور پیغمبرہمارے بندے ابراہیم ،اسحاق ،اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور صاحبان بصیرت تھے ۔ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا "

<وَاذْکُرْاِسْمَاعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَاالْکِفْلِ وَکُلٌّ مِنَ الْاَخْیَارِ>(۳)

"اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب نیک بندے تھے "

۲۔صلح و سلامتی کی بنیاد پر اس خاندان کی کڑیوں کے مابین رابطہ ایجاد کرنا ،اس خاندان کی نسلوں سے حسد اور کینہ دور کرنا زمانۂ حال کو ما ضی سے مربوط کرنا اولاد کو باپ داداؤں سے ملحق کرنا خلف کو صلح کی بنیاد پر اسی خاندان کے سلف صالح سے ملحق کرنا اور صلح وسلامتی کا رابطہ اس خاندان کے درمیان سب سے بہترین اور بر جستہ رابطہ ہے ۔خداوند عالم فرماتا ہے :

<وَتَرَکْنَاعَلَیْہِ فِی الآخِرِیْنَ سَلاَمٌ عَ لٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّاکَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہُ مِنْ عِبَادِنَاالْمُو ْمِنِیْنَ >(۴)

---

(۱)سورئہ ص آیت/ ۴۱۔
(۲)سورئہ ص آیت ۴۵۔۴۶۔
(۳)سورئہ ص آیت /۴۸۔
(۴)سورئہ الصافات آیت/ ۷۸۔۸۱۔

“اور ان کے تذکرے کو آنے والی نسلوں میں برقرار رکھا ۔ساری خدائی میں نوح پر ہمارا سلام ،ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ”
<وَتَرَکْنَاعَلَیْہِ فِی الآخِرِیْنَ سَلاَمٌ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ >(۱)
“اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے ۔سلام ہو ابراہیم پر ”
<وَتَرَکْنَاعَلَیْہِ فِی الآخِرِیْنَ سَلاَمٌ عَ لٰی مُوْسٰی وَھَارُوْنَ >(۲)
“اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے ۔سلام ہوموسیٰ اور ہارون پر ”
<وَتَرَکْنَاعَلَیْہِ فِی الآخِرِیْنَ سَلاَمٌ عَلٰی اِلْ یٰاسِیْنَ>(۳)
“اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے ۔سلام ہوآل یاسین پر ”
<وَسَلاَمٌ عَلیَ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُللهِرَبِّ الْ عٰلَمِیْنَ >(۴)
“اور ہمارا سلام تمام مرسلین پر ہے اور ساری تعریف اس اللہ کےلئے ہے جو عالمین کا پروردگار ہے ’
اور صلح وسلا متی کے رابطہ کا تقاضا، رہنما کا ایک ہونا ،مقصد کا ایک ہونا، راستہ کا ایک ہونا ،اس غرض و مقصد تک پہنچنے کے سلسلہ میں وسیلہ کا ایک ہونا، روش کا ایک ہونا نیز رفتار اور نظریہ کا ایک ہونا ہے ۔
ا ور اس مجموعی وحدت کے علاوہ صلح و دو ستی کے اورکوئی معنی نہیں ہیں ۔
۳۔اس خاندان کی نسل در نسل میں میراث کا رابطہ ہے خلف صالح اپنے سلف سے توحیدکی ارزشوں اورتوحید کی طرف دعوت دینے کو میراث میں پاتاہے ۔

---

(۱)سورئہ الصافات آیت/۱۰۸۔ ۱۰۹۔
(۲)سورئہ الصافات آیت/۱۱۹۔ ۱۲۰
(۳)سورئہ الصافات آیت/ ۱۳۰۔
(۴)سورئہ الصافات آیت/ ۱۸۱۔۱۸۲

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :
<ثُمَّ اَوْرَثْنَاالْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَامِنْ عِبَادِنَا>(۱)
“پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو قرار دیا جنھیں اپنے بندوں میں سے چُن لیا”
<وَلَقَدْآتَیْنَامُوْسٰی الْھُدٰی وَاَوْرَثْنَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْکِتَابَ>(۲)
“اور یقینا ہم نے مو سیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا ہے ”
<وَالَّذِیْنَ عَلٰی صَلاَتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ اُو لٰئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ>(۳)
“اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں در حقیقت یہ وہی وارثان جنت ہیں ”
<وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتَابِ وَاَقَامُواالصَّلاَةَ اِنَّالاَنُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ>(۴)
“اور جو لوگ کتاب سے تمسک کر تے ہیں اور انھوں نے نماز قائم کی ہے تو ہم صالح اور نیک کردار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں ”
اسی رابطہ کی وجہ سے خلف(فرزند)سلف سے توحید کی ارزشوں کوحاصل کرتا ہے ،تا کہ ان ارزشوں کواپنے بعد والی نسلوں تک منتقل کر سکے۔

۴۔اس خاندان کا اسلام سے گہرا رابطہ ہے خداوند عالم نے ہر موحد کےلئے اس خاندان کے رائد(قائد)حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ کہا ہے اور ان کو جناب ابراہیم کے فرزند قرار دیاہے ۔

<هُوَاجْتَبٰکُمْ وَمَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ

----

(۱)سورئہ فاطر آیت/ ۳۲۔

(۲)سورئہ غافر آیت/ ۵۳۔

(۳)سورئہ مومنون آیت/۹۔ ۱۰۔

(۴)سورئہ اعراف آیت/ ۱۷۰۔

سَمَّاکُمْ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَالِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْداً عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْاشُهَدَاءَ عَلَی النَّاسِ>(۱)

"۔۔۔اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور دین میں کو ئی زحمت نہیں قرار دی ہے ۔یہی تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے تا کہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو ۔۔۔"

۵۔خداوند عالم نے اس خاندان کی تمام نسلوں کو اسی خاندان کے گذشتہ اور موجودہ انبیاء ، مرسلین صالحین اور صدیقین کی اقتداء کرنے کا حکم دیا ہے ۔

ارشاد خداوند قدوس ہے :

<وَلَقَدْکَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ>(۲)

"مسلمانو!تمہارے واسطے تو خودرسول اللہ کا(خندق میں بیٹھنا)ایک اچھا نمونہ تھا "

<قَدْکَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہُ>(۳)

"تمہارے لئے بہترین نمونہ ٔ عمل ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ہے "

<لَقَدْکَانَ لَکُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوْااللّٰہَ >(۴)

"مسلمانو!ان لوگوں (کے افعال)تمہارے واسطے جو خدااور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اچھا نمونہ ہے "

قرآن کریم انبیائے الٰہی اور اس کے اولیائے صالحین کی کچھ تعداد بیان کرنے کے بعد ان

----

(۱)سورئہ حج آیت /۷۸۔

(۲)سورئہ احزاب آیت/ ۲۱۔

(۳)سورئہ ممتحنہ آیت /۶۔

(۴)سورئہ ممتحنہ آیت/ ۶

کی اقتداکرنے کا حکم دیتا ہے۔خداوند عالم نے ان کو جو نورکا رزق عطا کیا ہے اس سے ہدایت اور اقتباس کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے :

<وَتِلْکَ حُجَّتُنَاآتَیْنَاهَااِبْرَاهِیْمَ عَ لٰی قَوْمِہِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَّشَاءُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ وَوَهَبْنَالَہُ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ کُلاًّهَدَیْنَاوَنُوْحاًهَدَیْنَامِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہِ دَاوُدَوَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ وَکَ ذٰلِکَ نَجْزِیْ الْمُحْسِنِیْنَ وَزَکَرِیَّاوَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْ یَاسَ کُلٌّ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَاِسْ مٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطاًوَکُلاًّ فَضَّلْنَاعَلَی الْ عٰلَمِیْنَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّیَّاتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنَاهُمْ وَهَدَیْنَاهُمْ اِ لٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ۔۔۔اُوْ لٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰہُفَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِہِ>(۱)

"یہ ہما ری دلیل ہے جسے ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کیا اور ہم جس کو   چا ہتے ہیں اس کے درجات کو بلند کردیتے ہیں ۔بیشک تمہارا پروردگار صاحب حکمت بھی ہے اور با خبر بھی ہے اور ہم نے ابراہیم کواسحاق و یعقوب دئے اور سب کو ہدایت بھی دی اور اس کے پہلے نوح کو ہدایت دی اور پھر ابراہیم کی اولاد میں داؤد ،سلیمان،ایوب،یوسف،موسیٰ اور ہارون قرار دئے اور ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں ۔اور زکریا یحییٰ ،عیسیٰ اور الیاس

کو بھی رکھا جو سب کے سب نیک کرداروں میں تھے ۔اور اسماعیل ،الیسع ،یونس اور لوط بھی بنا ئے اور سب کو عالمین سے بہتر اور افضل بنایا ۔اور پھر ان کے باپ دادا ،اولاد اور برادری میں سے اور خود انھیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستہ کی ہدایت کردی ہے۔۔یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہٰذا آپ بھی اسی ہدایت کے راستہ پر چلیں "

---

(١)سورئہ انعام آیت /٨٣۔٩٠۔

۶۔دعا کا رابطہ: آنے والی نسل کا گذشتہ نسل کےلئے دعا کرنا، خلف اور سلف کے درمیان سب سے بہتر اور محکم رابطہ ہے ۔ موجودہ نسل کا گذشتہ افراد کی سابق الایمان ہونے کی گواہی دینا ہے اور اللہ سے ان کی مغفرت اور رحمت کےلئے دعا کرنا ہے :

<وَالَّذِیْنَ جَاو ُوْمِنْ بَعْدِهِمْ،یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَااغْفِرْلَنَاوَلِاِخْوَانِنَاالَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ،وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَاغِلاً لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا۔۔رَبَّنَااِنَّکَ رَو ُفٌ رَحِیْمٌ >(١)

"اور جو لوگ ان کے بعد آئے اور ان کا کہنا یہ ہے کہ خدایا ہمیں معاف کردے اور ہمارے ان بھا ئیوں کو بھی جنھوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے اور ہمارے دلوں میں صاحبان ایمان کے لئے کسی طرح کا کینہ نہ قرار دینا کہ تو بڑا مہربا ن اور رحم کرنے والا ہے "

معلوم ہوا سلف صالح سے رابطہ برقرار رکھنا تربیت کے لحاظ سے اس دین کے راستہ کا اصل جزء ہے ۔

نسلوںکے درمیان با ہمی رابطہ کے سلسلہ میں قرآن کریم کی ایسی ممتاز ثقافت مو جود ہے جس کے ذریعہ قر آن کریم مو منین کو ایسے مسلمان خاندان کے درمیان نسلیں گذرجا نے کے با وجود ارتباط کی دعوت دیتا ہے یہ رابطہ عہد ابراہیم سے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ سے لیکر آج تک برقرار ہے ۔ جبکہ انبیائے عظام میں اولواالعزم پیغمبر بھی ہیں جیسے موسیٰ بن عمران ،عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اورانھیں میں آخری نبی پیغمبر خدا ہیں ۔ یہ با ہمی رابطہ اس خاندان توحید کی سب سے اہم خصوصیت ہے ۔

زیارت

اس بات سے واقفیت کے بعدکہ تمام نسلوں میں میراث، تسالم، محبت اور ملاقات کا رابطہ

---

(١)سورئہ حشر آیت /١٠۔

اس دین کی خصوصیات میں سے ہے ۔۔ ہم کویہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ وسائل کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ رابطہ پیدا ہوتا ہے اور گذشتہ نسلوں کے لئے مو جودہ نسل کے احساسات کا پتہ چلتا ہے ۔۔یہ وسائل اس مقصد تک پہنچنے کےلئے اسلامی تربیتی پہلوکی راہ ہموارکرنے میں مو ثر شمار ہوتے ہیں ۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء ،اولیائے الٰہی اور اللہ کے صالح بندوں کی قبروں کی زیارت کرنا ،ان پر سلام بھیجنا، ان کےلئے دعاکر نا ،ان کےلئے نماز قائم کرنا، زکواة ادا کرنااور امر بالمعروف کر نے کی گواہی دینا مو منین کی نسلوں کے درمیان اس ملاقات اوررابطہ کے اہم اسباب ہیں ۔

ان زیارتوں میںجن سے مومنین اولیاء اللہ اور مومنین کی قبروں کی زیارت نیز اس سے متصل سلام و دعا و شہادت کے ذریعہ مانوس ہو تے ہیں مو منین کی اس جماعت کے سلسلہ میں اپنے احساسات بیان کرتے ہیں جو ان سے پہلے ایمان لا چکے ،نمازیں قائم کرچکے ،امر با لمعروف اور نہی عن المنکر کرچکے ،ان سے پہلے تو حید کی جانب دعوت کے پیغام کیلئے قیام کرچکے خداکی جانب ان کےلئے راستہ ہموار کرچکے لوگوں کو خداوند عالم کا عبادت گذار بنا چکے ان سے پہلے لوگوں کے درمیان کلمہ ٔ تو حید کو بلند کرچکے ہیں ۔

اس احسان کےلئے زیارت کو وفا سے تعبیر کیا گیاہے یعنی اولاد کا اپنے آبا واجداد سے وفاداری کا اظہار کرنااس دوررائدمیں توحید ،نماز قائم کرنے اور زکات ادا کرنے کی جانب دعوت دینے کیلئے گواہی کی ضرورت ہے اور زیارت کا مطلب ہی فرزندوں کاآباؤ واجداد کے سلسلہ میں اور مو جودہ نسل کا گذشتگان کےلئے گواہی دینا ہے۔

زیارت میں صلح وسلامتی اور محبت سے مراد گذشتہ نسلوں سے رابطہ برقرار رکھنا ہے اور حقیقت میں ملاقات، رابطہ اور ایک دوسرے پر رحم ،صالحین کی پیروی ان کی یاد سے متعلق ذکر الٰہی کو مجسم کرتا ہے ۔

مومنین اپنی زندگی میں فطری طور پر انبیاء صالحین بلکہ تمام مومنین کی قبروں سے مانوس ہو تے ہیں اور رسول خدا (ص)کے اصحاب، اُحد کے شہیدوں اور حمزہ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کیا کر تے تھے جیسا کہ صحیح روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ (ص) جناب حمزہ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کر نا ضروری سمجھتی تھیں اور یہ زیارتیں اکثر نماز، دعا، ذکر اور اللہ کی بارگاہ میں حاضر ی کے ساتھ انجام پاتی ہیں اور ماثور ہ زیارات میں یہ تمام باتیں ذکر ہوئی ہیں ۔

تعجب ہے بعض اسلامی مذا ہب مسلمانوں کو انبیاء ائمہ المسلمین اور صالحین کی قبروں کی زیارت کر نے اور ان کی قبروں کے نزدیک دعا اور نماز پڑھنے سے منع کر تے ہیں اور اسلام کی اس عمومی روش سے اپنے کو الگ قرار دیتے ہیں جو صالحین کی قبروں کی زیارت کر نے جاتے ہیں ان کو قبروں کے نزدیک دعا نماز اور ذکر کر نے سے منع کر تے ہیں اور اس فعل کو اللہ کے با رے میں شرک سے تعبیر کرتے ہیں ۔

ہم اس کاسبب تو نہیں جا نتے ہیں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے اسلام کے ظا ہری امر اور مفاہیم نیز ان اقدار کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے جو زیارات کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں ۔

اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ برائی کس طرح کی برا ئی ہے جس سے مسلمانوں نے نہیں‌روکا جبکہ نصف صدی سے بڑی شدت کے ساتھ مسلمانوں‌کو اس چیز سے منع کیاجارہا ہے ۔

یا تو ہم نصف صدی سے سختی سے روکنے والوں کو غلطی سے متہم کریں۔

یا ہم ان پر توحید اور شرک کو صحیح نہ سمجھنے کا الزام لگائیں یعنی ان دونوں باتوں کو صحیح طریقہ سے درک نہیں کرپائیں ہیں ۔

خداوند عالم سب کو راہ راست کی ہدایت فر مائے اور اپنے صراط مستقیم پر اپنی خوشنودی کی جانب ہماری دستگیری فر مائے ۔

زیارتوں کی عبارات میں آنے والے معانی و مفاہیم کا جا ئزہ

رسول خدا اور ائمہ معصو مین علیہم السلام کی زیارت کے سلسلہ میں اہل بیت سے وارد ہونے والی روایات میں ہم افکار کے مختلف نہج پاتے ہیں ہم ان میں سے ذیل میں دونمونے ذکر کر رہے ہیں :

پہلا نہج :وہ افکار جن کا امام اور امت کے درمیان سیاسی تعلق ہوتا ہے ۔

دوسرا نہج :وہ افکار جن کا زائر اور امام کے درمیان ذاتی تعلق ہوتا ہے ۔

ہم عنقریب ان دونوں طریقوں کے سلسلہ میں زیارتوں میں واردہونے والے مضامین بیان کریں گے ۔

زیارتوں میں سیاسی اور انقلابی پہلو

۱۔زیارت کا عام سیاسی دائرہ سے رابطہ

اہل بیت علیہم السلام سے زیارتوں کے سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات میں عقیدتی اور سیاسی قضیہ کا بہت وسیع میدان ہے اور سیاسی قضیہ سے ہماری مراد رسول اسلام (ص) کے بعد امامت اور ولایت کا مسئلہ ہے اور یہ وہ معتبر

وسیلہ ہے جو بنی امیہ اوربنی عباس کے دور میںنیزاس کے بعدبھی سیاست دور میں ا سلام کے اصل راستہ سے منحرف ہوجانے کے بعدجاری وساری رہا ہے۔
اسلامی حکومتوں پر ایسے افراد نے بھی حکومت کی ہے جواسلام اور عالم اسلام کی نظر میں قابل اطمینان نہیں تھے انھوں نے اسلام اور مسلما نوں کو بہت نقصان پہنچایا اہل بیت علیہم السلام نے اپنے دورکی اس طرح کی حکومتوں کا مقابلہ کیا ۔
اموی اور عباسی، مضبوط حکومتوں سے ٹکراتے رہنے کی بنا پرشیعہ ادب اور ثقافت میں واضح آثار رونما ہوئے اور اسی وقت سے اہل بیت علیہم السلام کی اتباع کر نے والے شیعوں کو رافضہ کے نام سے پہچا نا جانے لگا چونکہ انھوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفا کی ولایت کا انکار کیا تھا ۔
شیعی سیاسی فکر اور شیعی سیاسی ادب کواس وقت سے رفض کا رنگ دیا گیا جب معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے مختلف بہانوں اور مکاریوں سے حکومت لی اور یہ رنگ بنی عباس کی حکومت کے اختتام تک باقی رہا۔
اس سیاسی جنگ اور سیاسی معارضہ کی اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں واضح طور پر عکاسی کی گئی ہے خاص طورسے امام امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں چو نکہ ان دونوں اماموں کا دور تاریخ اسلام میں مقابلہ اور ٹکراؤ کاسب سے سخت دور تھا ۔
اور شاید اسی سبب کو حضرت امیر المو منین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے فر زند ارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی زیارتوں میں کثرت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ۔
اور ان دونوں اماموں سے واردہونے والی زیارتوں کادوسرے تمام ائمہ سے وارد ہو نے والی زیارتوں سے مقدار اور کیفیت میں فرق ہے ۔
اس سیاسی قضیہ کاخلاصہ زیا رتوں میں بیان ہواہے جیسا کہ ہم نے اس کا شہادت اور مو قف کے عنوان میںتذکرہ کیا ہے جن میں پہلاشہادت کے بارے میں ہے اور دوسرا سیاست کے متعلق ہے۔
ہم موقف کو شہادت کے بعد بیان کریں گے ۔
بیشک سیاسی موقف ہر جنگ اور اختلاف کے مو قع پر قضاوت کے دا ئرہ کا خلاصہ ہوتا ہے قضاوت حق دو جھگڑاکرنے وا لو ں کے در میان قا طع حکم کانام ہے، اس وقت اس حکم کی رو شنی میں جس کو قضاوت معین کرتی ہے اس سے سیاسی موقف معین ہو تا ہے ۔
ایسے میں سب سے انصاف کرنے والاخود انسان کا ضمیر ہوتا ہے وہ انصاف جس کو خدا نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے ۔
اسی طرح اس الٰہی محکمہ میں اہل بیت علیہم السلام کے زائرکو یہ گوا ہی دینی پڑے گی کہ حق اہل بیت علیہم السلام کاحصہ ہے اور انھیں کے ساتھ ہے ،اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کے خلاف یہ گواہی دے کہ وہ حق سے منحرف اور باطل کی طرف رجحان رکھنے والے تھے ۔
پھر اس گوا ہی کے راستہ پر ولایت ، برا ئت ،رو گردانی و سلام و لعنت کا موقف معین ہوتا ہے اب ہم ذیل میں شہا دت اور مو قف میں سے ہر ایک کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام سے منقولہ زیارات کی چند عبارتوں کاتذکرہ کرتے ہیں :

الف:شہادت

مقابلہ کے پہلے مرحلہ میں رسالت کی گواہی

جناب عمار کی زبانی جنگ کی دو قسمیں ہیں ،ایک جنگ جو تنزیل قرآن پر ہوئی جو بدر اور احد میں ہو ئی تھی اور دوسری جنگ تا ویل قرآن پر ہو ئی جو جمل،صفین اور کربلا میں ہو ئی تھی یہ دو نوں جنگیں آج تک قا ئم ہیں اور یہ آ خر تک

قائم رہیں گی ۔ہم پہلی جنگ کے سلسلہ میں حضرت رسول خدا (ص) کی زیارت میں پڑھتے ہیں :
<اشہدیارسول اللّٰہ مع کل شاھدواتحمّلہاعن کلّ جاد:انک قد بلّغت رسالات ربّک،ونصحت لامتک،وجاھدت فی سبیل ربّک،واحتملت الاذیٰ في جنبہ،ودعوت الیٰ سبیلہ بالحکمة والموعظة الحسنة الجمیلة،وادّیت الحقّ الذي کان علیک ،وانّک قد روٴفت بالموٴمنین وغلظت علیٰ الکافرین، وعبدت اللّٰہ مخلصاًحتیّٰ اتاک الیقین،فبلغ اللّٰہُ بک اشرف محل المکرمین،واعلیٰ منازل المقرّبین،وارفع درجات المسلمین حیث لایلحقک لاحق،ولایفوقک فائق،ولایسبقکَ سابق،ولایطمع فی ادراکک طامع۔"
"میں شہادت دیتاہوں اے خدا کے رسول تمام شاہدوں کے ساتھ اورتمام منکروں کے مقابلہ میں کہ آپ نے اپنے پرور دگار کے پیغامات کو پہنچا یا ،اپنی امت کو نصیحت کی، راہ خدا میں جہاد کیا، اس کی راہ میں ہر زحمت کو برداشت کیا ،لوگوں کو راہ خدا کی دعوت دی حکمت اور مو عظہ حسنہ کے ساتھ اوروہ سب کچھ ادا کردیا جو آپ کے ذمہ تھا، آپ نے مو منین پر مہربانی کی اور کافروںپر سختی کی اور خلوص سے اللّٰہ کی عبادت کی یہاں تک کہ زندگانی کا خاتمہ ہوگیا خدا آپ کو بزرگ بندوںکی عظیم ترین منزل تک پہونچائے اورآپ کو مقربین کے بلند ترین مرتبہ پرفائزکرے اور مرسلین کے عظیم ترین درجہ تک پہنچادے جہاں تک کو ئی پہونچنے والا نہ پہنچ سکے اور کو ئی اس سے بالاتر نہ جاسکے اور کو ئی اس سے آگے نہ نکل سکے اورکسی میں اس منزل کوحاصل کرنے کی طمع بھی نہ ہو سکے"
احد کے شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں پڑھتے ہیں :
<واشہدکم انکم قدجاھدتم فی اللّٰہ حقّ جہادہ وذببتم عن دین اللّٰہ وعن نبیہ،وجدتم بانفسکم دونہ،واشہد انکم قُتِلْتُمْ علیٰ منہاج رسول اللّٰہ، فجزاکم اللّٰہ عن نبیہ وعن الاسلام واھلہ افضل الجزاء،وعرفناوجوھکم في رضوانہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئِکَ رفیقاً>
"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات نے راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کیا اور دین خدا اور رسول خدا سے دفاع کیا اور اپنی جان قربان کردی اور میں گو اہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ رسول اللّٰہ کے طریقہ پر دنیا سے گئے خدا آپ کو اپنے پیغمبر اور اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزادے اور ہمیں محل رضااور محل اکرام میں آپ کی زیارت نصیب کرے جہاں آپ انبیاء ،صدیقین ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جوبہترین رفقاء ہیں "
مقابلہ کے دو سرے مر حلہ میں امام علیہ السلام کی گو اہی
اس گو اہی کو زائر تا ویل قرآن پر جنگ کر کے دا ئرئہ حدود میں ثبت کرتا ہے
ہم ان فقروں کو امام امیر المو منین علیہ السلام کی زیارت کے سلسلہ میں اس طرح پڑھتے ہیں :
اللَّہُمَّ اِنِّیْ اَشْہَدُانّہُ قَدْبلَّغَ عن رسولک ماحمّل ورعیٰ مااستحفظ،وحفظ مااستودع،وحلل حلالک،وحرَّم حرامک،واقام احکامک،و جاھد الناکثین فی سبیلک،والقاسطین فی حکمک،والمارقین عن امرک،صابراً،محتسباًلاتاخذہ فیک لومة لائمٍ"۔
"خدایا میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المو منین نے تیرے رسول کی طرف سے دئے گئے بارکوپہونچا دیا اور اس کی رعایت کی جس کی حفاظت چا ہی گئی اور جو امانت رکھی گئی تھی اس کی حفاظت کی اور تیرے حلال کو حلال اور تیرے حرام کو حرام باقی رکھا اور تیرے احکام کو قائم کیا اورنا کثین(طلحہ اور زبیر)کے ساتھ تیری راہ میں جہاد کیااور قاسطین اور مارقین کے ساتھ تیرے حکم سے صبر اور تحمل کے ساتھ جہاد کیااور تیری راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی کو ئی پرواہ نہیں کی "
رسول اسلام (ص) کی بعثت کے دن سے مخصوص زیارت میں اس طرح پڑھتے ہیں :
کنت للمومنین اباًرحیماً۔۔۔وعلیٰ الکافرین صباوغلظة وغیظاً،وللموٴمنین غیثاوخصباوعلما،لم تفلل حجّتک،ولم یزغ قلبک،ولم تضعف بصیرتک ولم تجبن نفسک

كنت كالجبل،لاتحرّكہ العواصف،ولاتزيلہ القواصف،كنت كماقال رسول اللّٰہ قويافى بدنک،متواضعاًفى نفسک،عظيماًعند اللّٰہ،كبيراًفي الارض،جليلاًفي السماء،لم يكن لاحد فيک مهمزولالخلق فيک مطمع ولا لاحد عنک هواده،يوجد الضعيف الذليل عندک قوياعزيزاًحتىّٰ تاخذلہ بحقہ والقوي العزيزعندک ضعيفاًحتىّٰ تاخذ منہ الحقّ ”۔

“آپ مومنین کےلئے رحم دل باپ تھے ۔۔۔ آپ کافروں کے لئے سخت عذاب اور درد ناک سزا تھے اور مومنوں کےلئے باران رحمت ہریالی اور علم کی حیثیت سے تھے آپ کی حجت کند نہیں ہو ئی اور آپ کا دل کج نہیں ہوا آپ کی بصیرت کمزور نہیں ہوئی آپ کا نفس ڈرا نہیں آپ اس پہاڑ کے مانند تھے جس کو تیز ہوا ہلا نہیں سکتی اور آندھیاں اس کوہٹا نہیں سکتیں آپ ویسے قوی بدن تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اور اپنے نفس میں متواضع تھے اور خدا کے نزدیک عظیم تھے ،زمین میں کبیر تھے اور آسمان میں جلیل تھے آپ کے با رے میں کسی کے لئے نکتہ چینی کا مقام نہیں ہے اور نہ کسی کہنے والے کےلئے اشارہ ہے اور آپ کے با رے میں کسی مخلوق کو غلط طمع ہے اور نہ کسی کےلئے بیجا امید ہے اپ کے نزدیک ہر ضعیف و کمزور و ذلیل قوی اور عزیز رہتا ہے یہاں تک کہ آپ اس کےلئے اس کا حق لے لیں اور قوی عزت دار آپ کے نزدیک کمزور ہوتا ہے یہاں تک کہ اپ اس سے حق لے لیں ’

دوسرے مر حلہ میں تاویل قرآن پر جنگ کرنے کی گواہی

اس کا پہلا حصہ تاویل کے دائرئہ میں جنگ صفین سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ کربلا سے متعلق ہے اور کربلا میں اس سلسلہ کی جنگ واضح وآشکار طور پر واقع ہوئی اس میں قلب سلیم رکھنے والے کےلئے کوئی شک وشبہ نہیں ہے اس کا ہروہ شخص گواہ ہے جس کے پاس دل ہے یا جو قوت سماعت کا مالک ہے ۔

اس جنگ میں امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھ اپنے اہل بیت اور اصحاب میں سے بہتّرافرادنیز ایسی مو من جماعت کے ساتھ کھڑے ہوئے جو میدان کربلا میں کسی وجہ سے یا بلا وجہ غیر حاضر رہے ۔۔۔اور دوسری طرف یزید آل امیہ اور ان کی شامی اور عراقی فوج نے قیام کیا ۔

اس جنگ میں کسی شک وشبہ کے بغیر دونوں طرف کے محاذ اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں چنانچہ امام حسین علیہ السلام نبوت کی ہدایت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور یزید سر کشوں ،جباروں اور متکبروں کي بری شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے ۔

کربلا ان دونوں جنگوں کے مابین حد فاصل ہے واقعۂ کربلا سے لیکر آج تک کسی پر اس جنگ کا امر ومقصد مخفی نہیں رہاہے اور وہ حق وباطل کی شناخت نہ کر سکا ہو مگر اللہ نے جس کی آنکھوں کا نور چھین لیا اس کے دلو ں اور آنکھوں پر مہر لگادی اور ان کی آنکھوں پر پر دے ڈالدئے ہیں ۔

اس جنگ کے دائرہ حدودمیں زائر حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول کےلئے نماز قائم کر نے زکات ادا کرنے اور <فی سبیل اللہ > جہاد کر نے کی گواہی دیتا ہے اور اس کے بعد اس جنگ کے پس منظر کو بر قرار رکھتے ہوئے اس سلسلہ کو واقعہ کربلا کے بعد خدا کی طرف سے امامت ولایت اور قیادت سے متصل کر تاہے ہم اس گواہی کے سلسلہ میں بہت سے فقرے حضرت امام حسین السلام کی زیارت میں پڑھتے ہیں :<اشهدانک قد بلغت عن اللّٰہ مَاامرک بہ ولم تخش احدا غيره،وجاهدت في سبيلہ،وعبد تہ،مخلصاًحتىّٰ اتاک اليقين۔واشهد انک كلمة التقوىٰ،والعروة الوثقىٰ،والحجة علىٰ مَن يبقىٰ۔واشهد انک عبد اللہ وامينہ،بلّغت ناصحاًواديت اميناً،وقُتلتَ صدّيقاً،ومضيت علىٰ يقين،لم تو ٔثرعمىٰ علىٰ هدىٰ،ولم تُمل من حق الىٰ باطل۔اشهد انک قد اقمت الصلاة ،وآتيت الزكاة ،وامرت بالمعروف ونهيت عن المنكرواتبعت الرسول وتلوت الكتاب حقّ تلاوتہ و دعوت الىٰ سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة ۔اشهد انک كنت علىٰ بيّنة من ربک قدبلّغت مااُمرت بہ وقمت بحقّہٖ،وصدّقت مَن قبلک غيرواهن ولا موهن۔اشهد ان الجهاد معک،وان الحقّ معک واليک وانت اهلہ و معدنہ،و ميراث النبوة عندک”۔

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آ پ نے اللہ کے اس پیغام کو پہنچایا جس کا اس نے آپ کو حکم دیاتھا اور آپ خدا کے علاوہ کسی سے خائف نہیں ہوئے اورآپ نے راہ خدا میں جہاد کیا اور اس کی خلوص کے ساتھ عبادت کی یہاں تک کہ آ پ کو موت آگئی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کلمۂ تقویٰ اور عروۂ وثقیٰ اور اہل دنیا پر حجت ہیں اور میں گوا ہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندہ اور اس کے امین ہیں ، آ پ نے ناصحانہ انداز میں پیغام حق پہنچایا اور امانت کو ادا کیا آپ صدیق شہید کئے گئے ، اور یقین پر دنیا سے گئے ،ہدایت کے بارے میں کبھی گمراہی کو ترجیح نہیں دی اورکبھی حق سے باطل کی طرف مائل نہیں ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ آ پ نے نماز قائم کی ،اور زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیابرائیوں سے روکااور رسول کا اتباع کیا اور قرآن کی تلا وت کی جوتلا وت کاحق تھا اورحکمت اور مو عظہ حسنہ کے ذریعہ اپنے رب کی راہ کی طرف بلایا،میں گواہی دیتا ہوںکہ آپ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے اور جو آپ کو حکم دیا گیا تھاآپ نے اسی کو پہنچایا،اس کے حق کے ساتھ قیام کیاجس نے آپ کو قبول کیااس کی آپ نے اس طرح تصدیق کی کہ نہ اس کی کو ئی تو ہین ہواور نہ آپ کی تو ہین ہو ،میں گوا ہی دیتا ہوں کہ جہاد آپ کے ساتھ ہے اور حق آپ کی طرف ہے آپ ہی اس کے اہل اور اس کا معدن ہیں "

وارثت کی گواہی

یہی وہ امامت ہے جس کی ہم نے اس زیارت میں گواہی دی ہے اور وہ امامت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد آپ کی نسل درنسل باقی رہے گی یہ امامت درمیان میں منقطع ہونے والی نہیں ہے یہ امامت ائمۂ توحید کی امامت ہے جو تاریخ میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے مستقر ہوئی ہے حضرت آدم حضرت نوح اور حضرت ابراہیم سے رسول خدا (ص) حضرت علی اورامام حسن تک پہنچی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام اس امامت کی تمام ارزشوں اور ذمہ داریوں کے وارث ہیں :

<انَّ اللّٰہ اصطفٰی آدَمَ وَنُوْحاًوَآلَ اِبْرَٰہِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ذُرِّیَّةً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ > (١)

"اللہ نے آدم ،نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کرلیا ہے یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جا ننے والا ہے "

حضرت امام حسین علیہ السلام کر بلا میں اس وارثت کے عہدہ دارتھے :امام حسین علیہ السلام اس عظیم میراث کو کر بلا تک لے گئے تا کہ لوگ اس کے ذریعہ دلیل پیش کریں اس کا دفاع کریں اس

---

(١)سورئہ آلِ عمران آیت/٣٣۔٣٤ ۔

کی مخالفت کر نے والوں سے جنگ کریں یہ بلاغ المبین اسی رسالت کےلئے ہے جس میراث کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے آل ابراہیم اور آل عمران سے پایا تھا ۔

اس معرکہ کے وسط میں زائر حضرت امام حسین علیہ السلام کےلئے گواہی دیتا ہے:

١۔اس مقام پر واضح طورپر یہ ثابت ہوجا تا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی یزید سے جنگ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود سے مقابلہ اسی طرح حضرت موسیٰ کا فرعون سے ٹکراؤ اور رسول خدا (ص)کی ابو سفیان سے مخالفت نیز حضرت علی کی معاویہ سے جنگ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

٢۔تمام مرحلوں میں اس جنگ کا محور، روح توحید ہے ۔

٣۔جو میراث حضرت امام حسین علیہ السلام کو آل ابراہیم اور آل عمران سے ورثہ میں ملی جس کےلئے آپ نے کربلا کے میدان میں قیام کیا وہ میراث آپ کے بعد آپ کی ذریت میں موجود رہی انصار جنھوں نے امام حسین علیہ السلام کا اتباع

کیااسی طرح یہ میراث ان کے تابعین جو آل ابرا ہیم اور آل عمران کی راہ سے ہدایت حاصل کرتے رہے ان میں باقی رہی۔
ہم صالحین کی وراثت کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کےلئے زیارت وارثہ کے جملے پڑھتے ہیں :
<السلام علیک یاوارث آدم صفوۃاللہ،السلام علیک یاوارث نوح نبي اللّٰہ السلام علیک یاوارث ابراهیم خلیل اللّٰہ ،السلام علیک یاوارث مو سیٰ کلیم اللّٰہ،السلام علیک یاوارث عیسیٰ روح اللّٰہ،السلام علیک یاوارث محمّدحبیب اللّٰہ،السلام علیک یاوارث امیرالموٴمنین ولي اللّٰہ>
"سلام آپ پر اے آدم صفی اللہ کے وارث ،سلام آ پ پراے نوح نبی خدا کے وارث، سلام آپ پر اے ابراہیم خلیل خدا کے وارث،سلام آپ پراے مو سیٰ کلیم اللہ کے وارث ،سلام آپ پر اے عیسیٰ روح اللہ کے وارث ،سلام ہوآ پ پر اے محمدصلی اللہ علیہ وآلہ حبیب خدامحمدمصطفےٰ کے وارث،سلام ہو آپ پر اے امیرالمو منین ولی اللہ کے وارث "
آل ابراہیم اور آل عمران کی اس وراثت کی اگر چہ قرآن کی آیت کے مطابق ایک نسل ذریت کی طرف نسبت دی گئی ہے :
<ذُرِّیَّةً بَعْضُهَامِنْ بَعْضٍ> (١)
"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے "
مگر یہ کہ یہ رسول خدا (ص)اور مو لا ئے کائنات کی جانب فرزندی کی طرف ذریتی انتساب کے عنوان کے علاوہ ایک اور عنوان ہے کیونکہ یہ عنوان براہ راست اس شہادت کے بعد وارد ہوا ہے :
"السلام علیک یابن محمّد المصطفیٰ ،السلام علیک یابن علی المر تضیٰ السلام علیک یابن فاطمة الزهراء السلام یابن خدیجة الکبری "
"سلام آپ پر اے محمد مصطفےٰ کے فرزند سلام آپ پر اے علی مر تضیٰ کے دلبند سلام آپ پر اے فاطمہ زہرا کے لخت جگر سلام آپ پر اے خدیجة الکبریٰ کے فرزند "

شاہد ومشہود

زیارتوں میں گواہی سے متعلق روایات میں شاہد اور مشہود کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے ان گواہیوں میں زائر جس کی زیارت کر رہا ہے اس کی گواہی دیتا ہے :
<انّک قد اقمت الصلاة وآتیت الزکاة وامرت بالمعروف ونهیت عن المنکروجاهدت في سبیل الله حقّ جهاده >
"بیشک آپ نے نماز قائم کی زکوٰة ادا کی اورنیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور اللہ کی

---
(١)سورئہ آل عمران آیت/٣۴۔

راہ میں جہاد کیا جو جہاد کا حق تھا "
پس زائر شاہد اور جس کی زیارت کر رہا ہے وہ مشہودلہ ہے اور اس کا عکس بھی صحیح ہے
بیشک اللہ کے انبیاء علیہم السلام اس کے رسول اور ان کے اوصیاء امتوں پر شاہد ہیں اور رسول اللہ (ص) ان کے اوصیاء اس امت کے شاہد ہیں۔
خدا وند عالم کا ارشاد ہے:<وَیَومَ نبعثُ فی کُلّ اُمَّةٍ شهیداًعلیهم مِن انْفُسِهِم وَجِئْنٰابک شهیداًعلیٰ هٰوٴلاٰء >(١)
"اور قیامت کے دن ہم ہر گروہ کے خلاف انھیں میں کا ایک گواہ اٹھائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر لے آئیں گے ---"
<یَاایُّهَاالنَّبِیُّ اِنَّااَرْسَلْنَاکَ شَاهِداًوَمُبَشِّراًوَنَذِیْراً >(٢)
"اے پیغمبر ہم نے آپ کو گواہ،بشارت دینے والا ،عذاب الٰہی سے ڈرانے والا"

<کَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَسَطاًلِتَکُوْنُوْاشُهَدَاءَ عَلٰی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْداً >(۳)

"اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے تا کہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہا رے اعمال کے گواہ رہیں "

< وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْاوَیَتَّخِذَمِنْکُمْ شُهَدَاءَ >(۴)

----

(۱)سورئہ نحل آیت/۸۹۔

(۲)سورئہ احزاب آیت/۴۵۔

(۳)سورئہ بقرہ آیت/ ۱۴۳۔

(۴)سورئہ آل عمران آیت/۱۴۰۔

"تا کہ خدا صاحبان ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے اور وہ ظالمین کو دوست نہیں رکھتا ہے "

<فاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ>(۱)

"وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء ،صدیقین،شہداء اور صالحین "

پس زائر ین شاہد کی منزل سے مشہود کی منزل میں پہونچ جاتے ہیں اسی طرح مشہود لہ جن کے لئے ہم نماز زکات، امر بالمعروف اور جہاد کی گو اہی دیتے ہیں وہ شاہد بن جاتے ہیں ۔

زیارتو ں میں واردہوا ہے :

<انتم الصراط الاقوم وشہداء دارالفناء وشفعاء دارالبقاء >

اور حضرت امیرالمو منین علیہ السلام کی آٹھویں زیارت میں آیا ہے :

<مضیت للذی کنت علیہ شہیداًوشاھداًومشہوداً >

"اور جس مقصد پر آپ تھے اسی پر شہید ہوئے اور شاہد و مشہود ہوئے "

ب:الموقف

شہادت کے فیصلہ میں حکم کا تابع ہے ۔

اور حکم سیاست میں موقف کاتابع ہوتا ہے ۔

مو قف کو واضح و صاف شفاف اورقوی ہونا چاہئے نیز نفس کو قربانی اور فدا کاری کے لئے آمادہ ہو نا چاہئے ۔

----

(۱)سورئہ نساء آیت/۶۹۔

اور مسلمانوں کی تاریخ صفین اور کربلا جیسے واقعات میں ان افراد سے مخصوص نہیں ہے جو اس حادثہ کے زمانہ میں مو جود تھے بلکہ یہ مو قف خوشنودی ،رضایت ،محبت اور دشمنی کا لحاظ ان افراد کے لئے بھی ہوگا جو اُس حادثہ کے زمانہ میں موجود نہیں تھے۔

تاریخ میں یہ ایام فرقان کی خصوصیات میںسے ہے جن میں لوگ دو ممتازمحاذوں میں تقسیم ہوجا تے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے اختلاف ہر طرف ہوجاتا ہے جس کی بناء پر حق اور باطل کسی شخص پر مخفی نہیں رہ جاتامگر یہ کہ اللہ نے اس کے دل،کان اور آنکھ پر مہر لگا دی ہو ۔

یہ ایام لوگوںکو دو حصوں میںتقسیم کرتے رہے ہیں اور اُن کو تاریخ میںخو شنودگی ناراضگی، محبت اور دو ستی کی بنا پردو حصوں میں تقسیم کرتے رہے ہیں اور تیسرے فریق کو میدان میں چھوڑتے رہے ہیں صفین اور کربلا انھیں میں سے ہے۔

جو شخص بھی دونوںبر سر پیکار فریقوں کو درک کرکے بدر ،صفین اور کربلا کے واقعہ کاجا ئزہ لے وہ یا تو اِس فریق کی طرفدار ی کرے گا اوراس محاذمیں داخل ہو جا ئیگا یا دوسرے فریق کی طرفداری کرے گااور دوسرے محاذ میں داخل ہو جائیگا اس کو ان دونوں میں سے کسی ایک سے مفر نہیں ہے اور یہی مو قف ہے ۔

خداوندعالم سید حمیری پر رحم کرے جنھوں نے اس تاریخی پہلو کو حق اور باطل کے درمیان ہو نے والی جنگ کو اشعار میں بیان کیا ہے :
انی ادین بما دان الوصی بہ   یوم الربیضة من قتل المحلینا
وبالذی دان یوم النھر دنت لہ   وصافحت کفہ کفی بصفینا
تلک الدماء جمیعارب فی عُنُقی   ومثلہ معہ آمین آمینا
"میں جنگ جمل کے دن اسی مو قف کا حامل ہوں جس کو مو لائے کائنات نے اختیار کیا تھایعنی مخالفین کو قتل کرنا "
"اور نہروان کے دن بھی ایسے ہی مو قف کا حامل ہوں اورمیرا یہی حال صفین کے سلسلہ میں ہے "
"پروردگار وہ سارے خون میری گردن پر ہیں اور مو لائے کائنات کے ساتھ ایسے وقائع میں ہمراہی کےلئے میں ہمیشہ آمین کہتا رہتا ہوں "
جو کچھ صفین اور کربلا کی جنگ میں رونما ہوا وہ حقیقی اور آمنے سامنے کی جنگ تھی جو مصاحف کے اٹھ جانے اور حکمین کے صفین میں حکم کرنے اور کر بلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے شہید ہوجانے سے منقطع نہیں ہوئی بلکہ صفین اور کر بلا کو مخصوص طور پر یاد کیا جانے لگا اس لئے کہ یہ ہمارے نظر یہ کے مطابق تاریخ اسلام میں حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کر نے والی جنگیں تین ہیں جنگ بدر ،صفین اور کر بلا تاریخ اسلام میں ان ہی تینوں کو ایام فرقان کہا جاتا ہے ۔
یہ جنگ آج بھی فریقین کے درمیان اسی طرح باقی وساری ہے ---یہ تاریخ ہے۔ اگرچہ تاریخ موجود ہ امت کےلئے یہی سیاسی اور متمدن تاریخ کی ترکیب شدہ شکل ہے اور ماضی (گزرے ہو ئے زما نہ) اور موجود ہ زمانہ میں فاصلہ ڈالنا نہ ممکن ہے اور نہ ہی صحیح ہے ۔چونکہ فرزند اپنے آباء و اجداد سے "مواقع" اور" مواقف "میں میراث پاتے ہیں ۔موقف سے ہماری مراد تاریخ میں حادث ہونے والے واقعات ہیں اور واقعہ حادث ہونے کے وقت انسان پر اپنے رفتار وگفتار سے عکس العمل دکھا نا واجب ہے اس کو موقف کہا جاتاہے۔تو جب یہ جنگ ثقافتی جنگ تھی اور سمندر کے کسی جزیرہ یا زمین کے کسی ٹکڑے سے مخصوص نہیں تھی تو یہ جنگ یقینا ایک نسل سے دو سری نسل کی طرف منتقل ہوگی ما ضی کو پارہ کر کے حال سے متصل ہو جا ئیگی اور اس کو اولاد اپنے آباء و اجداد سے میراث میں پائیگی ایسی صورت میں مو قف کو موقع سے جدا کرنا ممکن نہ ہوگا جس کی بنا ء پر یہ مواقع مو جودہ نسل کی طرف دونوں بر سر پیکار فریقوں میں سے ہر ایک کے مو قف کی حمایت کی بناء پرمنتقل ہو جا ئیں گے ۔
یہ میراث ایک فریق سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح مو اقع و مو اقف سے صالحین کو صالحین کی میراث ملتی ہے اسی طرح مستکبرین اور ان کی اتباع کرنے والے مستکبرین کے مو اقع اور مواقف کی میراث پاتے ہیں ۔ہم اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں واضح طور پر مواقف کی میراث کا مختلف صورتوں میں زیارتوں میں مشا ہدہ کرتے ہیں ہم ذیل میں ان کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں :

ولایت و برائت

اس کا آشکار نمونہ او لیاء اللہ سے دو ستی اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے اس دو ستی اور دشمنی کا مطلب ان جنگوں اور ٹکراؤ سے خالی ہو نا نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کا ایسا جزء ہے جو اِن جنگوں میںسیاسی مو قف سے جدا نہیں ہو سکتا جس کو اسلام نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ہم دو ستی کے سلسلہ میں زیارت جا معہ معروفہ میں پڑھتے ہیں :
<اشہد اللھواشہدکم انی مو ٔمن بکم وبماآمنتم بہ،کافربعدوکم وبما کفرتم بہ مستبصربکم وبضلالةمن خالفکم،موال لکم ولاولیائکم مبغض لاعدائکم ومعادٍلھم،سلم لمن سالمکم وحرب لمن حاربکم محقق لماحققتم، مبطل لماابطلتم>
"میں خدا کو اور آپ کو گواہ بناکر کہتا ہوں کہ میں آپ پراور ہر اس چیزپر ایمان رکھتا ہوں جس پر آپ کاایمان ہے ،آپ کے دشمن کا اور جس کا آپ انکار کردیں سب

کا منکر ہوں آپ کی شان کو اور آپ کے دشمن کی گمرا ہی کو جانتا ہوں ۔آپ کا اور
آپ کے اولیاء کا دوست ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان سے عداوت
رکھتا ہوں اس سے میری صلح ہے جس سے آپ نے صلح کی ہے اور جس سے آپ
کی جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے جسے آپ حق کہیں وہ میری نظرمیں بھی
حق
ہے اور جس کو آپ باطل کہیں وہ میری نظرمیں بھی باطل ہے ”
زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام میں پڑھتے ہیں :
<لعن اللهامةاسست اساس الظلم والجورعلیکم اهل البیت،ولعن اللهامة
دفعتکم عن مقامکم وازالتکم عن مراتبکم التی رتبکم اللهفیها>
“خدا یا!اس قوم پر لعنت کرے جس نے آپ کے اہل بیت پرظلم وجورکئے اور
اس قوم پرلعنت کرے جس نے آپ کو آپ کے مقام سے ہٹادیا اور اس جگہ سے گرادیا
جس منزل پر خدا نے آپ کورکھا تھا ”
اور
<اللهم العن اول ظالم ظلم حقّ محمّدوآل محمّدوآخرتابع لہ علی ذلک،اللهم
العن العصابةالتی جاهدت الحسین وشایعت وتابعت علی قتلہ اللهم العنهم جمیعا>
“خدایا !اس پہلے ظالم پر لعنت کر جس نے محمد وآل محمد پر ظلم کیا ہے
اور اس کا اتباع کرنے والے ہیں ۔خدایا !اس گروہ پر لعنت کر جس نے حسین سے
جنگ کی اورجس نے جنگ پراس سے اتفاق کر لیا اورقتل حسین پرظالموں کی بیعت
کرلی ”
زیارت عاشوراء غیر معروفہ میں آیا ہے :
<اللّهم وهذایوم تجددفیہ النقمةوِتنزل فیہ اللعنةعلی یزیدوعلی آل زیاد وعمربن
سعدوالشمر۔اللّهم العنهم والعن مَن رضي بقولهم وفعلهم من اول وآخر لعناًکثیرا
واصلهم حرنارک واسکنهم جهنم وساء ت مصیرا،واوجب علیهم وعلی کلّ مَن شایعهم
وبایعهم وتابعهم وساعدهم ورضي بفعلهم لعناتک التي لعنت بهاکل ظالم وکل غاصب
وکل جاحد،اللهم العن یزیدوآل زیادوبنی مروان جمیعا،اللّهم وضاعف غضبک وسخطک
وعذابک ونقمتک علی اوّل ظالم ظلم اهل بیت نبیک،اللّهم والعن جمیع الظالمین لهم
وانتقم منهم انک ذونقمةمن المجرمین>
“خدایا ! یہ وہ دن ہے جب تیرا غضب تازہ ہوتاہے اور تیری طرف سے لعنت کا
نزول ہوتا ہے یزید، آل زیاد، عمر بن سعد اور شمر پر۔خدایا ان سب پر لعنت کر اور ان
کے قول و فعل پر راضی ہوجانے والوں پر بھی لعنت کر چاہے اولین میں ہوںیا آخرین
میں سے کثیر لعنت فرما اور انھیں آتش جہنم میں جلادے اور دوزخ میں ساکن کردے
جو بدترین ٹھکانا ہے اور ان کے لئے اور ان کے تمام اتباع اور پیروی کرنے والوں اور ان
کے فعل سے راضی ہوجانے والوں کے لئے ان لعنتوںکے دروازے کوکھول دے جوتو
نے کسی ظالم ،غاصب ،کافر، مشرک اور شیطان رجیم یا جبار و سرکش پرنازل کی
ہے۔ خدا لعنت کرے یزید و آل یزید اور بنی مروان پر خدایا اپنے غضب اپنی ناراضگی
اوراپنے عذاب و عقاب کومزید کردے ا س پہلے ظالم پرجس نے اہل بیت پیغمبر پر ظلم
کیاہے اورپھر ان کے تمام ظالموں پر لعنت کر اور ان سے انتقام لے کہ تو مجرمین
سے انتقام لینے والا ہے ”

رضا اور غضب

دو ستي اور دشمنی میں رضا اور غضب بھی داخل ہے :رضا یعنی جس سے
او لیا ء اللہ راضی ہو تے ہیں غضب جن سے اولیاء اللہ غضب ناک ہوتے ہیں ۔
خوشی اور غضب ،محبت اور عداوت ایمان کی واضح نشانیاں ہیں اور ان کے
ستون میں سے ہیں یہ سیاسی موقف کےلئے عمیق فکر ہے ان دونوں (رضااور
غضب) کے بغیر سیاسی موقف مضمحل اور پائیدار نہیں ہے ۔
یہ وہ رابطہ اور ذاتی ایمان ہے جو سیاسی موقف کو عمق ،مقاومت اور
استحکام عطا کرتا ہے رضا اور غضب کے سلسلہ میں زیارت صدیقہ فاطمة الزہرا علیہا
السلام میں آیا ہے :

<اشہداللهورسلہ وملائکتہ انیراض عمّن رضیت عنہ ساخط علی مَن سخطت علیہ،متبرء ممن تبرّئت منہ موالٍ لمن والیت معادٍلمَن عادیت مبغض لمن ابغضت،محبّ لمن احبّبت>

“میں اللہ، رسول اور ملا ئکہ کو گواہ بناکرکہتا ہوں کہ میں اس شخص سے راضی ہوں جس سے آپ راضی ہیں اوربر اس شخص سے ناراض ہوں جس سے آپ ناراض ہیں ہراس شخص سے بیزارہوں جس سے آپ بیزار ہیں آپ کے چاہنے والوں کا چاہنے والا آپ کے دشمنوںکا دشمن، آپ سے بغض رکھنے والوں کادشمن اورآپ سے محبت کرنے والوںکادوست ہوں ”

اور زیارت کے دوسرے فقر ے میں آیاہے :

<اشہد انی ولی لمن والاک وعدولمن عاداک وحرب لمن حاربک>

“میں آپ کے دوستوں کا دوست ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں جو آپ سے جنگ کرنے والے ہیں اس سے ہماری جنگ ہے ”

سلم اور تسلیم

موقف کی خصوصیات میں سے سلم اور تسلیم ہے تسلیم کا سلم وصلح سے بلند مر تبہ ہے لہٰذا موقف میں سب سے پہلے مسالحت صلح ہونی چاہئے اور سلم میں اللہ ،رسول اور اولیاء اللہ اور اس کے صالحین بندوں کی اتباع کی جا ئے :

<یَاایُّہَاالَّذِیْنَ آمَنُوْاادْخُلُوْافِی السِّلْمِ کَافَّةً>(۱)

---

(۱)سورئہ بقرةآیت /۲۰۸۔

“ایمان والو تم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہو جاؤ ”

اس سے چیلنج کو شامل نہ کیا گیا ہو:

<اَلَمْ یَعْلَمُوْااَنَّہُ مَنْ یُحَادِدِاللهوَرَسُوْلَہُ فَاَنَّ لَہُ نَارَجَہَنَّمَ خَالِداًفِیْہَا>(۱)

“کیا یہ نہیں جانتے ہیں کہ جو خداو رسول سے مخالفت کرے گا اس کیلئے آتش جہنم ہے اور اسی میں ہمیشہ رہنا ہے ”

نہ اللہ کے سامنے سرکشی اور استکبار کیا جا ئے :

<وَلَاتَطْغَوْافِیْہِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ>(۲)

“اور اس میں سرکشی اور زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے ”

مخالفت نہ ہو :

<وَاِنَّ الظَّالِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ>(۳)

“اور ظالمین یقینابہت دور رس نا فر مانی میں پڑے ہوئے ہیں ”

دو سرے مر حلہ میں اس مو قف کو رسول اور مسلمین کے امور کے سر پرستوں سے تسلیم کی اطاعت پر قائم ہو نا چا ہئے صلح اور تسلیم میں سے ہر ایک کو انسان کی نیت ،قلب ،عمل اور رفتار میں ایک ہی وقت میں رچ بس جانا چا ہئے صلح ،تسلیم اور پیروی دل سے ہو نی چا ہئے اور جب ایسی صورت حال ہواور سیاسی مو قف ،نیت ،عمل اور با طن و ظا ہر میں صلح و تسلیم سے متصف ہو تو لو گ اکٹھا ہو کر اس مو قف کو اختیار کریں اور اس مو قف کے لوگ اس کے خلاف موقف والوں کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتے ۔ایسی صورت میں مو من انسان اکیلا ہی ایک امت شمار ہوگا جو امت کا پیغام لیکر قیام کرتا ہے اور وہ امت کی

---

(۱)سورئہ توبةآیت/ ۶۳۔

(۲)سورئہ طہ آیت /۸۱ ۔

(۳)سورئہ حج آیت ۵۳۔

طرح پائیدار اور مضبوط ہو گاجیسا کہ ہمارے باپ ابوالانبیاء جناب ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی قرآن کی نص کے مطابق ایک امت تھے :

<اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰہِ حَنِیْفاًوَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ >(۱)

“بیشک ابراہیم ایک مستقل امت اور اللہ کے اطاعت گذار اور باطل سے کتراکر چلنے والے تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے ”
اور صلح و سلا متی کے بغیر تاریخ میں کو ئی مو قف رونما نہیں ہو تا اور اگر ہم مو قف کو صلح و سلا متی سے خالی کردیں تو مو قف کالعدم ہو جائیگا صلح تسلیم خدا و رسول اور مسلمانوں کے پیشواؤں کی ہر بیعت کی جان ہے کیونکہ بیعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خداوند عالم کی عطا کردہ ہر چیز منجملہ محبت، نفرت ، جان ،مال اور اولاد کو یکبارگی خداوند عالم کے ہاتھوں فروخت کردے اوروہ دل خداوند عالم کیلئے ہر چیز سے خالی ہو جا ئے ،پھر اس کے بعد اپنے معا ملہ پر نہ حسرت کرے اور ہی اپنے کام میں شک کرے کیو نکہ وہ اب ہر چیز خداوند عالم کے ہاتھوں بیچ چکا ہے اور اس کی قیمت لے چکا ہے لہٰذا نہ معا ملہ فسخ کرسکتا ہے اورنہ فسخ کرنے کامطالبہ کرسکتاہے اوریہ سودمندمعاملہ ہے یہ امور مسلمین کے سرپرستوں اور مو منین کے پیشواؤں کے مو قف کی جان ہے جنھوں نے اس سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام ج(و مسلمانوں کے امام ہیں) کی زیارت میں انے والی عبارتوں پر غور کریں ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں آیاہے :
<فَقَلِبِی لَکُم مُسَلِّمٌ ونصرتي لکم معدةحتّیٰ یحکم اللهبدینہ فمعکم معکم لامع عدوکم>
“ میرا دل آپ کے سامنے سراپاتسلیم ہے اور میری نصرت آ پ کےلئے حاضر ہے یہاں تک

---

(۱)سورۂ نحل آیت /۱۲۰۔

کہ پروردگاراپنے دین کا فیصلہ کردے تو میں اپ کے ساتھ ہوں آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں ”
حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت میں واردہوا ہے :
<لبیک داعي اللهان کان لم یجبک بدني عنداستغاثتک ولساني عند استنصارک قد اجابک قلبي وسمعي وبصري>
“میں نے خداوند عالم کی دعوت پر لبیک کہی اے اللہ کی طرف بلانے والے اگر چہ میرے جسم نے آپ کے استغاثہ کے وقت لبیک نہیں کہی اور میری زبان نے آپ کے طلب نصرت کے وقت جواب نہیں دیا لیکن میرے دل ،کان اور آنکھ نے لبیک کہی ”

زیارت حضرت ابو الفضل العباس :

<وقلبي لکم مسلّم واناالکم تابع ونصرتي لکم معدةحتی یحکم اللهوهو خیرالحاکمین>
“میرا دل آپ کے سامنے جھکا ہے اور تابع فرمان ہے اور میں آپ کا تابع ہوں اور میری مدد آپ کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ خدا فیصلہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ”
زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام روز اربعین :
<وقلبي لقلبکم سلم،وامریلامرکم متبع،ونصرتي لکم معدة،حتّیٰ یاذن اللهلکم،فمعکم معکم لامع عدوکم>
“اور میرا دل آپ کے سامنے سراپا تسلیم ہے اور میرا امر آپ کے امر کے تابع ہے اور میری مدد آپ کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ آپ کو اجا زت دے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں ہیں ”
یہ معیت جس کو زائر اپنے موقف اور ائمہ مسلمین سے دوستی کے ذریعہ آمادہ وتیار کرتا ہے یہ موقف اور دوستی کی روح ہے ۔ان کی خوشی وغم، صلح

وجنگ آسانی عافیت اور سختی ومشکل میں ساتھ رہنا دنیا میں ان کے ساتھ رہنا انشاء اللہ آخرت میں ان کے ساتھ رہنا ہے ۔

انتقام کےلئے مدد کی دعا

موقف کے مطالبوں میں سے ایک مطالبہ مدد کےلئے دعا مانگنا ہے ۔جب مو قف کا سر چشمہ سچا دل ہوگا تو انسان اللھسے مسلمانوں کے امام اور مسلمانوں کی مددکےلئے ہر وسیلہ سے دعا مانگے گا دعاکے ان وسائل میں سے ایک وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دعا مانگتا ہے اور دعا ان وسائل میں سے سب سے افضل اور بہترین وسیلہ ہے مگر دعا عمل ،عطا اور قربانی دینے سے مستغنی نہیں ہے ۔

سیاسی موقف کے ستون کے لئے اس مضمون کی دعا اہلبیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعا ؤں میں ہے اور ہم ذیل میں اس دعا کے چند نمونے پیش کرتے ہیں :

ہم آل محمد علیہم السلام سے مہدی منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت میں پڑھتے ہیں :

<اللّھم انصره وانتصربہ لدینک،وانصربہ اولیائک،اللّھم واظھربہ العدل،وايّده بالنصر،وانصرناصریہ واخذل خاذلیہ،واقصم بہ جبابرةالکفرواقتل الکفاروالمنافقین واملابہ الارض عدلاًواظھربہ دین نبیک>

"خدا یا! اپنے ولی کی نصرت فرما اور ان کے ذریعہ دین کی مددفرما اپنے اولیاء اور ان کے اولیاء کی مدد فرما ۔۔۔اور ان کے ذریعہ عدل کو ظاہر فرما نااور اپنی نصرت سے ان کی تائید فرمانا ان کے ناصروں کی مدد کرنا اور ان کو رسوا کرنے والوں کو ذلیل کر اور دشمنوں کی کمر توڑدے تمام جابر کافروں کی کمر توڑ دے تمام کفار و منافقین اور تمام ملحدین کوفنا کردے ۔۔۔اور ان کے ذریعہ زمین کو عدل سے بھردے اور ان کے ذریعہ اپنے نبی کے دین کو غالب فرما"

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کےلئے دعاؤں کے چند نمونے :

<اللّھم انّک ایدت دینک في کل اوان بامام اُقمتہ لعبادک ومنارافي بلادک،بعدان اوصلت حبلہ بحبلک،وجعلتہ الذریعةالی رضوانک۔۔اللھم فاوزع لولیک شکرماانعمت بہ علیہ،واوزعنامثلہ فیہ،وآتہ مِن لدنک سلطانا نصیرا،وافتح لہ فتحایسیراًواَعنہ برکنک الاعز،واشددازره،وقوّعضده وراعہ بعینک،واحمہ بحفظک،وانصره بملائکتک وامدد،بجندک الاغلب،واقم بہ کتابک وحدودک وشرائعک وسنن رسولک واحیی بہ مااماتہ الظّالمون من معالم دینک،واجل بہ صداٴالجورعن طریقک،وابن بہ الضراء من سبیلک،وازل بہ الناکبین عن صراطک وامحق بہ بغاةقصدک عوجاً،والن جانبہ لاولیائک،وابسط یده علی اعدائک،وھبّ لنارافتہ ورحمتہ وتعطفہ وتحنّنہ،واجعلنالہ سامعین مطیعین،وفی رضاه ساعین والی نصرتہ والمدافعةعنہ مکنفین>

"بار الٰہا! تو نے اپنے دین کی، ہر زمانہ میں ایسے امام کے ذریعہ نصرت کی ہے جس کو تو نے اپنے بندوں کےلئے منصوب فر مایا اپنی مملکت میں منارئہ ہدایت قرار دیا اس کے بعد جبکہ تو نے اس کو اپنی رضا تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا با ر الٰہا لہٰذا اپنے ولی کو اپنے اوپر نا زل ہو نے والی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی تو فیق عطا فرما اور اس سلسلہ میں ہم کو بھی شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اپنی جانب سے اس امام کو کامیاب حکو مت عطا فرما آسانی کے ساتھ فتح و نصرت عطا فرما اپنے مضبوط ارکان کے ذریعہ اس کی مدد فرما اس کو ہمت دے ،اس کو قوی کر ، اس کی نگرانی کر ،اپنے ملائکہ کے ذریعہ اس کی مددکر، اپنے فاتح لشکر کے ذریعہ ظفریاب کر ،اس کے ذریعہ اپنی کتاب ،حدود شریعت اور اپنے رسول کی سنتوں کو قائم کر ،اس کے ذریعہ اپنے دین کی ان نشانیوں کو زندہ کر جن کو ظالمین نے مردہ کر دیا ہے، اس کے ذریعہ اپنی راہ سے انحراف کی جِلا بخش ،اس کے ذریعہ اپنی تاریک راہ کو رو شن کر ،اس کے ذریعہ اپنی راہ سے دو ری اختیار کرنے والو ں کو نا بود کر ،اس کے ذریعہ تیرا بیجا طور پر قصد کرنے والوں کو فنا کردے ،اس کو اپنے

دو ست داروں کےلئے خوش اخلاق کردے اس کو اپنے دشمنوں پر مسلّط کردے اس کی محبت سے ہم کو بہرہ مند فرما ،ہم کو اس کا اطاعت گذار قرار دے اس کی رضا کے سلسلہ میں کو شش کرنے والا قرار دے اس کی مدد اور دفاع کرنے کے سلسلہ میں آمادہ کردے "

نیز زیارت امام صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی زیارت میں پڑھتے ہے :

<اللّٰھم انجزلولیک ماوعدتہ،اللّھم اظھرکلمتہ واعل دعوتہ وانصرہ علی عدوہ وعدوک،اللّھم انصرہ نصراعزیزاً،وافتح لہ فتحایسیراً،اللّھم واعزّبہ الدین بعدالخمول،واطلع بہ الحق بعدالافول،واجل بہ الظلمة،واکشف بہ الغمة،

وآمن بہ البلادواھدبہ العباد،اللّھم املأ بہ الارض عدلاًوقسطاًکماملئت ظلماًوجوراً>

"خدایا!جس کا تونے وعدہ کیا ہے اسے اپنے نبی کیلئے پورا کردے خدایا! اس کے کلمہ کو ظاہر کر دے اور اس کی دعوت کی آواز کو بلند کر اور اس کے اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد فرما۔۔۔خدایا !اس کی غلبہ عطا کرنے والی مدد سے مدد کر اور اس کو آسانی سے مکمل فتح عطا کر خدایا! اس کے ذریعہ سے گمنامی کے بعد دین کو غلبہ عطا کر اور اس کے ذریعہ حق کو ڈوبنے کے بعد طالع کر اور اس کے ذریعہ سے ظلمت کو نورانیت عطا کر اور اس کے ذریعہ مشکلات کو دور فرمااور خدایا اس کے ذریعہ شہروں کوامن عطا کر اور بندوں کی ہدایت کر خدایا اس کے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو "

انتقام اور خون خواہی کےلئے دعا

"انتقام "اور انتقام کےلئے دعا مانگنا موقف کا جزء ہے حضرت ابراہیم بلکہ حضرت نوح سے لیکر آج تک خاندان توحید کا ایک ہی موقف ہے ۔ان کا راستہ اور ان کی غرض وغایت ومقصد ایک ہے اور یہ موقف حضرت ابراہیم سے لیکر امام مہدی کے ظہور تک اس طرح باقی رہے گا تا کہ خداوندعالم ان کے ذریعہ اس خون واشک کے فتوحات ،اور مشکلات کی راہ میں ان کو فتح ونصرت عطا کرے اور خدا ان لوگوں سے جنھوں نے ان کو شہید کیا ،ان پر ظلم وستم کیا اس راستہ میں ظلم وستم کر نے والوں کی قیادت کی ،ان کے رہبر ،ان کی نسل اور جنھوں نے اللہ کے دین سے روکا ان سے انتقام لے ۔

اس خاندان پر سب سے زیادہ ظلم وستم ،مصائب ،پیاس قتل وغارت کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب پر ڈھا ئے گئے ۔

ہم خداوند قدوس سے دعا کر تے ہیں کہ وہ ہم کو ان لوگوں سے انتقام لینے والوں میں سے قراردے جنھوں نے ظلم وستم ڈھائے ،اس روش پر برقرار رہے ،ان کی اتباع کی اور جو ان کے اس فعل پر راضی رہے ۔

<اللّٰھم واجعلنامن الطالبین بثأرہ مع امام عدل تعزّبہ الاسلام وأھلہ یاربّ العالمین>

"خدایا !ہم کوامام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والوں میں امام عادل (امام زمانہ) کے ساتھ قرار دے جس کے ذریعہ تو اسلام اور اہل اسلام کو عزت دے گا اے عالمین کے پروردگا ر "

۱۔رسول اسلام (ص)او ران کے اہل بیت علیہم السلام کیلئے دعا

ان پر درود اور خداوند عالم کی جانب سے ان کیلئے طلب رحمت :

<اللّٰھم صلّ علی محمّدوآلہ صلوات تجزل لھم بھامن نحلک و کرامتک،وتکمل لھم الاشیاء من عطایاک ونوافلک،وتوفّرعلیھم الحظ من عوائدک وفواضلک>

"خدایا !محمد وآل محمد پر ایسے درود بھیج جس کے ذریعہ تو ان کیلئے اپنی بزرگواری اور کرم کو وافر مقدار میں ان کو عطا کر اور ان کیلئے اپنی بخششیں کامل کر اور ان پر بکثرت اپنی نعمتیں نازل فر ما "

<اللّھم صلّ علی محمّدوبارک علی محمّد وآل محمّد،کاٴفضل ماصلّیت وبارکت وترحمت وتحنّنت وسلّمت علی ابراھیم وآل ابراھیم>

"خدایا محمد اور آل محمد پر درودبھیج اورمحمد وآل محمدپر برکت نازل فرماجس طرح کہ تو نے صلوات و برکت ورحمت،مہربانی اور سلام ابراہیم اور آل ابراہیم پر قرار دیاہے ،

٢۔رسول کیلئے دعا :رسول اور اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں یہ دعا خدا ان کو اپنے بندوں کیلئے اپني رحمت تک پہنچنے کا ذریعہ اور شفیع قرار دے اور رسول خدا (ص) کی زیارت میں آیا ہے :

<اللّھم اعط محمداً الوسیلةوالشرف والفضیلةوالمنزلةالکریمةاللھم اعط محمّداًاشرف المقام وحباء السلام وشفاعةالاسلام،اللّھم الحقنابہ غیر خزایاولاناکثین ولانادمین>

"خدایا !محمد کو وسیلہ ،شرف اور فضیلت اور کریم منزلت عطا فرما خدایا تو محمد کو بہترین مقام اور سلام کا تحفہ اور شفاعت اسلام عطا کر خدایا ہم کو ان سے اس طرح ملا کہ نہ رسوا وذلیل ہوں نہ عہد کے توڑنے والے اور نہ شرمندہ ہوں "

اور رسول خدا (ص) کی زیارت میں آیا ہے :<اللھم واعطہ الدرجةوالوسیلةمن الجنةوابعثہ المقام المحمود،یغبطہ بہ الاوّلون والآخرون>

"خدایا !ان کو بلند درجہ عطا کر اور وسیلہٴ جنت عطا کر اور ان کو مقام محمود پر مبعوث کر کہ ان پر اولین وآخرین غبطہ کریں "

٣۔رسول خدا (ص)اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے اللہ کے اذن سے توسل کرنا :

<فاجعلني اللّھم بمحمّدواھل بیتہ عندک وجیھاًفی الدنیاوالآخرة،یا رسول اللھاني اتوجہ بک الی اللھربّک وربي لیغفرلي ذنوبي ویتقبل مني عملي ویقضي لي حوائجي فکن لي شفیعاًعندربّک وربي فنعم المسؤول المولیٰ ربي و نعم الشفیع اٴنت یامحمّدعلیک وعلی اٴھل بیتک السلام>

"بار الٰہا !پس مجھ کو محمد اور ان کے اہل بیت کے نزدیک دنیا اور آخرت میں سرخرو قرار دے یا رسول اللہ بیشک میں آپ کے اور اپنے پروردگار کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میرے گناہ بخش دے اور مجھ سے میرا عمل قبول کرے اور میری حا جتیں پوری کرے ،لہٰذا آپ اپنے اور میرے پروردگار کے نزدیک میرے شفیع ہو جا ئیے کیونکہ پرور دگار بہت اچھا آقا اور سوال کرنے کے لائق ہے اور اے محمد! آپ بہترین شفیع ہیں آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود وسلا م ہو "

زیارت ائمہ ٴ اہل بقیع علیہم السلام میں آیا ہے :

<وھذامقام مَن اسرف واٴخطاٴواستکان،واٴقرّبماجنیٰ،ورجيٰ بمقامہ الخلاص۔۔فکونوالی شفعاء فقد وفدت الیکم اذ رغب عنکم اٴھل الدنیاواتخدوا آیات اللھھزواًواستکبرواعنھا>

"آپ کے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے زیادتی کی ہے غلطی کی ہے مسکین ہے، اپنے گناہوں کامعترف ہے اور اب نجات کا امیدوارہے ۔۔آپ اہل بیت اس کی بارگاہ میں میرے شفیع بن جائیں کہ میں آپ کی بارگاہ میں اس وقت آیا ہوں جب اہل دنیا آپ سے کنارہ کش ہوگئے اور انھوں نے آیات خدا کا مذاق اڑایا ہے "

رسول خدا (ص) کے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے:

<اتیتک من شقةطالب فکاک رقبتي من الناروقداٴوقرت ظھري ذنوبي وآتیت مااسخط ربي ولم اٴجداٴحداًافزع الیہ خیراًلي منکم اٴھل بیت الرحمہ فکن لي شفیعاً>

"میںبہت دور سے آیا ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ میری گردن کو جہنم سے آزاد کر دے کہ گنا ہوں نے میری کمرتوڑ دی ہے اور میں نے وہ کام کئے ہیں جنھوں نے میرے خدا کوناراض کردیاہے اوراب کو ئی نہیں ہے جس کے سامنے فریاد کروں یاآپ سے بہتر ہوآپ اہل بیت رحمت ہیںلہٰذا روز فقر و فاقہ میری شفاعت فرمائیں"

۴۔اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب اہل بیت علیہم السلام کی ہمنشینی قیامت میں ان کی ہمسا ئیگی اور دنیا میں ان کی ہدایت اور ان کے راستہ پر ثابت قدمی کا سوال کرکے متوجہ ہونااور یہ کہ ہم دنیا میں انھیں کی طرح زندہ رہیں او ر ہم کو

انھیں کی طرح مو ت آئے اورہم آخرت میں اُن ہی کے گروہ بلکہ ان ہی کے ساتھ محشور کئے جا ئیں جیسے اللہ نے مجھے دنیامیں ان کی ہدایت اور ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا کی ہے ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں وارد ہوا ہے :<اللّھم واٴعوذبکرم وجھک اٴن تقیمني مقام الخزي والذّل یوم تھتک فیہ الاٴستاروتبدوفیہ الاٴسرار،وترعدفیہ الفرائص ویوم الحسرةوالندامة،یوم الآفکة،یوم الآزفة،یوم التغابن،یوم الفصل،یوم الجزاء،یوماًکان مقداره خمسین الف سنة،یوم النفخة،یوم ترجف الراجفة،تتبعھاالرادفة،یوم النشر،یوم العرض، یوم یقوم الناس لربّ العالمین،یوم یفرّالمرء من اخیہ وامّہ واٴبیہ وصاحبتہ وبنیہ، یوم تشقق الارض واکناف السماء،یوم تاٴتی کلّ نفس تجادل عن نفسھا،یوم یُردون الی اللھفیُنبوٴھم بماعملوا،یوم لایغني مولیٰ عن مولیٰ>

"اور میں تیری کریم ذات کی پناہ میں آیا ہوں کہ تو مجھ کو ذلت و رسوائی کی منزل میں کھڑانہ کرنااس دن جس دن تمام پردے چاک ہو جا ئیں گے اور تمام راز ظاہر ہو جا ئیں گے اور بندبند کا نپیں گے اور وہ دن حسرت و ندامت کا دن ہوگاوہ دن برائیوں کے کھل جا نے کااور انسان کے خسارہ کا دن ہوگا ،جس دن فیصلہ بھی ہوگا اور جزاء بھی دی جائیگی جو دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، جب صور پھونکا جائیگا جب زمین لرزجائے گی اور اسے مسلسل جھٹکے لگیں،نا مہ ٴ اعمال نشر ہوگا ، معاملات پیش ہوں گے اور بندے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ،جب ہر شخص اپنے بھا ئی ،ماں ،باپ، بیوی اور بچوں سے بھاگ رہا ہوگا زمین شق ہو جا ئے گی آسمان پھٹ جائیگااور ہر شخص اپنے سے دفاع کرنے کی کوشش کرےگا ،تمام لوگ اللہ کی بارگاہ میں پلٹادئے جا ئیں گے تو اور وہ لوگوںکوان کے ا عمال سے با خبر کریگا جب کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا "

اور اس کے بعد قیامت کے خوفناک دن میں رسول خدا (ص) اور اللہ کے اولیاء کی مصاحبت طلب کرنا:

<اللّھم ارحم موقفي في ذلک الیوم ولاتخزني في ذلک الموقف بما جنیت علی نفسي،واجعل یاربّ في ذلک الیوم مع اولئک منطلقي وفي زمرة محمّداٴھل بیتہ محشري واجعل حوضہ موردي۔۔۔ واعطني کتابي بیمیني>

"خدایا!اس دن کے مو قف میں مجھ پر رحم کرناآج کے اس مو قف کے طفیل میںتو مجھے اس مو قف میں رسوا نہ کرناان زیادتیوںکی بنا پرجو میں نے اپنے اوپر کی ہیں اور اے خدا اس دن مجھے اور میری منزل کو اپنے اولیاء کے ساتھ قرار دےنا اور مجھے اپنے پیغمبر اور اہل بیت کے زمرہ میں محشور کر ناان کے حوض کوثرپر واردکرنا ۔۔۔اور نامہ ٴ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا "

زیارت حضرت ابو الفضل العباس میں آیا ہے :

<فجمع اللھبینناوبینک وبین رسولہ واولیائہ>

"اللہ ہمیں اور آپ کو اپنے رسول اور اولیاء کے ساتھ بلند ترین منزل میں قراردے'

بعض زیارات کی نصوص میں وارد ہوا ہے :

<وثبّت لي قدم صدق مع الحسین واصحاب الحسین الذین بذلوا مھجھم دون الحسین>

"خدایا !مجھے روز قیامت ثبات قدم دینا حسین اور اصحاب حسین کے ساتھ جنھوں نے تیرے حسین کے سامنے اپنی جانیں قربان کر دی ہیں "

زیارت عاشوراء کے بعد دعاء علقمہ میں آیا ہے :

<اللھم احینیحیاة محمّد وذریة محمّدوامتني مماتھم وتوفني علی ملّتھم واحشرني في زمرتھم ولاتفرّق بیني وبینھم طرفةعین ابداًفي الدنیا والآخره>

"خدایا !مجھ کو محمد اور ان کی ذریت کی حیات اور انھیں کی موت عطا فرما انھیں کی ملت پراٹھانا اور انھیں کے زمرہ میں محشور کرنا اور میرے اور ان کے درمیان دنیا اور آخرت میں ایک لحظہ کی جدا ئی نہ ہونے دینا "

زیارت عاشوراغیر معروفہ میں آیا ہے :

<اللّہم فصلّ علیٰ محمّدوآل محمّد واجعل محیاي محیاھم ومماتي مماتہم،ولاتفرّق بیني وبینہم في الدنیاوالآخرۃانّک سمیع الدعاء>

“خدایا !محمد آور آل محمد پر رحمت نازل فرمااور میری زندگی کو ان کی جیسی زندگی اورمیری موت کو ان کی جیسی موت بنا دے اور میرے اور ان کے درمیان دنیا اور آخرت میں جدا ئی نہ ہونے دینا تو دعاؤں کا سننے والا ہے ”

زیارت جا معہ میں آیا ہے :

<فثبتني اللہابداًماحییت علی موالاتکم ومحبتکم و،وفقني لطاعتکم،و رزقني شفاعتکم وجعلني من خیارموالیکم التابعین لمادعوتم الیہ وجعلني ممن یقتص آثارکم ویسلک ویہتدي بہداکم ویحشرفي زمرتکم،ویکرّفيرجعتکم ویملک في دولتکم،ویشرف في عافیتکم ویمکن في ایامکم وتقرّعینہ غداً بروٴیتکم>۔

“اللہ مجھے تا حیات آپ کی محبت آپ کی موالات اور آپ کے دین پرثابت رکھے آپ کی اطاعت کی تو فیق دے آپ کی شفاعت نصیب کرے اور آپ کے بہترین غلاموں میں،آپ کی دعوت کااتباع کرنے والوں میں قرار دے اور ان میں قرار دے جو آپ کے آثارکا اتباع کریں اور آپ کے راستہ پر چلےں، آپ سے ہدایت حاصل کریں اور قیامت میں آپ کے ساتھ محشور ہوں ، آپ کی رجعت میں واپس ہوں، آپ کی حکومت میں حاکم بنیں اورآپ کی عافیت کا شرف حاصل کریں اور آپ کے زمانہ میں اختیار حاصل کریں ”

زیارت حضرت ابوالفضل العباس میں آیا ہے :

<فجمع اللہبینناوبینک وبین رسولہ واولیائہ فی منازل المخبتین>

“اللہ ہمیں اور آپ کو درمیان اپنے رسول اور اولیاء کے ساتھ بلند ترین منزل میں قراردے’

اس طرح زیارت کرنے والے اور زیارت کئے جانے والے شخص کے درمیان رابطہ کامل ہو جاتا ہے یہ دو طرفہ رابطہ ہے جس میں دعا اور زائر کی جا نب سے زیارت کی جا نے والی ہستی پر درودوسلام، اس میں خدا وند عالم سے دعا ہے کہ زیارت کئے جانے والی ہستی کی شفاعت اور قیامت میں اس کی ہمنشینی حاصل ہو یہاں زائر اور جس کی زیارت کی جائے دونوں کے مابین رابط خدا ہے اسی لئے وہ ابتداء اور انتہاء دونوں ہی میں توجہ کا مرکز ہے ۔